ان الدین عند اللہ الاسلام

خلاصۃُ الاحکام فی فقہ الاسلام

مرتبہ

عالی جناب ڈاکٹر سید علی اسد سجادر دائی

بمطابق فتاویٰ

فقیہ اہلبیت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر مدظلہ

ناشر

مکتبۃ السبطین

سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الدین عند اللہ الاسلام

خلاصۃُ الاحکام
فی
فقہ الاسلام

مرتبہ

عالی جناب ڈاکٹر سید علی اسد سجادردائی

بمطابق فتاوٰی

فقیہ اہلبیت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر مدظلہ

ناشر

مکتبۃ السبطین سیٹلائٹ ٹاؤن بی بلاک سرگودھا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	:	خلاصۃ الاحکام فی فقہ الاسلام
مصنف	:	علامہ محمد حسین صاحب قبلہ نجفی مدظلہ
ایڈیشن	:	ششم
ناشر	:	مکتبہ السبطین سیٹلائٹ ٹاؤن بی بلاک سرگودھا
طابع	:	سید اظہار الحسن رضوی
مطبع	:	اظہار سنز پرنٹرز، 9 ریٹی گن روڈ، لاہور فون نمبر: 042-37220761
سال طبع	:	۲۰۱۱
ہدیہ	:	۱۱۰ روپے

sibtain.com

اجمالی فہرست مضامین خلاصۃ الاحکام

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	تلخیص کنندہ کی عرضداشت	2
2	مختصر عقائد امامیہ	4
3	چند عقائد باطلہ کا بیان	9
4	اجتہاد و تقلید	10
5	مجتہد کی شرائط	11
6	کیا مجتہد کے لیے اعلم ہونا ضروری ہے	12
7	مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا	13
8	نجاسات عینیہ	14
9	نجاسات عینیہ سے کیا مراد ہے	--
10	پاک چیز کیسے نجس ہوتی ہے	16
11	نجاسات ثابت ہونے کا طریقہ	--
:2	نجاسات کے احکام	17
13	وہ جگہیں جہاں نجاست کی معافی	--
	ہے اور وہ چار چیزیں ہیں	--
14	جوٹھے کے احکام	18
15	باب المطہرات	--
16	آب قلیل پانی کے ساتھ پاک کرنے کے شرائط	19
17	آب جاری یا آب کثیر سے پاک کرنے کا طریقہ	20
18	آب قلیل سے پاک کرنے کی تفصیل	--
19	برتن کا حکم	—
20	دیگر مطہرات جو کل بارہ ہیں	21
21	تبعیت کی مثالیں	22
22	زوال عین نجاست	23
23	وضو	26
24	مقدمات وضو یا شرائط وضو	27
25	مقدمات وضو اور اسکا طریقہ	28
26	وضو کے مسائل و احکام	29
27	وضو کے مبطلات	30
28	مسائل و احکام	—
29	مریض کا وضو	—
30	وضوئے جبیرہ	31
31	مکروہات وضو	—
32	غسل واجب کا بیان	32
33	اسباب جنابت	—
34	غسل جنابت کے مقدمات	34
35	مسائل و احکام	35
36	غسل حیض	36
37	نفاس	38
38	متفرق مسائل	—
39	استحاضہ	39
40	استحاضہ کثیرہ	40
41	غسل استحاضہ کی غایات	41
42	استحاضہ کے متفرق مسائل	—
43	غسل مس میت	42
44	غسل میت	—
45	وضاحت	43

sibtain.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
46	جو احرام میں فوت ہو	44
47	مقدمات غسل میت	--
48	پانی کی تیاری	45
49	غسل کا طریقہ وکیفیت	--
50	غسل میت کے متفرق مسائل	--
51	غسل کے مستحبات	46
52	میت کے دیگر احکام؟	--
53	احتضار کے مستحبات	--
54	کفن کے احکام	47
55	کفن کے مستحبات	--
56	حنوط کے احکام	--
57	کفن کے مکروہات	--
58	نماز میت	48
59	نماز میت کی کیفیت	--
60	دفن کے احکام	49
61	مستحب غسلوں کا بیان	--
62	تیمم	50
63	تیمم کے مقدمات	52
64	تیمم کے واجبات اور اس کا طریقہ	--
65	مسائل واحکام	53
66	معذور کا تیمم	--
67	کتاب الصلوٰۃ	54
68	مقدمات نماز	55
69	وقت کے احکام	--
70	نماز فجر کا وقت	--

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
71	نماز ظہر کا وقت	55
72	نماز عصر کا وقت	56
73	نماز مغرب کا وقت	--
74	نماز عشاء کا وقت	--
75	نماز جمعہ کا وقت	--
76	نوافل یومیہ کا وقت	57
77	وقت نماز کے متفرق مسائل	--
78	قبلہ	58
79	وہ مقامات جہاں قبلہ کی طرف	58
	پشت یا منہ کرنا حرام ہے	--
80	جہاں قبلہ کا استقبال ضروری ہے	58
81	قبلہ کے متفرق مسائل	59
82	قبلہ کے معلوم کرنے کا طریقہ	--
83	لباس	60
84	مستحبات لباس	61
85	مکروہات لباس	--
86	نمازی کے مکان یعنی جگہ کی شرائط	[illegible]
87	اذان واقامت	63
88	بالاتفاق اذان کے اٹھارہ فصول	--
	یا اٹھارہ اجزاء ہیں	--
89	بالاتفاق اقامت کے سترہ فصول ہیں	--
90	مستحبات اذان واقامت	64
91	مکروہات اذان واقامت	--
92	وضاحت	--
93	واجبات نماز	68

sibtain.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
94	مسائل واحکام	68
95	نماز کے بعض مستحبات کا بیان	72
96	نماز کے بعض مکروہات	73
97	منافیات الصلوٰۃ یعنی مبطلات نماز	74
98	نماز میں خلل کے احکام	75
99	تجاوز محل کی صورتیں	76
100	سجدہ سہو	77
101	سجدہ سہو کے متفرق مسائل	78
102	سجدہ قرآن	79
103	طریقہ	--
104	منسیات نماز	--
105	نماز احتیاط کا طریقہ	82
106	نماز قصر کے احکام ومسائل	83
107	متفرق مسائل	[illegible]
108	قضاء کے احکام	86
109	قضاء کے متفرق مسائل	87
110	میت کی قضاء نماز	88
111	متفرق مسائل	--
112	نماز جماعت	89
113	متفرق مسائل	90
114	پیش نماز کے فرائض	92
115	مقتدی کے فرائض	--
116	جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ	--
117	نماز با جماعت کے مکروہات	94
118	دیگر واجب نمازیں	--

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
119	نماز آیات	95
120	نماز جمعہ	96
121	نماز عید الفطر وعید الاضحیٰ	98
122	نماز عیدین کا وقت	99
123	نماز عیدین کے مکروہات	100
124	کتاب الزکوٰۃ	100
125	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط	--
126	مستحقین زکوٰۃ یا مصارف زکوٰۃ	104
127	زکوٰۃ فطرہ	105
128	کتاب الخمس	106
129	مستحقین خمس کے شرائط	108
130	کتاب الصوم (روزوں کی اہمیت)	109
131	وہ لوگ جن پر روزہ واجب نہیں ہے	111
132	روزہ کی صحت کے شرائط	112
133	مبطلات روزہ	114
134	کفارہ کب واجب ہوتا ہے	118
135	روزے کا کفارہ کیا ہے	---
136	متفرق مسائل	119
137	کن روزوں کی قضاء واجب ہے	---
138	وہ روزے جن کی قضاء نہیں ہے	120
139	متفرق مسائل	120
140	روزہ اور حیض ونفاس	120
141	روزہ اور سفر	121
142	سفر اور روزے کے احکامات	121
143	متفرق مسائل	122

sibtain.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
144	ثبوت ہلال کے طریقے	122
145	اعتکاف	123
146	باب الجہاد (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر)	124
147	باب التجارت	127
148	متفرق مسائل	128
149	مکاسب مکروہہ	132
150	بائع ومشتری کے شرائط	133
151	سود	134
152	بینک کا معاملہ	135
153	بیع وشراء کے مختلف اقسام کے مسائل واحکام	135
154	قبض واقباض کا بیان	141
155	خیارات	141
156	تجارت کے چند مستحبات	144
157	تجارت کے چند مکروہات	145
158	باب الشرکۃ	---
159	باب المضاربت	147
160	باب الشفعہ	149
161	باب القرض	151
162	باب الرھن	153
163	باب الاجارۃ	155
164	منفعت کی شرائط	156
165	باب المزارعہ	159
166	مسائل متفرقہ	160
167	باب الوکالہ	161
168	باب الوقف	163
169	حبس	166
170	مستحبی صدقہ کا بیان	167
171	کتاب النذر والیمین والعہد	167
172	قسم کا بیان	169
173	قسم کے معتبر ہونے کی شرائط	170
174	قسم کا کفارہ	---
175	عہد	171
176	باب الامانت والودیعہ	---
177	باب العاریہ	172
178	باب الحجر	173
179	باب الغصب	174
180	باب اللقطہ	175
181	باب النکاح	177
182	نکاح موقت (متعہ) اور اس کے احکام	179
183	ملک یمین اور اسکے احکام	180
184	وہ عیوب جن کی وجہ سے دائمی نکاح فسخ ہو سکتا ہے	181
185	وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے	182
186	رضاعت کے شرائط واحکام	183
187	دودھ پلانے والی عورت کے شرائط	184
188	دودھ پلانے اور بچہ کی تربیت کے مسائل	185
189	کس کا نان ونفقہ کس پر واجب ہے	185
190	باب الطلاق	187
191	مطلقہ کی شرائط	188
192	شوہر کے غائب ہونے کے مسائل	---
193	اقسام طلاق	169

sibtain.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
194	عدت	191
195	باب الظہار	194
196	باب الایلاء	195
197	باب اللعان	196
198	باب الصید والذباحۃ	197
199	نحر کا بیان	198
200	ذبح کے مسائل متفرقہ	199
201	شکار کے احکام	199
202	مچھلی اور ٹڈی کا تذکیہ	201
203	باب الاطعمۃ والاشربۃ	202
204	غیر منصوص جانوروں کی حلت وحرمت کا معیار	203
205	وہ جانور جو اصلاً تو حلال تھے مگر عارضہ	204
	کی وجہ سے حرام ہو گئے	--
206	جانور کا استبراء	204
207	حلال جانور کے حرام اجزاء کا بیان	205
208	باب الوصیہ	206
209	پردہ	209
210	بعض جدید مسائل	210
211	الکحل کی نجاست	---
212	قطبین پر رہنے والوں کی نماز روزہ کا حکم	211
213	لاٹری کا حکم	—
214	مصنوعی نسل کشی کا حکم	--
215	برتھ کنٹرول کا شرعی حکم	212
216	ریڈیو۔ ٹی وی کی خرید وفروخت وغیرہ	212
217	اعضاء کی پیوندکاری کا شرعی حکم	—
218	بیمہ زندگی کا شرعی حکم	212
219	ہوائی جہاز پر سفر کرنے کے بعض احکام	213
220	مشینی ذبیحہ کا حکم	---
221	میت کے پوسٹ مارٹم کا حکم	---
222	بینک میں رقم رکھنے اور اس کے منافع کا حکم	214

sibtain.com

باسمہ سبحانہ

اظہار تشکر

یہ رسائل اربعہ یعنی اعتقادات امامیہ رسالہ لیلیۂ، خلاصۃ الاحکام، اسلامی نماز اور اصلاح المجالس والمحافل طبع ششم عزیز مکرم جناب آفتاب احمد سندھی اور جناب الحاج انجینئر اختر عباس خان ضلع جھنگ کے مالی تعاون کی وجہ سے اس دیدہ زیب اور دلکش انداز میں مومنین کے مشتاق ہاتھوں تک پہنچ رہے ہیں۔

sibtain.com

جزاهم الله فی الدارین خیر الجزاء

وشکر الله سعیهما و زاد فی

توفیقهما بحق النبیؐ واله آئمة الهدیٰ

واناالاحقر

الشیخ محمد حسین النجفی عفی عنہ

یکم جنوری ۲۰۱۱ء

﴿ تلخیص کنندہ کی عرضداشت ﴾

الحمد للہ کہ آیت اللہ العظمی سرکار علامہ محمد حسین صاحب قبلہ ڈھکو النجفی کی کتاب قوانین الشریعہ کا انجناب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے خلاصہ تیار کرنے کی کاوش کی ہے میں نے حتی الوسع سادہ اور آسان طریقہ سے مسائل کے انتخاب کی کوشش کی ہے امید ہے کہ مومنین کرام اس خلاصے سے مستفید ہوں گے میں نے ایسے ابواب کا خلاصہ اس مختصر کتاب میں پیش نہیں کیا جو روز مرہ کے مسائل سے زیادہ وابستہ نہیں ہیں انسان سہو وخطا کا پتلا ہے میری تمام مومنین کرام سے عرض ہے کہ اگر کہیں مجھ سے خلاصہ تیار کرنے میں کوئی فرگذاشت ہوگئی ہو تو اسے بشری کمزوری پر محمول کرتے ہوئے عفو کریمانہ سے کام لیں۔

اللہ۔ہم سب کو سرکار محمدؐ آل محمدؐ کے راستہ پر چل کر فائز المرام ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام علمائے حق کو بالعموم اور اپنے رہبر و راہنما آیت اللہ قبلہ محمد حسین النجفی کو بالخصوص اپنے عمل و کردار کے ذریعے سے دین حق کی نصرت وحمایت کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔آمین

sibtain.com

بجاہ النبی و الہ الطاھرین (صلوات علیہ و علیھم اجمعین)

احقر سید اسد علی سجاد

دائی آف کوٹلہ شہانی ضلع گجرات

حال وارد واہ کینٹ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

باسمہ سبحانہ!

میں نے اس رسالہ شریفہ وعجالہ منیفہ ''خلاصۃ الاحکام فی فقہ الاسلام'' پر غائر نظر ثانی کر لی ہے اور جہاں جہاں کوئی خلل وزلل نظر قاصر سے گذرا قلم اصلاح سے اسکی اصلاح کر دی ہے۔اب یہ رسالہ ہر لحاظ سے باعث اطمینان ہے۔اور اس پر عمل کرنا شرعاً مبرء ذمہ ہے۔انشاء اللہ تعالی۔

دعا ہے کہ خداوند عالم جملہ اہل ایمان کے توفیقات خیر میں بالعموم اور اپنے روحانی فرزند عزیز مکرم جناب ڈاکٹر

ردائی حفظہ اللہ تعالیٰ کے توفیقات خیر میں بالخصوص اضافہ واز دیاد فرمائے اور انہیں جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

آمین یارب العالمین بحق النبی وآلہ الطاہرین۔

وانا الاحقر محمد حسین النجفی: سرگودھا

۳۱ اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۸ ربیع الثانی ۱۴۱۴ء

sibtain.com

مختصر عقائد الشیعہ

جس طرح وضو نماز کے لئے ضروری ہے اور اس کی شرط صحت ہے اسی طرح عقائد واصول کا صحیح ہونا تمام اعمال و عبادات کے صحیح اور قبول ہونے کے قطعی شرط ہے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں اکثر جگہ انسان کی حقیقی فوز وفلاح اور دین ودنیا کے خسارے سے بچنے کی بنیادی شرط ایمان وعمل صالح کو قرار دیا ہے ایمان وعقیدہ کی بنیاد علم ویقین ہے جو کہ قرآن کی آیات محکمات اور سرکار محمد وال محمد علیھم السلام کی مستند بلکہ متواتر روایات سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے ایمان وعقائد کو شریعت نے "اصول" اور عبادات کو "فروع" کا نام دیا ہے اصل عربی میں جڑ اور فرع شاخ کو کہتے ہیں: اگر جڑ نہ ہوگی تو شاخ کا تصور ہی باطل ہے اسی طرح اگر ایمان نہ ہو تو عمل کا خیال وتصور ہی لغو ومہمل ہے۔اور اگر جڑ کٹ جائے تو جس طرح شاخ مرجھا جاتی ہے اسی طرح عقیدہ کے فساد سے عمل حبط وضبط ہو جاتا ہے۔لہذا ہر شخص کی شرعی تکلیف اور ذمہ داری ہے کہ عقل ومعیار بصیرت کے مطابق اصول دین یعنی بنیادی عقائد کو سمجھ کر ان پر ایمان لائے اور پھر فروع دین پر عمل کرے اصول دین وایمان میں چونکہ علم ویقین ضروری ہے اور یہ تقلید سے حاصل نہیں ہوتا اس لئے اصول عقائد میں تقلید جائز نہیں ہے۔بخلاف فروع کے کہ ان میں اجتہاد، تقلید، اور عمل براحتیاط ہر۳ جائز ہیں اور کافی ہیں۔

اصول میں تقلید نہیں ہے کا مفہوم؟ جب علمائے اعلام عوام میں پائے جانے والے غلط اعتقادات کی اصلاح فرماتے ہیں۔تو بعض ابلہ فریب قسم کے لوگ جو اپنے مزعومہ غلط عقائد کو چھوڑنا نہیں چاہتے عموماً یہ کہہ کر گلوخلاصی کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم فروع میں تو پابند ہیں کہ کسی مجتہد کے فتاوی پر عمل کریں۔لیکن اصولی معاملے میں ہماری ذمہ داری یہ نہیں ہے۔یہ ہماری ہے مرضی ہم جیسے چاہیں عقائد اپنائیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے تقلید کے جائز ہونے یا نہ ہونے کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔تقلید کا مطلب ہے علت اور وجہ پوچھے بغیر کسی (مجتہد) پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے قرآن وسنت سے استنباط کردہ مسائل پر عمل کیا جائے اور تقلید کے جائز نہ ہونے کا مطلب ہے کہ کسی شے کو دلائل وبراہین سے سمجھا جائے۔

sibtain.com

معصول کو چونکہ اپنی عقل و فہم کی حد تک دلائل سے جاننا ضروری ہے لہذا جب دلائل سے ان کو سمجھیں گے تو پھر تقلید کہاں رہے گی۔؟ مزید یہ کہ اصول عقائد میں اختلاف ہی نہیں ہے لہذا وہاں تقلید کا کوئی مورد ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصول میں تقلید کے جائز نہ ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ان میں ہر شخص آزاد ہے کہ جو چاہے من مانے عقائد اپناتا پھرے بلکہ عقائد کی اصلاح علماء اعلام سے کرائی جائے گی مگر دلائل و براہین کے ساتھ مختصر یہ کہ ہر مسلمان صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کہ قرآن و فرامین معصومین علیہم السلام کی روشنی میں چند چیزوں پر ایمان رکھے۔ اسلام و ایمان کے اصول یعنی بنیادی عقائد پانچ ہیں

۱۔ توحید۔ ۲۔ عدل۔ ۳۔ نبوت۔ ۴۔ امامت۔ ۵۔ قیامت۔

جبکہ مسلمان کہلانے کے لیے ان میں سے تین باتوں پر ایمان ضروری ہے جنہیں اصول دین کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں توحید، نبوت، قیامت اور مومن کہلانے کے لیے اصول دین کے علاوہ مزید دو اصولوں یعنی عدل اور امامت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ جنہیں اصول ایمان کہا جاتا ہے ان کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے اور ان کی مکمل تفصیل و توضیح کے لیے جناب ایت اللہ محمد حسین ڈھکو نجفی کی احسن الفوائد کی طرف رجوع کیا جائے۔

sibtain.com

توحید۔ انسانی عقل اس بابت کی متقاضی ہے کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے کوئی مخلوق بغیر خالق کے اور کوئی موضوع بغیر واضع کے وجود میں نہیں آسکتا لہذا اتنی بڑی کائنات جو کہ مربوط و منظم بھی ہے کسی طرح بھی بغیر بنانے والے کے وجود میں نہیں آسکتی۔ پھر اگر انسان مزید غور و فکر کرے تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ جس نے کائنات اور مادے کو وجود بخشا اسے ہر عیب سے پاک ہونا چاہئے اسے قادر مطلق ہونا چاہئے کہ عجز ایک عیب ہے اور اگر وہ قادر مطلق ہے تو اسے مختار کل بھی ہونا چاہیے اور اگر مختار کل ہے تو پھر اسے متعدد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دو مختار تو ہو سکتے ہیں۔ دو مختار کل نہیں ہو سکتے دو قادر تو ہو سکتے ہیں لیکن دونوں قادر مطلق نہیں کہلا سکتے لہذا خدا کے وجود پر ایمان جس قدر اہم ہے اسی قدر اس کی توحید پر ایمان رکھنا اہم ہے بلکہ توحید کا انکار اصل میں خدا کا انکار ہے یہی وجہ ہے کہ توحید کو بنیادی اصول قرار دیا گیا اور یہ اس قدر اہم اصل ہے کہ گویا باقی

اصول اس کی فرعیں ہیں افہام وتفہیم کی سہولت کی خاطر توحید کو مندرجہ ذیل چار بڑے اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔

توحید ذاتی۔ یعنی خدا خود اپنی ذات میں واحد ہے وجود اس کا ذاتی ہے جو اس سے کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ زندہ ہے اور قائم رہنے والا ہے۔ ہمیشہ قائم ودائم رہے گا اس کو کبھی فنا نہیں ہے اور اسکی اصل حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا وہ خود ہی جانتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ باقی سب کائنات ممکن الوجود ہے صرف وہ واجب الوجود ہے۔

توحید صفاتی۔ اللہ تعالی کی صفات حقیقیہ ذاتیہ ہیں اس کی عین ذات وصفات اصل میں الگ الگ نہیں ہیں ان میں محض اعتباری فرق ہے کوئی مخلوق بھی اس مرتبہ میں اللہ کی شریک نہیں۔ کیونکہ ان کی ذات الگ ہے۔ اور صفات الگ ہیں۔

sibtain.com

توحید افعالی۔ وہ افعال جن پر کوئی مخلوق بھی بحیثیت مخلوق قادر نہیں ہے جیسے خلق کرنا مارنا شفا دینا اور رزق عطا کرنا وغیرہ اس مرتبہ میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے حتی کہ سرکار محمد وآل محمد علیھم السلام بھی اس کی بارگاہ میں ان کاموں کی سفارش کرتے ہیں خود یہ کام انجام نہیں دیتے الغرض ان کا مقام وسیلہ ہے ان امور کی انجام دہی کرنا ان کا منصب ومقام نہیں ہے۔

توحید عبادتی۔ یعنی اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے معبود ومسجود برحق صرف ذات خداوندی ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اقسام شرک۔ شرک کے اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ کسی کو خدا کی توحید میں شریک قرار دینا توحید کے اقسام کے مطابق شرک کی بھی بنیادی اقسام چار ہیں۔ یعنی شرک ذاتی، صفاتی، افعالی، اور عبادتی، شرک اکبر الکبائر ہے اور ناقابل معافی گناہ ہے۔

صفات ثبوتیہ۔ وہ صفات جلیلہ جو اللہ رب العزت کے شایان شان ہیں جو لامحدود ہیں لیکن بنابر مشہور آٹھ ہیں۔

۱۔قدرت ۔۲۔علم ۔۳۔اختیار۔۴۔حیات ۔۵۔ارادہ ۔۶۔تکلم ۔۷۔ادراک ۔۸۔قدیم ہونا اس کے علاوہ اور بے شمار صفات ہیں جیسے حکیم سمیع وبصیر،لطیف وخبیر، عادل اور صادق ہونا وغیرہ وغیرہ۔

صفات سلبیہ ۔وہ صفات جو اللہ تعالی کے شایان شان نہیں ہیں جیسے ۔۱۔وہ مرکب نہیں ۔۲۔وہ مجسم نہیں ۳۔جوہر وعرض نہیں ۔۴۔حادث نہیں ہے ۔۵۔کسی چیز میں حلول نہیں کرتا ۔۶۔کسی سے متحد نہیں ہوتا ۔۷۔وہ کسی کا محتاج نہیں ہے ۔۸۔وہ جہت ومکان نہیں رکھتا ۔۹۔صفات زائدہ بر ذات نہیں رکھتا ۔۱۰۔اس کا دیدار ممکن نہیں ۔۱۱۔فعل قبیح نہیں کرتا ۔۱۲۔اس کا شریک ومثل نہیں ہیں ۔۱۳۔رنج وتکلیف نہیں رکھتا ۔۱۴۔اولاد وورشتہ سے پاک ہے۔

۲۔عدل ۔اللہ کو عادل سمجھنا ایمان کا جز ہے اللہ نے بندوں کو امور شرعیہ کی انجام دہی کا اختیار دیا ہے یعنی اپنے رسولوں اور نمائندوں کے ذریعے انہیں اچھا اور برا بتا کر فاعل مختار بنایا ہے اب جو برے کام کرے گا اسے سزا اور جو نیکی کرے گا اسے جزا دی جائے گی ۔وہ کسی پر ظلم وزیادتی نہیں فرماتا ۔اور نہ ہی ایسے کسی کام کا ارتکاب کرتا ہے جس سے اپنے بندوں کو منع کرتا ہے۔

۳۔نبوت ۔نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے بندوں کو خبر دینا ہم اللہ کو بے عیب اور ہر نقص سے پاک مان چکے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اس نے یہ کائنات فضول وعبث نہیں بنائی وہ خود اتنا بلند وپاکیزہ ہے کہ ہم اس کی توصیف سے بھی عاجز ہیں وہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی ہم سے کلام فرماتا ہے اس لئے اس نے ہمارے اور اپنے درمیان کچھ پاکیزہ ہستیوں کو وسیلہ بنایا اور ان ہستیوں نے ہمیں اللہ کا دین سمجھایا ان ذوات قدسیہ کو نبی کہا جاتا ہے ۔نبی کے منجانب اللہ ہونے کی عقلی دلیل معجزہ ہوتا ہے۔

یعنی جب کوئی نبی دعوی فرماتا ہے کہ اسے اللہ نے بھیجا ہے تو اس کے کہنے پر خدا ایسا کام بطور معجزہ انجام دیتا ہے جو سوائے خدا کے کسی کے اختیار میں نہیں ہوسکتا اور جب ہم عقلاً ونقلاً مان چکے کہ رزق دینا خلق کرنا اور اماتت واحیاء پر سوائے خدا کے کوئی اختیار نہیں رکھتا تو پھر ایسے کسی کام کا نبی کے کہنے پر ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے نبی کا کہا مانا اور اس طرح یہ بات نبی کے منجانب اللہ ہونے کی قطعی دلیل بن جاتی ہے لہذا معجزہ کو

sibtain.com

فعل خدا سمجھنا نبوت کی قطعی دلیل ہے اس لئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ معجزہ فعل خدا ہوتا ہے جسے خدا اپنے کسی نمائندے کی صداقت ظاہر فرمانے کے لیے انجام دیتا ہے انبیاء میں چند اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے تمام انبیاء علم لدنی کے حامل ہوتے ہیں معصوم ہوتے ہیں یعنی وہ عمداً یا سہواً نسیاناً یا جہلاً کسی بھی گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے وہ سیرت وصورت میں خدا کی قدرت کا بہترین شاہکار ہوتے ہیں خلقی اور خلقی عیوب سے پاک ہوتے ہیں کامل العقل والایمان ہوتے ہیں تمام انسانی عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا ہوتے ہیں اور تمام انسانی صفات وکمالات سے آراستہ ہوتے ہیں۔

انبیاء کی تعداد۔ بنابر مشہور اس مقدس گروہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے پہلے نبی حضرت آدمؑ اور آخری نبی حضرت محمدؐ ہیں ہمارے نبی (حضرت محمدؐ) تمام نبیوں کے سردار ہیں اور عالمین کے نبی ورسول کے نبی و رسول ہیں اور رحمت للعالمین بھی ہیں۔

ختم نبوت۔ حضرت محمدؐ کی نبوت کے بعد کوئی نبوت نہیں آپ آخری نبی ہیں اس کے بعد خدا نے عہدہ نبوت ورسالت ختم ہی کر دیا ہے اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔

۴۔ امامت۔ دین کا مقرر کرنا اللہ کا کام ہے اور بندوں تک پہنچانا رسول کا اور اس کی نشر واشاعت اور حفاظت کرنا امام کا کام ہے۔ ہر نبی کے وصی ہوتے ہیں اور کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا ہے جب تک اس کے وارث کا منجانب اللہ اعلان نہیں کیا جاتا اللہ نے اپنی سنت جاریہ کے مطابق ہمارے نبیؐ خاتم کو بارہ وصی عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ امام علیؑ ۲۔ امام حسنؑ ۳۔ امام حسینؑ ۴۔ امام علی زین العابدینؑ ۵۔ امام محمد باقرؑ ۔ امام جعفر صادقؑ ۷۔ امام موسیٰ کاظمؑ ۔ امام علی رضاؑ ۹۔ امام محمد تقیؑ ۱۰۔ امام علی نقی ۱۱۔ امام حسن عسکری ۱۲۔ م۔ ح۔ م۔ د۔ مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف۔ گیارہ امام جام شہادت نوش فرما چکے ہیں مگر آخری امام اللہ کے حکم سے زندہ ہیں اور لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں جب اللہ چاہے گا تو ظہور فرما کر دنیا کو عدل و انصاف اور امن آشتی سے اس طرح بھر دیں گے جیسے کہ پہلے وہ ظلم و بربریت سے لبریز ہو چکی ہوگی۔

sibtain.com

﴿چند عقائد باطلہ کا بیان﴾

ا۔انبیاء وآئمہ کی نوع۔اس بات پر عقلائے روزگار متفق ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔اور قرآن و حدیث اور عقل سلیم سے یہ بات ثابت ہے کہ محمد آل محمد نوع انسانی کے اکمل واعلیٰ اور مثالی افراد ہیں وہ روحانی اعتبار سے نور اور جسمانی اعتبار سے بشر ہیں لہذا سب سے اشرف نوع۔نوع انسان سے نکال کر انہیں کسی اور نوع میں داخل کرنا قرآن وحدیث کے انکار کے علاوہ بھی کوئی قرین عقل بات بھی نہیں ہے۔

۔مسئلہ استمداد۔آیہ مبارکہ۔ایاک نعبد وایاک نستعین۔جو افضل السورہ سورہ فاتحہ کی آیت ہے جسے روزانہ کم ازکم دس بار پڑھنا ہر نمازی کے لیے ضروری ہے سے بعبارۃ النص واضح ہے کہ امور تکونیہ میں اللہ کے علاوہ کسی سے مدد چاہنا صحیح نہیں ہے جب امور تکونیہ پر اللہ کے علاوہ کوئی قادر ومختار ہی نہیں ہے تو پھر اس سے مدد مانگنے کا مطلب ہی کیا ہے؟ دوسرے لفظوں میں جو ایسا کرتا ہے وہ گویا اللہ کے علاوہ کچھ ہستیوں کو ان امور پر قادر ومختار سمجھتا ہے جو کہ صریحا شرک ہے لہذا تکوینی امور میں اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا صحیح نہیں ہے البتہ سرکار محمد وآل محمد علیھم السلام سے ان امور میں شفاعت چاہنا ایک مستحسن امر ہے لہذا ان کی مدد بطور وسیلہ ہے یہی قرآن اور فرامین نبی وآل نبی کا عقل سلیم کی روشنی میں خلاصہ ہے ہاں عام عادی امور ایک دوسرے سے مدد طلب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو نیک کاموں میں درست اور برے کاموں میں غلط ہے ارشاد قدرت ہے۔و تعاونو اعلی البز و التقوی و لا تعاونو اعلي الاثم و العدوان۔

عقیدہ تفویض کا بطلان۔تفویض سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے امور تکونیہ از قسم خلق ورزق۔اماتت اور احیاء سرکار محمد وآل محمد علیھم السلام کے سپرد کر دیے ہیں۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس بات کا عقیدہ رکھنے سے اللہ منع کر رہا ہے اسے عملی طور پر وہ خود کیونکر انجام دے گا؟ قرآن مجید اور معصومین کے فرامین اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لیے اتنے کافی وواضح ہیں کہ کسی خامہ فرسائی کی حاجت نہیں ہے تفصیلات کے لئے اصول الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

حاضر ناظر کا بیان۔ہر وقت ہر جگہ علمی واحاطی طور پر حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت خاصہ ہے اس میں کوئی اس کا

sibtain.com

نہیں اور اگر کسی مخلوق کے حاضر و ناظر ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ ذوات قدسیہ خدا کے اذن سے جہاں چاہیں وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اور جب جسے دیکھنا چاہیں اسے بقدرۃ اور دیکھ سکتے ہیں تو یہ برحق ہے لیکن اگر اس کا کوئی اور مقصد ہے جس سے خدا کی صفت خاصہ میں شرک لازم آئے تو وہ باطل ہے۔

علم غیب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکار محمد وال محمد علیھم السلام غیب کی کیثر خبروں کو اللہ کے بتانے کی وجہ سے جانتے ہیں لیکن ذاتی اور حقیقی واحاطی اور کلی علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا یہی قرآن اور فرامین معصومین کے مطابق تحقیقی عقیدہ ہے۔ لہذا صرف خدا ہی عالم الغیب ہے اس کے علاوہ کسی اور پر اس کا اطلاق جائز نہیں ہے۔

معجزہ۔ معجزہ حقیقت میں خدا کا فعل ہوتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی اس کی نسبت مجازاً نبیؐ یا امام کی طرف دی جاتی ہے کیونکہ خدا اپنے نمائندوں کی صداقت کی دلیل اور نشانی کے طور اسے ظاہر فرماتا ہے الغرض معجزہ کی نسبت خدا کی طرف حقیقی اور نبی وامام کی طرف مجازی ہوتی ہے۔

sibtain.com

۵۔ قیامت۔ تمام اہل ادیان کا بالعموم اور مسلمانوں کا بالخصوص عقیدہ ہے کہ ایک دن تمام کائنات کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔ ہر شے موت کی آغوش میں سو جائے گی اور خدا تمام اولین و آخرین کو محشور کر کے مکلفین کے جسم وروح کو جمع کر کے ان کا حساب کتاب لے گا اور پھر انہیں جزا اور سزا دی جائے گی قیامت کا اجمالی عقیدہ رکھنا اسلام کے ان ضروریات میں سے ہے جن کا منکر یقیناً کافر ہوتا ہے۔ یہاں یہ عقائد سب اختصار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ تفصیل جاننے کے لئے حضرت آیۃ اللہ مدظلہ العالی کی دیگر تصانیف جیسے احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (ردائی عفی عنہ)

اجتہاد و تقلید

تقلید کا لفظی مطلب پیروی کرنا ہے لیکن شرعی اصطلاح میں مجتہد جامع الشرائط کے فتوے پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے موجودہ زمانے میں تمام مکلفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ یا تو خود مجتہد بنیں اور قرآن وحدیث سے مسائل

اخذ کریں یا احتیاط پر عمل کریں مثلاً اگر کچھ علماء کسی کام کو مکروہ اور کچھ اس کو حرام کہیں تو اس پر عمل ہرگز نہ کریں اور اسی طرح اگر کچھ فقہاء ایک کام کو واجب اور کچھ فقہا مستحب فرمائیں تو اسے ضرور بجالائیں محتاط کے لیے ضروری ہے کہ وہ اتنا علم رکھتا ہو کہ موارد احتیاط کی تشخیص کر سکے یہ کام بھی ہر کسی کے بس کا نہیں ہے تو پھر جو مجتہد نہ بن سکے اور نہ ہی احتیاط پر عمل کرنا اس کی دسترس میں ہو تو وہ کسی مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کرے تقلید بیعت کی طرح کی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی مجتہد پیر و مرشد کی طرح ہے بلکہ جس طرح ہم ہر فن کے ماہرین کی طرف اس فن کے مسائل میں رجوع کر کے ان کے علم و تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح مجتہدین کا ماہر فن ہے قرآن و حدیث سے مجتہد جامع الشرائط کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے یہ ایک فطری امر ہے۔

مجتہد کی شرائط

sibtain.com

جس شخص کی تقلید کی جائے ضروری ہے کہ اس میں چند شرائط پائی جائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وہ قوت استنباط رکھتا ہو۔ یعنی وہ قرآن و حدیث سے مسائل کے اخذ کرنے کی قوت رکھتا ہو اب رہا اس بات کا جاننا کہ فلاں مجتہد ہے اس کے معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ (۱) یا تو خود مکلف اتنا علم رکھتا ہو کہ مجتہد کو پرکھ سکے یا (۲) پھر قابل اطمینان اہل خبرہ اس کے اجتہاد کی گواہی دیں اس کا اجتہاد ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

۲۔ صحیح العقیدہ ہو۔ یعنی مجتہد شیعہ اثناء عشری ہو اور کوئی باطل عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ یہ شرط اہل ایمان کو دعوت فکر دیتی ہے کہ وہ یہ مت سمجھیں کہ ہر مجتہد اور ہر عالم ہر بات صحیح کرتا ہے بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ مجتہد باطل العقیدہ ہو سبحان اللہ شریعت جہاں حقیقی علماء کے قلم کی سیاہی کو شہید کے خون سے افضل قرار دیتی ہے۔ وہاں علماء سوء کے شر سے بچنے کے اصول بھی بیان فرماتی ہے۔

۳۔ عادل ہو۔ یعنی تمام واجبات پر عمل کرتا ہو اور تمام حرام کاموں سے بچتا ہو البتہ خدانخواستہ اگر گناہ کرکے توبہ کر لے تو توبہ سے عدالت لوٹ آتی ہے۔ ۴۔ ہوا و ہوس کا مخالف ہو۔

۵۔ خدا اور رسول اور آئمہ ھدیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہو۔ ایسے ہی شخص کو مجتہد جامع الشرائط کہا جاتا ہے جس کی تقلید جائز ہے۔

کیا مجتہد کے لیے اعلم ہونا ضروری ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اس موضوع پر کچھ تبصرہ کر دیا جائے۔ بعض علماء و مجتہدین کا کہنا ہے کہ تقلید کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرے جو اعلم ہو یعنی اپنے دور کے تمام مجتہدوں سے علم میں زیادہ ہو۔ یہ شرط نقل و عقل کی روشنی میں پایہ اعتبار سے قطعاً ساقط ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک شخص کے لیے اگر یہ بات جاننا ممکن بھی ہو کہ ایک وقت میں دنیا میں کتنے مجتہد موجود ہیں تو اس کے لیے ان میں سے اعلم کا فیصلہ کرنا کس قدر بعید از فہم ہے؟ جہاں تک قرآن و حدیث کا تعلق ہے تو یہ بات کہ مجتہد اعلم کی تقلید کرنی چاہیے کہیں بھی نظر نہیں آتی ایک ہلکا سا اشارہ بھی کہیں دکھائی نہیں دیتا احادیث جو مجتہدین کی مشروط اطاعت پر دلالت کرتی ہیں ان میں بھی ایک وقت میں ایک سے زیادہ مجتہدین کا تذکرہ موجود ہے۔ جو اعلم کی نام نہاد شرط کے بطلان کی واضح دلیل ہے اور جہاں تک عقل کا تعلق ہے تو وہ بالبداہت اس شرط کے بطلان کا فیصلہ کرتی ہے یہ جاننا کہ کون بڑا عالم ہے ممکن نہیں ہے اسی لئے کہ علم کوئی مادی شے نہیں ہے۔ کہ اسے ناپا یا تولا جا سکے علمیت کا تعین شیاع عامہ کے ذریعے کرنا سراسر خود فریبی ہے اجتہاد کا جہاں تک تعلق ہے تو مجتہد کی پہچان بذریعہ شیاع عامہ قطعاً حیرانگی کا باعث نہیں اور اس پر کسی قسم کا عقلی ایراد نہیں ہوتا کیونکہ کسی ہنر یا ملکہ کی پہچان مشکل نہیں ہوتی اور یہ بھی ایک ملکہ اور ہنر ہے۔ مگر علم ایک باطنی کیفیت کا نام ہے۔ جو اظہار کے بغیر لوگوں کو معلوم نہیں ہوتی اور کوئی انسان اس بنا پر جاہل یا کم علم قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس سے علم کا ظہور نہیں ہوا یا کم ہوا ہے علم کا ظہور ضرورت کے وقت ہوا کرتا ہے۔ دو یا دو سے زیادہ مدعیان علم میں اعلم کا فیصلہ وہ کر سکتا ہے جو ان سے علم زیادہ رکھتا ہو جس طرح ایم اے کے دو طالب علموں میں مقابلے کے امتحان کا پیپر کوئی مڈل پاس چیک نہیں کر سکتا تو اس صورت میں جو اعلم کی تشخیص کا ملکہ رکھتا ہے وہ خود اعلم سے زیادہ علم رکھتا ہو گا۔ پھر اس پر تقلید نہیں اجتہاد فرض ہو گا ہر ایک شخص کو اعلمیت کی تشخیص کی تکلیف دینا گویا اجتہاد کو فرض عین قرار دینے کے مترادف ہے۔ جو

sibtain.com

ایک تکلیف مالا یطاق ہے۔ الغرض جس طرح کوئی شخص خواہ عادل بلکہ اعدل ہو اس کی عصمت کا فتوی نہیں دیا جا سکتا کیونکہ انسان کسی کے ظاہر کو تو جان سکتا ہے مگر اس کے باطن سے آگاہ نہیں ہوتا لہذا عصمت کا فتوی وہ دے سکتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ اسی لئے نبوت وامامت کا منصوص من اللہ ہونا لازم ہے تو پتہ چلا کہ اگر عمل کا فیصلہ عام انسان نہیں کر سکتا تو علم کا فیصلہ کرنا بھی عام انسان کے لیے ممکن نہیں ہے اور کسی کے علم کی عظمت کا تعین بھی وہی کر سکتا ہے جو علیم بذات الصدور ہو حتی کہ خو صاحب علم اپنے علم کا اندازہ نہیں کر سکتا لہذا اگر اعلمیت تقلید کرنے کے لئے شرط ہوتی تو پھر اس کا منصوص من اللہ ہونا بھی ضروری ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو مجتہد کی اطاعت و پیروی مشروط نہ ہوتی اور اس کے لئے تقلید نہیں بلکہ بیعت ہوتی اور اس کے لئے صحیح العقیدہ اور عادل ہونا کی شرطیں نہ ہوتیں اعلمیت کو شرط قرار دینے کے لیے جو دلائل دیئے جاتے ہیں اگر ان کو دقیع ومعتبر سمجھا جائے تو پھر ہر مذہبی معاملے میں اعلمیت ضروری ہوگی اور پھر صرف اعلم ہی نہیں بلکہ اس کے لئے عدل ہونا بھی ضروری ہوگا۔

sibtain.com

کیا کوئی فتوی دے گا کہ اعدل اور اعلم کے علاوہ نماز کی جماعت کوئی نہ کروائے مسائل کوئی نہ بتائے اور حدود شریعت جاری نہ فرمائے وغیرہ وغیرہ حیرت کی بات ہے کہ وہ مجتہد جو کہ اعلمیت کو تقلید کی شرط قرار دیتے ہیں ان کی نزدیک بھی غیر اعلم مجتہد اپنے فتوی پر عمل کرلے تو صحیح ہے بلکہ بعض مطلق اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونے پر تقلید کو حرام کہتے ہیں تو کس قدر عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو غیر اعلم مجتہد کا فتوی اس قابل بھی نہیں کہ ایک جاہل اس پر عمل کر کے بری الذمہ ہو جائے دوسری طرف اس قابل کیسے ہو گیا کہ خود صاحب اجتہاد اس پر عمل کو کافی سمجھے فتدبر؟ ضروری نہیں کہ ایک مجتہد تمام مسائل میں یکساں مہارت رکھتا ہو لہذا یہ فیصلہ کرنا کہ کون بڑا مجتہد ہے بالکل اسی طرح محال ہے جس طرح کہ امیر المومنینؑ کے قول کے مطابق شاعروں میں سے کسی کو سب سے بڑا شاعر قرار دینا محال ہے۔ (ردائی عفی عنہ)

مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا

اگر ایک انسان کسی مجتہد کی زندگی میں اس کے فتاوی پر عمل کرتا تھا تو اس کی وفات کے بعد بھی ان فتووں پر عمل

کر سکتا ہے یعنی اس کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے؟ کیونکہ اگر اس مجتہد کا فتوی قرآن وسنت سے ماخوذ تھا تو کسی مفتی کی موت سے قرآن وسنت نہیں مرتے اور اگر اس کا فتوی قرآن وسنت سے مستنبط نہیں تھا بلکہ اس کی ذاتی رائے پر مبنی تھا تو پھر وہ اس کی زندگی میں بھی حجت نہیں ہے چہ جائیکہ اس کی موت کے بعد؟ بنابر مشہور ابتداء کسی مردہ مجتہد کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے لہذا بہتر ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے اگرچہ اس عدم جواز پر کوئی قابل اطمینان دلیل موجود نہیں ہے۔ لہذا اس کا جواز قوت سے خالی نہیں ہے واللہ العالم۔

تبعیض فی التقلید جائز ہے۔ یعنی اگر بعض مسائل میں ایک مجتہد کی تقلید کی جائے اور بعض میں دوسرے مجتہد کی تو علی الاشہ جائز ہے اور اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل و برہان قائم نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

﴿نجاسات عینیہ﴾

نجاسات عینیہ سے مراد کیا ہے؟

sibtain.com

یعنی وہ چیزیں جو خود نجس ہیں اور باقی چیزیں جو ان کی ملاقات سے نجس ہوتی ہیں وہ کل دس ہیں انہیں ذیل میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ۔ انسان کا اور ہر اس حیوان کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے جو خون جہندہ رکھتا ہو یعنی اسے ذبح کیا جائے تو اس کا خون جوش مار کر باہر نکلے۔ اور وہ حرام بھی ہو نیز وہ پرندہ نہ ہو ان تین شرائط میں سے کسی ایک شرط کا نہ ہونا پیشاب و پاخانہ کے پاک ہونے کے لیے کافی ہے البتہ جو چوپائے مکروہ ہیں ان کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے واضح رہے کہ یہاں وہ حرام جانور جو کسی وجہ سے حرام ہوئے ہیں اصل حرام والا حکم رکھتے ہیں یعنی اگر وہ خون جہندہ رکھتے ہیں اور چوپائے ہیں تو ان کا بول و براز بھی ناپاک ہے مثلاً وہ حیوان جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو یا وہ حیوان جس کا گوشت پوست خنزیر کا دودھ پینے سے مستحکم ہوا ہو یا وہ جانور جو نجاست خور ہے لیکن موخر الذکر جب استبرا کرنے سے حلال ہو جائے تو اس کا پیشاب و پاخانہ بھی پاک ہو جائے گا۔ کما لا یخفی۔

۳۔ منی۔ ہر وہ جانور جس کا خون جہندہ ہے اس کی اور انسان کی منی نجس ہے۔

۴۔خون۔انسان کا اور ہر اس جانور کا جو خون جہندہ رکھتا ہے خون نجس ہے البتہ حلال جانور کا وہ خون جو ذبح کے بعد جسم کے اندر رہ جائے پاک ہے۔

۵۔مردار۔انسان کا اور ہر اس جانور کا مردار نجس ہے جو خون جہندہ رکھتا ہو البتہ مسلمان کا مردہ تین غسلوں کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور مردار سے مراد وہ جانور ہے جو شرعی ذبح کے بغیر مر جائے یا شکار کی وجہ سے حلال نہ کیا جائے شکار کے ذریعے سے حلال کرنے کے مسائل انشاء اللہ متعلقہ باب میں آئیں گے واضح رہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ ہر جانور ذبح کرنے سے اسی طرح پاک ہوتا ہے جس طرح زندگی میں پاک تھا البتہ حلال جانور کا کھانا جائز ہوتا ہے جبکہ حرام جانور کا کھانا جائز نہیں ہوتا۔

۱۔خون جہندہ کا مطلب ہے بہنے والا خون رکھنے والا یہ ایک شرعی اصطلاح ہے۔جو سائنسی اصطلاح گرم خون Waram blood کے تقریبا مترادف ہے۔ایسے جانور جن کا خون جہندہ ہے۔مخصوص درجہ حرارت رکھتے ہیں اور جن کا خون جہندہ نہیں ہوتا ان کا درجہ حرارت ماحول کے مطابق ہوتا ہے۔وہ سردیوں میں عموما چھپ جاتے ہیں (دائی عفی عنہ)

sibtain.com

۶۔شراب۔وہ نشہ آور مشروب جو عربی میں خمر کہلاتا ہے مشہور و معروف یہ ہے کہ اگر اسے مائع سے کشید کیا گیا ہو تو حرام ہونے کے علاوہ نجس العین بھی ہے یہی حکم جو کے شراب کا ہے کیونکہ وہ بھی مائع خام مال سے کشید کیا جاتا ہے لہذا جو چیز خشک حالت میں نشہ آور ہے وہ حرام ہے مگر نجس نہیں ہے جیسے بھنگ وغیرہ انگور کے رس میں اگر کسی وجہ سے جوش آجائے تو حرام ہے لیکن قوی قول کی بنا پر نجس نہیں ہے۔البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے یعنی اسے نجس ہی سمجھا جائے۔

۷۔کتا۔۸۔خنزیر اور۔۹۔کافر۔

یہ تین نجس ایسے ہیں جو زندگی کی حالت میں بھی نجس ہوتے ہیں۔واضح رہے کہ کتا اور خنزیر خشکی کے نجس ہیں البتہ آبی خنزیر جو کہ در حقیقت خنزیر نہیں بلکہ لوگوں نے اسے خنزیر کا نام دیدیا ہے اور آبی کتا جو کہ اصل میں کتا نہیں ہے نجس نہیں ہیں کتے، سور اور کافر کے جسم کی تمام رطوبتیں اور وہ اجزاء جن میں روح نہیں ہوتی ہو وہ بھی

نجس ہیں جیسے ہڈی اور بال وغیرہ کافر وہ شخص ہے۔ جو اصول دین میں سے کسی اصل کا انکار کردے یا ان آل نبی سے دشمنی رکھتا ہو جن کی محبت اجر رسالت ہے جیسے ناصبی اور خارجی یا اللہ کا کسی کو کسی بھی طرح شریک قرار دیتا ہو جیسے غالی اور مفوضہ یا ضروریات دین جیسے نماز وروزہ، حج وزکوۃ، وغیرہ کا منکر ہو جیسے کہ آغاخانی وذکری یہ تمام کافر کے حکم میں ہیں اسی طرح صوفیہ حلولیہ جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں بھی کافر ہیں اور بنا بر مشہور کتابی یعنی یہودی عیسائی اور مجوسی بھی نجس ہیں اگرچہ بعض علماء نے انہیں طاہر قرار دیا ہے لیکن مشہور قول ہی منصور ہے

۱۰۔ نجاست خور جانور اور جنب حرام کا پسینہ۔

وہ جانور جسے نجاست کھانے کی عادت ہو جائے اس کا پسینہ نجس ہے جب تک کہ اس کا استبراء نہ کیا جائے جس کی تفصیل انشاء اللہ متعلقہ باب میں آئے گی اور وہ شخص جس پر زنا لواطت یا مشت زنی کے ذریعے جنابت طاری ہوئی ہو اس کا پسینہ بھی نجس ہے اور وہ شخص جس نے حیض کی حالت میں اپنی زوجہ سے مباشرت کی ہو یا روزے اور اعتکاف کی حالت میں زوجہ سے مقاربت کی ہو اسے بھی احتیاط کی بنا پر اپنے پسینہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

sibtain.com

پاک چیز کیسے نجس ہوتی ہے

جب کوئی پاک شے کسی نجس چیز سے چھوئے اور ان دو میں سے ایک یا دونوں اتنی تر ہوں کہ ایک کی تری دوسری تک پہنچ جائے تو پاک شے نجس ہو جاتی ہے۔

نجاست ثابت ہونے کا طریقہ

جب تک کسی شے کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک وہ شے پاک سمجھی جائے گی۔ اور نجاست کا علم جو شرعاً معتبر ہے وہ تین طریقہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ۱۔ دو عادل گواہی دیں بلکہ ایک آدمی کہے تو بھی اس سے اجتناب کیا جائے گا۔ ۲۔ انسان خود نجس ہوتے دیکھے۔ ۳۔ جس کے قبضے میں وہ چیز ہے وہ اس کی نجاست کی خبر دے۔

﴿نجاست کے احکام﴾

۱۔نماز اور طواف میں لباس اور بدن کا پاک ہونا شرط ہے لہذا اگر یہ چیزیں نجس ہوں تو ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

۲۔وضو اور غسل کے پانی اور تیمم کی مٹی کا پاک ہونا شرط ہے۔

۳۔کھانے والی چیزوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔اور کسی دوسرے کو نجس شے کا کھلانا بھی حرام ہے

۴۔نجس العین کی خرید و فروخت حرام ہے۔

۵۔مسجد کو نجس کرنا حرام ہے۔اور اگر نجاست کا علم ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے۔

۶۔قرآن کریم کے حروف کو نجس کرنا حرام ہے بلکہ قرآن مجید کی جلد بھی نجس نہیں کرنی چاہیے۔

۷۔نجس روشنائی (سیاہی) سے قرآن لکھنا حرام ہے اور اگر لکھا گیا ہو تو دھوڈالنا ضروری ہے۔

۸۔کافروں کو قرآن دینا حرام ہے اور واپس لینا لازم ہے۔

۹۔مشاہد مقدسہ کا حکم بھی احتیاط کے طور پر مسجد والا ہے۔

۱۰۔نماز کے سجدے میں جائے سجدہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

﴿وہ جگہیں جہاں نجاست کی معافی ہے۔اور وہ چار چیزیں ہیں﴾

۱۔صرف خون ایسی نجاست ہے جو شہادت کی انگلی کے پہلے پورے سے کم کپڑے پر ہو تو نماز میں معاف ہے لیکن حیض کے خون کا یہ حکم نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ استحاضہ،نفاس، کتے کافر اور خنزیر کے خون کو معاف نہ سمجھا جائے اور احتیاط اس میں ہے کہ یہ حکم فقط لباس تک محدود ہے لہذا اگر بدن پر خون لگ جائے تو اسے دھولینا چاہیے۔

۲۔زخم اور پھوڑے پھنسی کا وہ خون جسے بار بار دھونا مشقت کا سبب ہو لیکن احتیاط یہ ہے کہ دن میں ایک بار کپڑے دھوئیں۔

۳۔وہ لباس جو اتنا چھوٹا ہو کہ جس سے مرد واجبی پردہ یعنی ستر عورتین نہ کر سکے اگر نجس ہو تو کوئی حرج نہیں ہے

sibtain.com

جیسے ٹوپی اور رومال وغیرہ بشرطیکہ وہ کسی مردار یا نجس العین سے بنا ہوا نہ ہو۔

۴۔ بچے کی پرورش کنندہ کے لیے جائز ہے کہ دن میں ایک بار لباس پاک کرے اور پھر اس لباس سے نماز پڑھتی رہے بشرطیکہ اس کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑے ہوں البتہ بہتر ہے کہ دن کے آخری حصے میں پاک کرے تا کہ ظہرین و مغربین پڑھ سکے احتیاط یہ ہے کہ یہ حکم صرف لباس تک ہے اور لڑکے کی پرورش کنندہ تک محدود ہے اس سے آگے تجاوز نہ کیا جائے۔

جوٹھے کے احکام

کتے کافر اور خنزیر کا جوٹھا حرام ہے اور وہ حرام جانور اور پرندے جن کا جسم پاک ہے ان کا جوٹھا پاک ہے البتہ کچھ روایات میں وارد ہے کہ حرام گوشت کا جوٹھا مکروہ ہے اور ایسی حائضہ کا جوٹھا مکروہ ہے جو نجاست و طہارت کا خیال نہ رکھتی ہو اور مومن کا جوٹھا پاک ہے بلکہ احادیث میں ہے کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے۔

sibtain.com

باب الطہارت

پانی کے اقسام۔ پانی کی کیفیت کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مضاف پانی۔ یعنی ایسا پانی جس کے لئے لفظ "پانی" تنہا استعمال کرنا درست نہ ہو مثلاً تربوز کا پانی، انار کا پانی اور انگور کا پانی اسی طرح وہ پانی جس میں کوئی چیز اس قدر مل جائے کہ اسے مطلق پانی نہ کہا جاسکے جیسے مذکور بالا آب مضاف آب مطلق میں شامل کیا جائے اور وہ بھی مضاف کا رنگ دھار لے۔

۲۔ مطلق پانی۔ وہ پانی جس پر لفظ پانی کا، کے، کی یعنی حرف اضافت کے بغیر بولنا صحیح ہو۔

آب مطلق کے اقسام۔ اسے ہم دو اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ آب کثیر اور آب قلیل۔ آب کثیر اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ جاری پانی۔ ایسا پانی جس کا مادہ ہو مثلاً چشمے کا پانی اگرچہ کم سے کم ہو کثیر کے حکم میں ہے۔

۲۔ غیر جاری مگر کر یا کر سے زائد۔ ایسا پانی جو جاری نہ ہو لیکن اس کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی تین تین بالشت

ہو۔یعنی ۲۷ مکعب بالشت وزن کے اعتبار سے یہ بارہ سو رطل عراقی کے برابر ہے احتیاط یہ ہے کہ وہ ساڑھے تین بالشت مکعب ہو۔

۳۔کنواں۔کنواں اس وقت اس حکم میں آئے گا جب صورتحال یہ ہو کہ پانی نکالنے پر اور پھوٹ آتا ہو اگر چہ کر سے کم ہو تاہم کثیر کے حکم میں ہے۔

۴۔بارش۔بارش کا پانی اگر چہ کر سے کم ہو مگر اس دوران کثیر کا حکم رکھتا ہے۔لیکن بارش اتنی ہو کہ عرفا اس پر بارش کا اطلاق ہو سکے۔

آب قلیل

مذکورہ بالا پانیوں کے علاوہ جو پانی کر سے کم ہو وہ آب قلیل کہلاتا ہے۔

ان اقسام کے احکام؟ آب کثیر نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس کا رنگ بو ذائقہ بوجہ نجاست بدل نہ جائے البتہ قلیل پانی ملاقات نجاسات سے فورا نجس ہو جاتا ہے اور کنویں کے پانی کے بارے میں تحقیقی حکم یہ ہے کہ اگر نجاست گرنے پر اس کا رنگ بو ذائقہ متغیر ہو جائے تو اتنا پانی نکالا جائے کہ یہ تبدیلی زائل ہو جائے ورنہ مقررہ مقدار میں ڈول کھینچنا مستحب ہیں۔

آب مضاف کا حکم؟ مشہور یہ ہے کہ یہ خود پاک ہے لیکن نجاست حکمی وحقیقی کا ازالہ نہیں کرتا لیکن بعض فقہا کا قول ہے کہ یہ طاہر ہے اور مطہر بھی ہے یہی قول قوی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ قول مشہور کی اتباع کی جائے ۔نیز مشہور یہ ہے کہ اگر چہ یہ پانی کثیر ہو مگر ملاقات نجاست سے نجس ہو جاتا ہے گو کہ یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی لیکن احتیاط کی رعایت اولی ہے

پانی کے ساتھ پاک کرنے کے شرائط

چار شرطوں کے ساتھ پانی کسی نجس شے کو پاک کرتا ہے

(۱) پانی احتیاط کے طور پر مطلق ہو مضاف نہ ہو۔(۲) خود پاک ہو (۳) دھونے کے دوران مضاف نہ ہو جائے۔یعنی نجاست کا رنگ و بو اور ذائقہ اس میں نہ آجائے ورنہ

اس صورت میں وہ خود نجس ہو جائے گا۔

(۴) عین نجاست زائل ہو جائے لہذا اگر دھونے کے بعد عین نجاست باقی رہ جائے تو وہ چیز پاک نہ ہوگی۔

آب جاری یا آب کثیر سے پاک کرنے کا طریقہ؟

واضح رہے کہ آب کثیر سے پاک کرنا اس وقت صادق آئے گا جب متنجس چیز کو نجاست دور کرنے کی خاطر آب کثیر میں ڈالا جائے یا جب نجس جگہ کو پاک کرنے کی خاطر پانی نجس جگہ سے متصل ہو تو اس کا رابطہ کثیر پانی سے ٹوٹا ہوا نہ ہو بہر حال آب کثیر سے پاک کرنا بہت آسان ہے کہ جب عین نجاست دور ہو جائے تو ایک بار ہی دھونا یا غوطہ دینا کافی ہے اس میں تعدد یا کپڑا نچوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ کتے نے اگر کوئی برتن نجس کر ڈالا ہے۔ تو اسے آب کثیر سے دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھنا لازم ہے۔

sibtain.com

آب قلیل سے پاک کرنے کی تفصیل

اس میں مختلف چیزوں کے احکام مختلف ہیں۔

لباس کا حکم۔ اگر کپڑا پیشاب سے نجس ہوا ہو تو اسے دو بار دھونا اور آخر میں ایک بار نچوڑنا واجب ہے لیکن اگر شیر خوار بچے یا بچی کا پیشاب ہو جو ابھی دیگر غذا نہیں کھاتے تو ان پر ایک بار پانی ڈالنا کافی ہے اور اگر دیگر نجاسات سے کپڑا نجس ہو جائے تو ایک بار دھونا اور نچوڑنا کافی ہے۔

برتن کا حکم

اگر برتن کتے کے منہ ڈالنے سے نجس ہوا ہے تو اسے تین بار دھونا لازمی ہے پہلے مٹی کے ساتھ اور بعد میں دو بار پانی سے دھونے سے پاک ہو جائے گا مٹی سے دھونے میں خشک مٹی سے مانجھنا کافی ہے البتہ گیلی مٹی سے مانجھنا بہتر ہے۔ اگر برتن خنزیر کے منہ ڈالنے سے نجس ہوا ہو یا مردہ جنگلی چوہے کی نجاست سے نجس ہوا ہو تو اسے سات بار دھویا جائے گا اور مٹی سے مانجنا افضل ہے مگر لازم نہیں ہے۔

برتن شراب سے ناپاک ہوا ہو تو اسے تین بار اور احتیاط یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے۔

اور اگر دیگر با سات سے نجس ہوا ہو تو احوط یہ ہے کہ اسے تین بار دھولیا جائے۔

۳۔ دیگر اشیاء۔ اس کے علاوہ جو چیزیں ہیں اگر وہ یا بدن نجس ہو جائے تو پیشاب کے لئے دو بار اور باقی کے لئے ایک بار ازالہ نجاست کے بعد دھونا کافی ہے۔ واللہ العالم۔

﴿دیگر مطہرات جو کل بارہ ہیں﴾

۱۔ پانی کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جو مخصوص شرائط کے ساتھ کچھ چیزوں کو نجاست سے پاک کر دیتی ہیں جو مع تفصیل کے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۲۔ زمین۔ پیر اور جوتے کے تلوے اور موزے کے نچلے حصے کو چار شرطوں کے ساتھ پاک کرتی ہے۔

۱۔ زمین پاک ہو۔ ۲۔ خشک ہو۔ ۳۔ عین نجاست چلنے کی وجہ سے زائل ہو جائے۔ ۴۔ اور نجاست زمین پر چلنے کی وجہ سے زائل ہو۔

واضح رہے کہ سبزہ، چٹائی، قالین اور لکڑی کا فرش اس حکم میں نہیں آتے اور پکی اینٹ پر چلنے سے بھی پاک ہونا مشکل ہے نیز لنگڑے آدمی کے عصا کا سرا مصنوعی پاؤں اور زمین گیر کے گھٹنے اس طریقے پر پاک نہ سمجھے جائیں یہ قول احتیاط کے مطابق ہے اگرچہ ان چیزوں کا اس طریقہ سے پاک ہو جانا قوت سے خالی نہیں ہے اور اگر نجاست چند قدم چلنے سے زائل ہو جائے تو بھی افضل یہ ہے کہ پندرہ قدم ضرور چلا جائے۔

۳۔ سورج۔ دیوار، چھت، زمین اور درخت کو چند شرائط کے ساتھ پاک کرتا ہے۔ درختوں میں لگے پھل آیا سورج سے پاک ہوتے ہیں نہ؟

اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن احتیاط ترک نہ کی جائے یعنی پھل اگر نجس ہوں تو انہیں کھانے سے پہلے دھولیا جائے۔ سورج کے ذریعے پاک ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شے تر ہو دوسری شرط یہ ہے کہ وہ تری براہ راست سورج کی دھوپ پڑنے سے خشک ہو اور تیسری شرط یہ ہے کہ تنہا سورج کی حرارت سے خشک ہو اور اس کے ساتھ اور کوئی شے خشک کرنے میں معاون نہ ہو لیکن اگر معمولی ہوا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ عین نجاست زائل ہو جائے چٹائی قالین اور ٹاٹ اگرچہ ایک قول کے مطابق سورج سے پاک ہو سکتے ہیں تاہم

احتیاط کی رعایت کرنا بہتر ہے (کہ ان چیزوں کو پانی سے پاک کیا جائے)۔ واللہ العالم۔

۴۔استحالہ۔جب کسی متنجس یا نجس چیز کی جنس بدل جائے مثلاً نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے کتا نمک زار میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہو جائے گا اسے استحالہ کہتے ہیں۔واضح رہے کہ نجس آٹے کی روٹی ناپاک ہی رہے گی اور ظاہر یہ ہے کہ نجس مٹی کی اینٹ بنا بر مشہور ناپاک ہوگی۔

انقلاب۔شراب خود بخود یا کسی عمل سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے اسے انقلاب کہتے ہیں لیکن اگر شراب کے ساتھ کوئی خارجی نجاست ملی ہو تو علی الاحوط سرکہ بننے کے بعد بھی پاک نہ ہوگی۔

انتقال۔ جب کوئی نجس شے کسی پاک جانور کا حصہ بن جائے جیسے کافر کا کوئی عضو مسلمان کو لگا دیا جائے اور وہ اس کا جزو شمار ہونے لگے یا انسان کا خون مچھر میں جا کر اس کا حصہ شمار ہونے لگے یا جس کھیت کی نجس پانی سے سینچائی ہو اور اس کھیت میں لگے ہوئے پھلوں کا رس شمار ہو اس طرح وہ پاک ہو جائیں گی اور یہ سب انتقال کے ذریعے پاک ہونے کی مثالیں ہیں۔

sibtain.com

ذہاب ثلثین۔اگر انگور کے رس کو جوش آجائے تو وہ حرام اور بعض فقہا کی نزدیک ناپاک بھی ہو جاتا ہے اسے اگر آگ پر اتنا پکایا جائے کہ دو ثلث جل کر باقی ایک ثلث رہ جائے تو حلال ہوگا اور ناپاکی کا شبہ بھی نہ رہے گا مثلاً اگر وہ تین لیٹر تھے اور ایک لیٹر رہ جائے تو حلال بھی ہو جائے گا اور پاک بھی۔

۸۔اسلام۔اگر کوئی کافر اصول دین کا اقرار کر کے مسلمان ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا البتہ اگر اس کے بدن یا لباس پر کوئی ظاہری نجاست ہو تو اس کا ازالہ کرنا لازم ہوگا۔

۹۔تبعیت۔کسی نجس چیز کے پاک ہونے کے ساتھ بغیر پاک کئے کسی دوسری متعلقہ شے کا پاک ہو جانا تبعیت کہلاتا ہے۔

تبعیت کی مثالیں

الف۔مسلمان ہونے پر اس کی چھوٹی اولاد پاک ہو جائیگی۔

ب۔میت کے تیسرے غسل کی تکمیل پر تختہ اور غسال کے ہاتھ پاک ہو جائیں گے۔

ج۔نجس کنویں کو پاک کرنے پر ڈول اور رسی از خود پاک ہو جائے گی۔

ہ۔نجاست کا پاک کرنے والا ہاتھ از خود پاک ہو جائے گا۔

زوال عین نجاست

دو مقام ایسے ہیں کہ اگر ان سے نجاست زائل ہو جائے تو اس کا زائل ہو جانا ہی طہارت کے لیے کافی ہے پانی سے یا کسی دیگر طریقہ سے پاک کرنا ضروری نہیں وہ دو جگہیں یہ ہیں۔

الف۔انسان کے باطنی اعضاء (بشرطیکہ انسان مسلمان ہو) اور کتے وخنزیر کے علاوہ ہر جانور کا جسم یا اس کا کوئی حصہ جیسے منہ وغیرہ۔

استبراء حیوان۔نجاست خور جانور کا حکم حرام جانور کا سا ہوتا ہے لیکن یہ جانور حلال ہو جاتا ہے اگر اس کا استبراء کر لیا جائے استبراء کا مطلب یہ ہے کہ اس حیوان کو صرف پاک غذا
sibtain.com
کھلائی جائے اور نجاست کھانے سے روکا جائے بہتر یہ ہے کہ شریعت کے مطابق اتنے دن پاک غذا دی جائے جتنے دن شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً اونٹ کے لئے چالیس دن گائے کے لیے بیس دن بکری کے لیے دس دن بطخ کے لیے پانچ دن اور مرغی کے لیے تین دن۔

ایضاح۔اکثر علماء اعلام نے یہاں نجاست خواری سے انسان کا پاخانہ کھانا مراد لیا ہے کسی اور نجاست کے کھانے کا یہ حکم نہیں ہے۔

۱۲۔غیبت مسلم۔اگر کسی مسلمان کی کوئی چیز نجس ہو اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ وہ چیز پاک سمجھی جائے گی۔

الف۔اسے خود نجاست کا علم ہو۔

ب۔مذہب کے اختلاف کی وجہ سے وہ اسے پاک نہ جانتا ہو نیز جہالت کی وجہ سے اسے پاک نہ جانتا ہو۔

ج۔اس کے ساتھ وہ ایسا کام کرتا دکھائی دے جس میں طہارت شرط ہے۔

د۔یہ احتمال دیا جا سکے کہ اس نے اسے پاک کیا ہوگا۔

بیت الخلاء کے احکام و آداب۔ پاخانہ و پیشاب کرنے کے کچھ آداب و احکام ہیں جن میں سے کچھ واجب کچھ حرام کچھ مستحب اور کچھ مکروہ ہیں۔

واجبات تخلی۔ پاخانہ و پیشاب کے واجبات یہ ہیں۔

۱۔ پردہ یعنی نامحرم سے پردے کا مقام چھپانا میاں بیوی اور آقا و کنیز کے علاوہ ہر انسان حتیٰ کہ ممیز بچہ بھی نامحرم کے حکم ہے اور اس سے بھی ستر لازم ہے۔

۲۔ استنجاء۔ گو کہ استنجاء فی نفسہ واجب نہیں لیکن نماز اور طواف کے لیے ضروری ہے ہر نماز کے لیے خواہ وہ مستحب ہی ہو استنجاء کرنا ضروری ہے سوا نماز میت کے۔

طریقہ۔ پیشاب کا مقام تو صرف پانی سے پاک ہوتا ہے اور پیشاب رکنے کے بعد اس کا ایک بار دھونا کافی ہے لیکن احوط دو بار اور افضل تین بار ہے اور پاخانے کا مقام اگر پانی سے پاک کریں تو ایک بار اس طرح دھونا کہ نجاست زائل ہو جائے کافی ہے اور پانی کے علاوہ کپڑے روئی یا ڈھیلے سے بھی پاک کیا جا سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ ڈھیلے کپڑے یا روئی کے گولے تین ہوں اگرچہ ایک سے ہی طہارت حاصل ہو جائے گی لیکن اگر پاخانے کے مقام سے پاخانہ معمول سے متجاوز ہو تو مشہور یہ ہے کہ پانی سے ہی استنجاء کیا جائے البتہ جہاں ڈھیلے کافی ہیں وہاں پانی سے استنجاء افضل ہے اور دونوں کا استعمال کرنا اکمل ہے۔

محرمات تخلی۔ وہ کام جو پاخانہ و پیشاب سے متعلق حرام ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا۔ اختیار کی حالت میں ایسا کرنا حرام ہے اور اس سلسلہ میں صحرا یا مکان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ ایسی شے سے استنجاء کرنا جس سے کہ استنجاء حرام ہے۔ جیسے گوبر، ہڈی یا روٹی سے استنجاء کرنا یا کسی قابل احترام سے جیسے خاک شفا اور قرآن کے اوراق یا دیگر محترم اوراق سے استنجاء کرنا بلکہ آخری صورتوں میں تو کفر و ارتداد کا اندیشہ ہے بلکہ یقین ہے اگر جان بوجھ کر ایسا کیا جائے۔

مستحبات تخلی۔ چند مشہور مستحبات درج ذیل ہیں۔

الف۔ ایسی جگہ پاخانہ کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے۔

ب۔ اس سے پہلے مسنون دعائیں پڑھنا جس کا ذکر کتب مفصلہ میں ہے۔

ج۔ اندر جاتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں اور باہر آتے ہوئے پہلے دایاں پیر رکھنا۔

ح۔ بنابر مشہور سر ڈھاپنا۔

و۔ بائیں پاؤں پر زور دینا۔

ر۔ استنجاء کی ابتدا مقعد سے کرنا۔

خ۔ پانی سے پاخانہ کا مقام پاک کرنا اگرچہ ڈھیلے میسر ہوں۔

ط۔ استبراء کرنا وغیرہ وغیرہ۔

استبراء کی کیفیت؟

مرد کے لیے مستحب ہے کہ پیشاب کے بعد استبراء کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ پیشاب ختم ہونے کے بعد پہلے مقعد اگر ناپاک ہو تو پاک کرے پھر مقعد سے خصیوں تک تین بار نچوڑے اور پھر عضو کی جڑ سے حشفہ تک تین بار نچوڑے اور پھر تین بار حشفہ کو جھٹک دے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح استنجاء کر کے اگر کوئی شخص وضو کرے اور بعد ازاں کوئی رطوبت مقام پیشاب سے آئے جس پر پیشاب کا شبہ ہو تو وہ پاک سمجھی جائے گی اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا یہاں ضمنی طور پر مقام پیشاب کی رطوبت کے بارے میں وضاحت کی جاتی ہے۔

مقام پیشاب کی رطوبات اور ان کے احکام؟

پیشاب۔ یہ ناپاک بھی ہے اور وضو کو باطل بھی کر دیتا ہے اور پانی کے سوا کسی اور چیز سے استنجاء بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

منی۔ یہ ناپاک بھی ہے اور اس کے نکلنے کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ انشاء اللہ مناسب مقام پر آئے گا۔

۳۔ مذی۔ ہیجان شہوت کے وقت یا جذبات کے غلبے میں مقام پیشاب سے ایک طوبت نکلتی ہے یہ پاک

ہے بشرطیکہ استبراء واستنجاء کیا ہوا ہو۔ یہ مبطل وضو بھی نہیں ہے اور اگر استبراء کیا ہو لیکن استنجاء نہ کیا ہو تو یہ محل پیشاب یعنی پیشاب کے خارج ہونے کی ظاہری جگہ سے لگ کر نجس ہو جائے گی لیکن مبطل وضو نہ ہوگی۔

۴۔ وذی۔ منی کے خروج کے بعد ایک رطوبت ہے جو مقام پیشاب سے نکلتی ہے یہ اگر استبراء واستنجاء کے بعد نکلے تو پاک بھی ہے اور مبطل وضو غسل بھی نہیں ہے۔

وضو

تعریف۔ مخصوص شرائط کا خیال رکھتے ہوئے چہرہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا پھر گیلا ہاتھ سر اور پاؤں پر پھیرنا تاکہ وہ کام جن کے لیے یہ شرط ہے جائز اور صحیح ہو سکیں وضو کہلاتا ہے۔

غایات وضو وہ کام جو وضو کے بغیر جائز نہیں یا جن کو وضو کے بغیر انجام دینا صحیح نہیں غایات وضو کہلاتے ہیں تحقیقی قول کی بنا پر وضو بذات خود واجب نہیں بلکہ ان غایات کی وجہ سے ضروری ہوتا ہے جو مشروط بالطہارت ہیں جیسے واجب نماز اور واجبی طواف وغیرہ ذیل میں ان باتوں کی وضاحت کی جاتی ہے۔

sibtain.com

الف۔ نماز واجب کے لیے۔ نماز میت کے علاوہ ہر واجب نماز کے لیے وضو واجب ہے کیونکہ نماز کی صحت وضو پر موقوف ہے البتہ مستحب نماز چونکہ خود مستحب ہے اس لئے اس کی خاطر وضو کرنا بھی مستحب ہے لیکن جس طرح مستحب نماز کے اجزاء نیت سجدہ اور رکوع وغیرہ باوجود مستحب ہونے کے اس کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں اسی طرح وضو بھی اس کی صحت کی شرط ہے۔

ب۔ طواف واجب کے لیے۔ طواف جو حج وعمرہ کا رکن ہے طواف النساء یا وہ طواف جو نذر وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو بلا وضو صحیح نہیں ہے اور مستحب طواف میں بھی وضو شرط صحت ہے اگرچہ مستحب ہے۔

ج۔ لمس قرآن۔ بنا بر مشہور حروف قرآن کو بغیر وضو مس کرنا حرام ہے لہذا اگر منت وغیرہ کی وجہ سے حروف قرآن کا مس کرنا واجب ہو جائے تو اس کے لئے وضو واجب ہو گا اس کے علاوہ بہت سے کاموں کے لیے وضو کرنا مستحب ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ سونے کے لیے۔ ۲۔ احتلام کے بعد غسل سے پہلے جماع کرنے کے لیے۔ ۳۔ نماز میت کے لیے کسی حاجت کے لیے جدوجہد کرنے سے پہلے۔ ۴۔ حاملہ سے جماع کے لیے۔ ۶۔ غسل سے پہلے۔ ۰ بارہ جماع کے لیے۔ ۷۔ تجدید وضو کے لیے۔ ۹۔ کتابت قرآن کے لیے۔ ۱۰۔ مشاہد مشرفہ کی زیارت کے لیے وغیرہ وغیرہ۔

﴾مقدمات وضو یا شرائط وضو﴿

یعنی وہ باتیں جن کا وضو کے افعال بجالانے سے پہلے خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ جامع الشرائط پانی ہو۔ یعنی پاک ہو اور بنا بر مشہور مضاف نہ ہو (علی الاحوط) اور بنا بر مشہور پانی غصبی نہ ہو (علی الاحوط) اور وہ پانی پہلے ازالہ نجاست میں استعمال نہ ہوا ہو۔

۲۔ اعضاء وضو پر کوئی رکاوٹ نہ ہو جو پانی پہنچنے میں مانع ہو۔

۳۔ اعضاء وضو پاک ہوں۔

sibtain.com

۴۔ مسح کے وقت اعضا اتنے تر نہ ہوں کہ مسح کی تری ان پر غالب نہ آئے (بنا بر احتیاط واجب)

۵۔ پانی کا برتن اور جگہ بنا بر مشہور غصبی نہ ہو (علی الاحوط)

۶۔ وضو کا برتن سونے چاندی کا نہ ہو۔

۷۔ پانی کے استعمال میں کوئی شرعی یا عقلی مانع نہ ہو ورنہ فریضہ تیمم ہوگا۔

۸۔ وقت کے دامن میں اتنی گنجائش ہو کہ وضو کر کے کم از کم ایک رکعت وقت کے اندر پڑھی جاسکے ورنہ تیمم کیا جائے گا۔

۹۔ حالت اختیاری میں خود وضو کرنا کسی اور سے وضو کرانے سے وضو باطل ہو جائے گا۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا شخص اس کا منہ ہاتھ دھوئے اور مسح بھی وہی کرے۔

۱۰۔ ترتیب کا خیال رکھنا یعنی پہلے منہ ہاتھ دھونا پھر سر اور بعد ازاں پیروں کا مسح کرنا۔

۱۱۔ افعال وضو ل کا عرفاً پے در پے انجام دینا یعنی پہلا عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا کام انجام دینا۔

۱۲۔ وضو کے تمام افعال میں احکام خدا کی بجا آوری کا ارادہ کرنا جسے خلوص نیت کہتے ہیں نیت میں واجب و مستحب کی تخصیص ضروری نہیں ہے۔ محض حکم خدا کی بجا آوری کا قصد اجمالی کافی ہے بس اتنا کافی ہے کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہے ہو تو وہ یہ جانتا ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اور کیوں کر رہا ہے؟ نیت کا زبان سے ادا کرنا جیسا کہ بعض عوام کا شعار ہے لغو اور غلط ہے کیونکہ نیت دل سے کی جاتی ہے زبان سے پڑھی نہیں جاتی۔

واجبات وضو اور اسکا طریقہ

وضو کے واجبات چار ہیں۔ ۱۔ منہ دھونا ۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ہاتھ دھونا ۳۔ سر کا مسح کرنا ۴۔ دونوں پاؤں کا مسح کرنا ہاں البتہ اس سے پہلے کلائی تک ہاتھ کا دھونا تین بار کلی کرنا اور تین بار ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے۔

۱۔ منہ دھونا۔ سر کے بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک لمبائی میں اور بڑی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان چوڑائی میں منہ دھونا واجب ہے اور افضل یہ ہے کہ قدرے زائد دھوئے تاکہ یقین حاصل ہو جائے کہ واجب ادا ہو گیا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ عرفاً اوپر سے نیچے کو دھوئے اور خیال رہے کہ اس مقدار میں سے سوئی کی نوک کے برابر جگہ خشک نہ رہے اور اگر داڑھی گھنی ہو کہ نیچے سے جلد نظر نہ آئے تو نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ وہ شخص جس کی انگلی لمبی ہے عام لوگوں کے برابر چہرہ دھوئے آنکھ اور ناک کے اندر کا حصہ اور ہونٹوں کے اندر کا حصہ دھونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ بازو دھونا۔ منہ کے بعد دایاں بازو کہنی سے لے کر نیچے ہاتھ کا تمام حصہ انگلیوں کے سرے تک اوپر سے نیچے دھونا واجب ہے کہ ایک سوئی کی نوک برابر جگہ خالی نہ رہے کہنی سے قدرے اوپر حصول یقین کی خاطر دھونا افضل ہے اور اگر ہاتھ کٹا ہوا ہو تو کہنی کے نیچے کے بقیہ حصے کو دھونا ضروری ہے اور اگر ہاتھ زائد ہو تو کہنی کے نیچے سے نکلا ہوا ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے اور اگر زائد اصل کے ساتھ مشتبہ ہو جائے تو دونوں کو دھونا چاہیے۔ اور دنوں سے مسح کرنا چاہیے تاکہ بری الذمہ ہونے کا یقین ہو جائے اسی طریقہ سے

بائیں بازو کا دھونا واجب ہے۔

۳۔ سر کا مسح۔ بائیں بازو کے دھونے سے فراغت کے بعد اسی باقی ماندہ تری سے سر کے اگلے حصے کا مسح کرنا یعنی اس پر ہاتھ پھیرنا واجب ہے اور اگر بال بڑے ہوں تو مانگ نکال لینا چاہے اور جب مسح ہو رہا ہو تو سر کو ساکن رہنا چاہے لیکن معمولی حرکت میں کوئی حرج نہیں ہے احتیاط اجب یہ ہے کہ مسح اوپر سے نیچے کیا جائے اور اگر ایک انگلی سے بھی اس طرح ہاتھ پھیرا جائے کہ مسح صادق آجائے تو کافی ہے اگرچہ تین انگشت سے افضل ہے اور اگر سر پر اتنا تیل ہو کہ مسح کی تری اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے لہذا اسے رومال سے خشک کر کے مسح کریں احتیاط اس میں یہ ہے کہ پیشانی سے متصل حصے پر ایک انگلی لمبائی اور تین انگلی چوڑائی کے برابر مسح ہو نیز احتیاط واجب یہ ہے کہ محل مسح کو اتنا خشک ہونا چاہے کہ مسح کی تری غالب آجائے۔

۴۔ پاؤں کا مسح۔ سر کے مسح کے بعد اسی باقی ماندہ تری سے پیر کی انگلی کے سرے سے لے کر پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ تک ہاتھ پھیرنا واجب ہے اس میں بھی پیر کو ساکن رہنا چاہیے بہتر ہے کہ ٹخنوں کے درمیانی کے جوڑ تک مسح کیا جائے ظاہر ہے کہ دونوں پیروں کا ایک ہی بار مسح کرنا جائز ہے مگر احوط یہ ہے کہ پہلے دائیں پاؤں کا کیا جائے اور پھر بائیں پاؤں اور اس کا الٹ جائز نہیں ہے اور اگر تری ختم ہو جائے تو نئی تری نہیں لی جاسکتی ہاں البتہ اس صورت میں داڑھی یا بھوؤں سے تری لی جاسکتی ہے اور علی الاحوط بھنوؤں پر داڑھی کو مقدم رکھا جائے چوڑائی میں ایک انگلی کے برابر مسح کافی ہے البتہ پورے ہاتھ سے بہتر ہے واضح رہے کہ موزوں پر مسح جائز نہیں ہے بلکہ انہیں اتار کر پاؤں پر کرنا واجب ہے۔

وضو کے مسائل واحکام

ا۔ اگر شک ہو کہ فلاں عضو دھویا ہے یا نہ یا مسح اس کا کیا ہے یا نہ؟ تو اگر یہ شک دوران وضو ہو یا بنا بر احتیاط ہنوز جائے وضو پر موجود ہو تو مذکورہ عضو کو اس طرح دھوئے یا مسح کرے کہ بعد کی ترتیب بحال رہے بشرطیکہ مولات قائم ہو اور اس کا معیار یہ ہے کہ سابقہ اعضاء خشک نہ ہوئے ہوں ورنہ از سر نو وضو کرنا پڑے

sibtain.com

گا۔ اور اگر وضو سے فارغ ہو کر دوسری جگہ منتقل ہو جانے کے بعد یہ شک لاحق ہو تو اس کی پرواہ نہ کرے
۔۳۔ اگر شک ہو کہ اس کا وضو ٹوٹا ہے یا نہ تو وہ یہ سمجھے کہ نہیں ٹوٹا اور اگر شک ہو کہ وضو کیا ہے نہیں تو یہ سمجھے کہ نہیں کیا لہذا وضو کر کے نماز وغیرہ پڑھے۔

﴿وضو کے مبطلات﴾

مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۔ پیشاب و پاخانہ جبکہ اپنے عادی مقام سے خارج ہوں۔ ۲۔ اگر استبراء نہ کیا ہو تو مشتبہ رطوبت کے خارج ہونے سے۔ ۳۔ ریح کے خارج ہونے سے۔ ۴۔ جنابت حیض نفاس اور استحاضہ اور مس میت سے لیکن اس صورت میں غسل کے بعد بلا وضو نماز پڑھ سکتا ہے سوائے استحاضہ متوسطہ غسل کے کہ اکثر فقہاء نے اس کے ساتھ وضو کو ضروری قرار دیا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ بھی وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ ۵۔ نیند جو کہ کان اور آنکھ پر غالب آجائے

sibtain.com

بنابر احتیاط عقل کو زائل کرنے والی چیزیں جیسے غشی بے ہوشی اور جنون وغیرہ۔

(مسائل و احکام)

مسئلہ ۱۔ اگر پاخانہ عادی راستے کے علاوہ کسی اور مقام سے نکلے بشرطیکہ عادی راستہ بند نہ ہوا ہو تو اظہر یہ ہے کہ وہ مبطل وضو نہیں ہے اور یہی حکم بول کا ہے مگر احوط یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے ہاں البتہ اگر عادی راستہ بند ہو جائے اور کسی اور جگہ سے شروع ہو جائے تو اس کا حکم عادی جگہ والا ہوگا۔

مسئلہ ۲۔ اگر وضو کے متعدد اسباب جمع ہوں تو بہ نیت رفع حدث ایک ہی وضو کرنا کافی ہے

(مریض کا وضو)

وہ شخص جسے بار بار پیشاب آتا ہو اگر اسے اس قدر وقفہ میسر ہو کہ مختصر نماز یعنی بغیر مستحبات کے پڑھ سکے تو یہ مقدم ہے ورنہ وہ تھیلی بنوائے جس میں کپاس وغیرہ بھری ہوئی ہو اور اسے باندھ لے تاکہ دیگر حصوں تک پیشاب نہ پہنچے۔ اور ظہر و عصر کے لیے ایک اور مغرب و عشاء کے لیے ایک وضو کرے اور جمع بین

الصلاۃ تمین کرے اور نماز صبح کے لئے علیحدہ وضو کرے اور اگر اسہال کیوجہ سے یہی صورت حال پیش ہو تو یہی یہ طریقہ کار اختیار کرے اور اگر دوران نماز اسہال اور بول کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو وہیں دوبارہ وضو کرے اور اگر بار بار وضو کرنے سے عسر و حرج اور سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑے تو پھر بلا اشکال ایک ہی وضو سے نماز پڑھنا کافی ہے۔

وضوئے جبیرہ

اگر اعضاء وضو پر ہڈی کے ٹوٹنے یا پھوڑا پھنسی کیوجہ سے پٹی بندھی ہوئی ہو اور اسے کھولنا دشوار ہو اور پانی پہنچانا مضر ہو تو وضو کے وقت دوسرے حصہ کو دھو کر اس پر محض گیلا ہاتھ پھیرے اور اگر پٹی مسح کے اعضاء پر ہو تو اس کا بھی یہ حکم ہے البتہ اس صورت میں مزید احتیاط اس میں ہے کہ تیمم بھی کرے اور اگر پٹی کھل سکتی ہو اور پانی مضر نہ ہو تو پھر اسے اتار کر اس کا دھونا یا اس پر مسح کرنا واجب ہے اور اگر یہ رکاوٹ کسی بیماری کی وجہ سے ہو اور اس کا ہٹانا دشوار ہو جیسے کو نہار اور ایلفی وغیرہ تو اکثر فقہاء کے نزدیک یہاں وضوئے جبیرہ کا حکم نہیں ہوگا بلکہ تیمم کرنا ہوگا لیکن اگر یہ رکاوٹ تیمم کے اعضاء پر ہو تو احتیاط واجب اس میں یہ ہے کہ وضو جبیرہ اور تیمم کو جمع کیا جائے اور جب انسان یہ تعین نہ کر سکے کہ اس پر وضوئے جبیرہ لاگو ہوتا ہے یا تیمم احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے تاکہ شرعی فریضہ سے سبکدوش ہونے کا یقین ہو جائے۔

مستحبات وضو۔ یہ مستحبات کل پندرہ ہیں ۔۱۔ وضو والے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کا دھونا ۔۲۔ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ۔۳۔ دائیں ہاتھ سے چلو بھرنا ۔۴۔ تین بار کلی کرنا ۔۵۔ مسواک کرنا ۔۶۔ تین بار ناک میں پانی ڈالنا ۔۷۔ ایک مد پانی سے وضو کرنا ۸۔ مرد کا بازو دھوتے وقت بیرونی حصہ پر اور عورت کا اندرونی پر پانی ڈالنا ۔۹۔ وضو کرتے وقت آنکھیں کھلی رکھنا ۔۱۰۔ بنا براقوی منہ اور ہاتھوں کا دوبار دھونا ۔۱۱۔ رو بقبلہ کرنا ۔۱۲۔ حضور قلب سے وضو کرنا ۔۱۳۔ وضو کے بعد سورہ قدر کا پڑھنا ۔۱۴۔ وضو کے بعد آیت الکرسی پڑھنا ۔۱۵۔ وضو کرتے وقت ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا۔

مکروہات وضو

جو کہ کل سات ہیں ۔۱۔ وضو کے مقدمات قریبہ جیسے پانی ڈالنے میں دوسرے سے مدد لینا۔۲۔اس برتن سے کرنا جس میں سونے چاندی کی آمیزش ہو۔۳۔دھوپ میں گرم شدہ پانی سے وضو کرنا۔۴۔اس پانی سے وضو کرنا جس میں نجاست کے بغیر بدبو پیدا ہوگئی ہو۔۵۔ ہر حرام گوشت مگر طاہر الجسم حیوان کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا۔

اغسال واجبہ کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی نجاست جسے خبث بھی کہتے ہیں اس کا وجود خارج میں ہوتا ہے اور یہ ایک واسطے سے دوسرے واسطے تک سرایت کرتی ہے جیسے مردار پیشاب اور پاخانہ وغیرہ اور دوسری حکمی نجاست جسے حدث بھی کہتے ہیں اس کی دو اقسام ہیں حدثِ اصغر جو کہ صرف موجب وضو ہوتا ہے۔اور حدث اکبر جو کہ غسل کا موجب ہوتا ہے۔وہ غسل جو بعض عبادات کے لیے شرط صحت ہیں۔کل چھ ہیں جن میں سے تین فقط عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اس طرح مرد پر صرف تین اور عورت پر چھ قسم کا غسل واجب ہے۔وہ غسل یہ ہیں۔

sibtain.com

۱۔غسل جنابت۔۲۔غسل مس میت۔۳۔غسل میت۔۴۔غسل حیض۔۵۔غسل نفاس۶۔غسل استحاضہ۔

نوٹ۔اگرچہ نذر و عہد اور قسم کی وجہ سے بھی کبھی عارضی طور پر غسل واجب ہوسکتا ہے لیکن ایک تو اس کا وجوب عارضی ہے۔اور دوسرا عبادات مخصوصہ کی صحت کا ان پر انحصار نہیں ہے۔لہذا ہم نے اسے ان اغسال واجبہ میں شمار نہیں کیا جو بالاصل واجب ہیں۔

ان اغسول کے احکام اور ان کی تفصیل معہ طریقہ و شرائط کے حسب ذیل ہے۔

غسل جنابت۔وہ غسل جو جنسی عمل یا منی کے خارج ہونے کی وجہ سے واجب ہو۔غسل جنابت کہلاتا ہے۔

اسباب جنابت

اصل میں غسل جنابت دو چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۱۔منی کے خروج سے خواہ بطور حلال ہو یا حرام اختیار سے ہو یا بے اختیار سوتے میں ہو یا جاگتے میں اس

سے بہر حال غسل جنابت واجب ہو جاتا ہے البتہ اگر اس کے خروج میں شک ہو تو پھر غسل واجب نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک کپڑا کئی اشخاص کے زیر استعمال ہے اس پر منی لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کی ہے؟ تو کسی پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔ البتہ احتیاط کرنا اور بات ہے۔ واضح ہو کہ منی میں صحت مند آدمی کی تین علامات ہوتی ہیں ورنہ وہ منی نہیں کہلاتی وہ علامات یہ ہیں۔

۱۔ لذت سے نکلنا ۲۔ اچھل کر نکلنا ۳۔ اور اس کے بعد بدن کا ڈھیلا پڑ جانا۔ البتہ کمزور اور مریض میں دوسری دو علامتوں کا ہونا لازمی نہیں ہے۔

مسئلہ۔ اگر عادی مقام کے علاوہ کسی اور جگہ سے منی نکلے تو بھی بنا بر مشہور منصور غسل واجب ہوگا۔

۲۔ جماع سے۔ اگر اجماع کے دوران منی خارج نہ بھی ہو لیکن عضو مخصوص اندام نہانی میں بقدر حشفہ داخل ہو جائے یا اگر حشفہ کٹا ہوا ہو تو اتنی مقدار میں داخل ہو جائے تو فریقین پر غسل واجب ہو جائے گا اس میں صغیر و کبیر، ہوش مند اور پاگل میں اور فاعل و مفعول میں کوئی فرق نہیں ہے۔

sibtain.com

غایات غسل۔ جنابت مندرجہ ذیل اغراض کے لیے غسل جنابت کرنا ضروری ہے یعنی وضو کی طرح غسل کا وجوب بھی نفسی نہیں بلکہ غیر ہے۔

۱۔ واجب نماز کے لیے۔ چونکہ مستحب نماز اور مستحب طواف خود واجب نہیں۔ لہذا ان کے لئے غسل بھی واجب نہیں ہوگا۔ البتہ یہ غسل نماز کی صحت کی شرط ضرور ہے۔

۲۔ طواف واجب کے لیے۔ خواہ وہ نماز مستحی ہی کیوں نہ ہو اور یہی حکم مستحی طواف کا ہے

۳۔ روزہ ماہ رمضان یا اسکی قضاء کے لیے۔

۴۔ عام مساجد میں ٹھہرنے کے لیے اور علی الاحوط انبیاء اور آئمہ کے مزارت مقدسہ کا بھی فقہاء نے یہی حکم قرار دیا ہے۔

۵۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی سے گزرنے کے لیے۔

۶۔ مسجد میں کچھ رکھنے کے لیے۔

۷۔ سورہ سجدہ حم سجدہ۔ نجم اور علق جن میں سجدہ واجب ہے ان واجب سجدے والی آیتوں کو پڑھنے کے لیے بلکہ علی الاحوط یہ سارے کے سورے اسی حکم میں ہیں۔

۸۔ قرآن کے حروف کو چھونے کے لیے کیونکہ یہ امور جب آدمی پر حرام ہیں۔

مکروہات جنابت۔ جب آدمی کے لیے چھ چیزیں مکروہ ہیں۔

ا۔ کھانا پینا لیکن وضو کرنے سے یہ کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ ۲۔ سونا۔ وضو کر لینے سے یہ کراہت کم ہو جاتی ہے۔ ۳۔ ان سورتوں کے علاوہ جن میں واجبی سجدے ہیں باقی سورتوں میں سے بنا بر احتیاط سات آیتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اس کا جواز بلا کراہت قوت سے خالی نہیں ہے۔ ۴۔ خضاب لگانا۔ ۵۔ اصل قرآن کے علاوہ اس کی جلد ورق اور حاشیہ وغیرہ کو چھونا۔ ۷۔ احتلام کے بعد بلا وضو یا بلا غسل جماع کرنا۔

غسل جنابت کے مقدمات؟

غسل کے مقدمات بعینہ وہی ہیں جو وضو میں ذکر ہو چکے ہیں جیسے نیت کرنا اور پانی کا جامع الشرائط ہونا وغیرہ ہاں فرق صرف یہ ہے کہ غسل میں موالات شرط نہیں ہے یعنی پے در پے کرنا ضروری نہیں ہے اور یہاں اوپر سے نیچے دھونے کی قید بھی نہیں ہے۔

sibtain.com

واضح ہو کہ ہر غسل کا طریقہ اور شرائط ایک جیسے ہیں۔

طریقہ۔ غسل جنابت دو طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ ا۔ ترتیبی۔ ۲۔ ارتماسی البتہ ترتیبی افضل ہے۔

ا۔ ترتیبی۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ جسم سے ظاہری نجاست دور کی جائے اس کے بعد نیت کر کے سر کو گردن سمیت دھوئے۔ پھر بدن کا دایاں حصہ دھوئے اور بعد ازاں بایاں حصہ دھوئے بہتر ہے کہ دایاں حصہ دھوتے وقت قدرے بایان اور بایاں حصہ دھوتے وقت قدرے دایاں حصہ شامل کرے تاکہ بدن کے مکمل دھوئے جانے کا یقین ہو جائے۔ واضح رہے کہ اگر ایک سوئی کی نوک کے برابر بھی بدن خشک رہ جائے تو غسل باطل ہو جاتا ہے۔

۲۔ ارتماسی۔ ظاہری نجاست اور رکاوٹوں کا ازالہ کر کے اور نیت کر کے یکبارگی غسل کے ارادے سے پانی

میں اس طرح غوطہ لگانا کہ جسم ایک لحظہ میں تمام کا تمام پانی میں گھر جائے غسل ارتماسی کہلاتا ہے۔

مسائل واحکام

اگر غسل کے بعد معلوم ہو کہ بدن کا کچھ حصہ خشک رہ گیا ہے تو اسی حصہ کا دھو لینا بہ نیت غسل کافی ہے البتہ بنا برمشہور احوط یہ ہے کہ اسے اس طرح دھویا جائے کہ ترتیب بحال رہے مثلاً اگر وہ جگہ بدن کا دایاں حصہ ہے تو اس کے بعد بائیں حصے کو بھی دھو لیا جائے تا کہ ترتیب بحال رہے۔

جب از حرام احتیاط واجب کی بنا پر گرم پانی سے غسل ترتیبی نہ کرے بلکہ ٹھنڈے پانی سے کرے یا اگر گرم سے کرے تو ارتماسی کرے۔

غسل سے پہلے تمام رکاوٹوں کا دور کرنا ضروری ہے۔

غسل میں لمبے بالوں کا دھونا لازمی نہیں ہے البتہ چھوٹے بال جو جزو بدن شمار ہوتے ہیں ان کا دھونا ضروری ہے۔ البتہ جلد تمام کی تمام دھونا ہر صورت میں ضروری ہے اگر چند غسل واجب جمع ہوں تو سب کی نیت سے ایک غسل کرنا کافی ہے۔

sibtain.com

نہ صرف غسل جنابت بلکہ واجب غسل کے بعد وضو کرنے کی کوئی ضروری نہیں ہے جب تک کہ حدث اصغر صادر نہ ہو اگر غسل کے دوران کوئی فعل صادر ہو جائے جو موجب وضو ہے تو اگر چہ اس سے غسل باطل نہیں ہوتا البتہ اس صورت میں بنا بر احتیاط غسل کے بعد وضو کر لینا چاہیے۔

اگر منی خارج ہونے کے بعد پیشاب کیے بغیر آدمی غسل کر لے اور غسل کے بعد کوئی مشتبہ رطوبت نکلے تو دوبارہ غسل کرنا پڑے گا اور اگر پیشاب کے ذریعے استبراء کر لیا تھا تو بہر صورت غسل صحیح رہے گا۔ اگر حمام میں غسل کرتے وقت اجرت ادا نہ کرنے یا حرام رقم سے ادا کرنے کا قصد ہو تو بنا بر مشہور یہ غسل باطل ہوگا۔

اگر جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جو پانی جسم تک پہنچنے سے مانع ہے تو اس کا اتارنا یا اسے اس طرح حرکت دینا کہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے لازم ہے۔

﴿غسل حیض﴾

عام عورتوں کو بلوغ کے بعد سن یاس سے پہلے ہر ماہ شرم گاہ سے کچھ خون آیا کرتا ہے اسے مخصوص شرائط کے ساتھ حیض کہا جاتا ہے۔

حیض کی عمر۔ اگر نو سال قمری سے کم اور پچاس سال سے زیادہ عمر کی عورتوں کو خون آئے تو وہ حیض شمار نہ ہوگا البتہ بنا بر مشہور قریشی ہاشمی عورتوں میں حیض کی آخری عمر ساٹھ سال ہے اور قریشی عورت وہ ہے جس کا شجرہ نسب نضر بن کنانہ تک پہنچتا ہو جن کا لقب قریش ہے احوط یہ ہے کہ پچاس اور ساٹھ سال کی عمر کے درمیان جو خون آئے اس میں عورتیں احتیاط پر عمل کریں یعنی محرمات حیض سے اجتناب کریں اور واجبات استحاضہ پر عمل بھی کریں۔

حیض کی مدت۔ یہ مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے اور اگر خون دس دن سے متجاوز ہو تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہوگا مشہور یہ ہے کہ حیض میں کم از کم تین دن مسلسل آنا شرط نہیں ہے۔ بنا بریں اگر کسی عورت کو مثلاً دو دن خون آئے پھر تین دن رکا رہے۔ پھر پانچ دن آئے تو مجموعہ چونکہ دس دن ہے لہذا پہلے دو اور آخری پانچ دن حیض شمار ہوگا مگر احوط یہ ہے کہ درمیان کے ان خالی دنوں میں حائض کی تروک اور پاک عورت کے اعمال کو جمع کرے مثلاً قرآنی حروف مس نہ کرے مسجد میں داخل نہ ہو اور مرد سے جمع نہ ہو اور نماز روزہ کی پابندی کرے۔

مسئلہ ۱۔ دو حیضوں کے درمیان کم از کم دس دن کا فاصلہ ضروری ہے جسے اقل طہر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ حاملہ عورت کو بھی حیض آسکتا ہے۔

حائضہ عورت کے اقسام۔ بنیادی طور پر اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مبتدءہ۔ جسے پہلی بار خون آیا ہو۔

۲۔ ذات العادہ۔ اسکی ضمناً تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ صرف وقتیہ۔ جس کا وقت یعنی تاریخ مقرر ہو۔ ۲۔ صرف عددیہ جس کی تاریخ تو مقرر نہ ہو البتہ دن مقرر ہوں۔ ۳۔ وقتیہ عددیہ جس کا وقت اور دن دونوں مقرر

sibtain.com

ہوں۔

۴۔ مضطربہ۔ وہ عورت جس کی کوئی عادت مقرر نہ ہوئی ہو یا وہ اپنی عادت کو بھول گئی ہو اس صورت میں وہ متحیرہ اور ناسیہ کہلائے گی یوں ضمناً حائضہ کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ مبتدیہ ۔۲۔ ذات العادۃ عددیہ ۔۳۔ وقتیہ ۔۴۔ عددیہ وقتیہ ۔۵۔ مضطربہ

نوٹ۔ ان کے الگ الگ احکام بیان کرنے کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے خواتین کو چاہیے کہ ان مسائل کو خود اچھی طرح غور سے سیکھیں اور پیچیدہ صورتوں میں حضرت آیۃ اللہ مدظلہ العالی کی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرماویں۔ یا خو آنجناب مدظلہ سے دریافت کریں۔ (ردائی)

غایات حیض؟ اس کی غایات بعینہ جنابت کی غایات والی ہیں یعنی واجبی نماز اور واجبی طواف کے لیے اور باقی مستحبی امور مشروط بالطہارت کے لیے مستحب ہے لیکن یہاں دو باتیں مزید ہیں جن کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط ہے۔ ۱۔ جماع کرنے کے لیے۔ ۲۔ اور طلاق کے لیے۔

sibtain.com

واضح رہے کہ حیض کے ختم ہونے کے بعد اور غسل کرنے سے پہلے یہ دونوں باتیں جائز ہیں البتہ جماع سے پہلے شرمگاہ کو دھولینا چاہیے کہ ایسا کرنے سے حرمت ختم ہو جائے گی حیض اور طلاق کی قدرے تفصیل کتاب الطلاق میں آئے گی۔ انشاءاللہ۔

محرمات حیض؟ حیض والی عورت پر وہی چیزیں حرام ہے جو جب مرد وعورت پر حرام ہیں مزید برآں دو چیزیں حرام ہیں۔ ۱۔ جماع کرنا۔ ۲۔ اور طلاق دینا۔ واضح رہے کہ جماع کرنے کا کفارہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو حیض کے پہلے حصے میں ایک دینار دوسرے حصے میں نصف دینار اور تیسرے حصے میں ربع دینار ہے۔

مستحبات حائض؟۔ حائض کے لیے مستحب ہے کہ اوقات نماز میں قربت مطلقہ کی نیت سے وضو کرے اندام نہانی والی کپاس اور خرقہ تبدیل کرے اور روبقبلہ ہو کر مصلائے عبادت پر بیٹھے اور بقدر ادائے نماز تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل کرکے ذکر خدا کرے علاوہ بریں اس غسل میں وہ تمام چیزیں مستحب ہیں جو

غسل جنابت میں مستحب ہیں۔

مکروہات حائض۔ حائض کے لیے وہی چیزیں مکروہ ہیں جو جب کے لیے مکروہ ہیں (جنکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے)۔

﴿نفاس﴾

وہ خون جو ولادت کے وقت آئے نفاس کہلاتا ہے جو کم از کم ایک لحظہ اور زیادہ سے زیادہ بنا بر مشہور دس دن ہے واضح رہے کہ بچہ کا جزء رحم سے باہر آنے سے پہلے جو خون آئے وہ نفاس نہیں ہوگا۔

محرمات نفاس؟۔ بالکل وہی ہیں جو محرمات حیض ہیں۔

غایات نفاس؟ غسل نفاس کے اغراض و غایات بھی بالکل حیض کی طرح ہیں۔ یعنی نماز و روزہ وغیرہ عبادات کی بجا آوری۔

sibtain.com

مستحبات نفاس؟۔ جو چیزیں حائض کے لیے مستحب ہیں وہی نفساء کے لیے مستحب ہیں (فراجع)

مکروہات نفاس۔ جو امور حائض کے لیے مکروہ ہیں وہی نفاس والی عورت کے لیے مکروہ ہیں

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ا۔ اگر ولادت کے بعد کچھ وقت خون آکر بند ہو جائے تو چاہیئے کہ عورت غسل کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تیمم کر کے عبادات واجبہ بجالائے اور اگر پھر آکر دس دن کے اندر اندر ختم ہو جائے۔ تو بنا بر مشہور تمام مدت نفاس قرار دی جائے گی۔ لیکن احوط یہ ہے کہ درمیانی مدت میں پاک عورتوں کے اعمال بھی بجا لائے اور محرمات حیض سے پرہیز بھی کرے بنا بریں اگر ماہ رمضان میں ایسا ہو تو ممکنہ صورت میں روزہ رکھے بھی اور قضا بھی کرے اور اگر روزہ رکھنا بوجہ مرض ممکن نہ ہو تو پھر صرف قضا کرے۔

مسئلہ ۲۔ ضروری نہیں کہ ولادت کے ساتھ یا بعد میں خون آئے لہٰذا اس صورت میں عورت پاک عورتوں والے اعمال بجالائے۔

مسئلہ ۳۔ وہ عورت جس کا حمل ضائع ہو جائے تو اگر بچہ کی خلقت مکمل ہو چکی تھی مگر ہنوز روح داخل نہیں

ہوئی تھی تب تو اس خون کو نفاس سمجھا جائے گا۔ اور اگر اس سے پہلے ضائع ہو تو انسب یہ ہے کہ وہ استحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی اور اگر مزید احتیاط پر عمل کرنا چاہے تو محرمات نفاس کو ترک کرتے ہوئے استحاضہ کے احکام پر عمل بھی کرے مثلاً اگر ماہ رمضان ہے اور وہ روزہ رکھ سکتی ہے تو روزہ بھی رکھے اور اس کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ۴۔ اگر خون شرمگاہ کے اندر موجود ہو تو انتظار کرے اور صاف ہونے پر غسل کر کے عبادات بجالائے۔

مسئلہ۵۔ اگر خون دس دن سے بڑھ جائے تو اگر وہ عورت صاحب عادت عددیہ ہو تو عادت کے دنوں کو نفاس اور باقی کو استحاضہ قرار دے گی اور اگر وہ صاحب عادت عددیہ نہ ہو بلکہ مبتدیہ ہو یا مضطربہ یا صاحب عادت وقتیہ ہو تو ان سب صورتوں میں وہ دس دن تک نفاس والے احکام پر عمل کرے گی۔ اور اس کے بعد استحاضہ والے احکام پر عمل پیرا ہوگی۔

sibtain.com

مسئلہ۶۔ چونکہ مدت نفاس میں شدید اختلاف ہے اگر چہ مشہور یہ ہے کہ اکثر مدت دس دن ہے مگر بہت سی حدیثوں اور بعض بڑے فقہا کے فتاوی سے مدت اٹھارہ دن ظاہر ہوتی ہے اس لئے احوط یہ ہے کہ جو صاحب عادت عددیہ نہیں ہے وہ دس دن کے بعد اٹھارہ دن تک استحاضہ کے وظائف پر عمل کرے اور نفاس کے محرمات سے اجتناب بھی کرے واللہ العالم۔

استحاضہ

وہ خون جو شرعاً حیض یا نفاس قرار دیا جاسکے اور پھوڑے پھنسی کا بھی نہ ہو اور نہ ہی بکارت کے زائل ہونے کی وجہ سے ہو تو اسے استحاضہ کہتے ہیں اس دوران عورت پر مخصوص اعمال کے بجالانے کے بعد عبادات واجبہ کا بجالانا ضروری ہوتا ہے اور عورت پاک متصور ہوتی ہے۔

استحاضہ کی مدت۔ اسکی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے اور نہ ہی سن و سال کی اس میں کوئی قید ہے۔

استحاضہ کے اقسام۔ استحاضہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ قلیلہ۔ ۲۔ متوسطہ۔ ۳۔ کثیرہ۔ استحاضہ قلیلہ۔
تشخیص۔ کچھ دیر تک عورت اپنی اندام نہانی میں روئی رکھے تو اگر اس کے محض اطراف آلودہ ہوں اور اندر تک خون سرایت نہ کرے تو اسے استحاضہ قلیلہ کہتے ہیں۔

احکام۔

مسئلہ۔ ۱۔ ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو کرے اور جو کپاس اندام نہانی میں رکھی ہوئی ہے اسے تبدیل کرے یا اسے پاک کر کے دوبارہ رکھے

مسئلہ ۲۔ اگرچہ واجبی نماز کے لیے کیے گئے وضو سے اس کے نوافل بھی پڑھے جاسکتے ہیں مگر احوط یہ ہے کہ ہر دو نافلہ کے لئے الگ وضو کیا جائے۔

استحاضہ متوسط۔

روئی تر بتر ہو جائے لیکن خون اس سے باہر نہ نکلے اسے متوسطہ کہا جاتا ہے۔

احکام۔ روئی تبدیل کرے یا پاک کرے اور صبح کی نماز کے علاوہ ہر نماز کے لیے وضو کرے اور صبح کی نماز کیلئے غسل بھی کرے۔

﴿استحاضہ کثیرہ﴾

تشخیص؟۔ روئی جو شرمگاہ میں بغرض تشخیص رکھی ہو تر بتر ہو جائے اور خون اس سے باہر بھی بہہ نکلے

احکام۔ کپاس تبدیل کرے یا اسے پاک کرے اور اس کے علاوہ اوپر والا کپڑا بھی تبدیل کرے یا اسے پاک کرے اور صبح کی نماز کے علاوہ نماز ظہرین کے لیے ایک اور مغربین کے لیے بھی غسل کرے اور جمع بین الصلوتین کرے۔

وضاحت۔ کسی بھی واجب غسل کے بعد یا پہلے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بعض روایات میں اغسال واجبہ کے ساتھ وضو کرنے کی ممانت وارد ہوئی ہے لہذا یہاں یہ کہنا کہ بنا بر احتیاط وضو کیا جائے بھی محل اشکا

sibtain.com

ہے۔البتہ اگر کسی کا دل چاہتا ہے کہ خواہ مخواہ کی احتیاط پر عمل کرے تو احتیاط اس میں ہے کہ پہلے وضو توڑنے والا کوئی کام کرے پھر وضو کرے۔

﴿غسل استحاضہ کی غایات﴾

غسل استحاضہ قلیلہ کی غایات تو وضو والی ہیں البتہ استحاضہ متوسط کی جب کہ دن کی پہلی نماز کے لیے غسل نہ کیا ہو بنابر احتیاط لازم جنابت وحیض والی ہیں اور اسی طرح کثیرہ کے افعال اگر بجالائے نہ جائیں تو اسکی غایات و محرمات بھی حائض والی ہیں۔

﴿استحاضہ کے متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔احتیاط اس میں ہے کہ عورت غسل استحاضہ کے فوراً بعد نماز پڑھے علی الاحوط استحاضہ والی عورت نماز سے پہلے غسل کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو وقت داخل ہونے کے بعد اس کا اعادہ کرے۔

sibtain.com

مسئلہ ۳۔اقوی یہ ہے کہ استحاضہ کثیرہ والی عورت کے روزہ کی صحت کا انحصار دن والے غسلوں (صبح اور ظہرین) پر ہے البتہ احوط یہ ہے کہ جس رات کی صبح کو روزہ رکھنا ہو اس وقت کا غسل کیا جائے۔

مسئلہ ۴۔نماز آیات پڑھنے کے لے بھی اعمال استحاضہ پر عمل کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۵۔جب استحاضہ بند ہو جائے تو اگر کثیرہ یا متوسطہ تھا تو غسل کرنا ہوگا اور قلیلہ والی کو صرف وضو کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۶۔اگر متوسط اور کثیرہ والی عورت کو غسل استحاضہ کے بعد خون نہ آئے تو اس کے لیے جدید غسل کرنا واجب نہ ہوگا وہی غسل کافی ہوگا۔

مسئلہ ۷۔استحاضہ قلیلہ۔متوسط اور کثیرہ والی عورت کے جو وظائف ہیں اگر وہ ان کے مطابق عمل نہ کرے تو نہ اس کی نماز صحیح ہے اور روزہ اور نہ ہی حرام امور میں سے کوئی حرا میں سے کوئی امر اس کے لیے حلال ہوگا۔

غسل مس میت

اس غسل کے اسباب؟ انسان کی میت کو اس کے ٹھنڈا ہو جانے کے بعد اور تیسرے غسل کی تکمیل سے پہلے چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ عمداً ہو یا سہواً میت مسلمان کی ہو یا کافر کی البتہ کافر کی میت غسل کے بعد بھی پاک نہیں ہو سکتی۔

غسل مس میت کے غایات؟۔ اس کی غایات وہی ہیں جو وضو کی ہیں جبکہ اس میں سجدہ واجبہ والی آیت کا پڑھنا اور مسجد میں ٹھہرنا وغیرہ امور حرام نہیں ہوتے جو کہ جنابت اور حیض میں حرام ہوتے ہیں البتہ وہ امور جو وضو کے بغیر جائز نہیں ہوتے وہ اس پر حرام ہوں گے جیسے حروف قرآن کو مس کرنا وغیرہ۔

غسل مس میت کی کیفیت؟ اس کی کیفیت وہی ہے جو غسل جنابت کی ہے اور یہ ترتیبی اور ارتماسی کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔

sibtain.com

متفرق احکام۔ ۱۔ چار ماہ کا بچہ جس میں روح ہوتی ہے۔ اگر سقط ہو جائے تو اسے چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا۔ ۲۔ اگر مجبوراً میت کو تیمم کروا دیا گیا ہو تو احتیاط واجب اس میں ہے کہ اسے چھونے سے غسل کیا جائے۔ ۳۔ زندہ یا مردہ شخص کے جسم کا وہ ٹکڑا جو ہڈی پر مشتمل ہو اسے چھونے سے یہ غسل مس میت واجب ہو ہوگا۔ اور اگر اس میں ہڈی نہ ہو تو پھر یہ غسل واجب نہ ہوگا۔ ۴۔ محض ہڈی کو جو جدا ہو گئی ہو چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کر لیا جائے ۵۔ علی الاظہر شہید کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوتا۔

غسل میت

ہر وہ شخص جو بظاہر اصول اسلام کا اقرار کرتا ہے یعنی مسلمان ہے اور ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے محکوم بالکفر نہیں ہے اس کو غسل دینا واجب ہے۔

غسل میت اور میت کے دیگر احکام بنا بر مشہور واجب کفائی ہیں مگر آثار معصومینؑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس

کے اولین مخاطب میت کے ولی ووارث ہیں۔ اور ولایت شرعیہ کا اعتبار و معیار مسائل وراثت کے مطابق ہے

﴿وضاحت﴾

جو شخص مسلمان کے نطفہ سے پیدا ہوا سے مسلمان ہی سمجھا جائے گا خواہ وہ بچہ ہو یا دیوانہ بلکہ اگر چار ماہ یا اس سے زائد کا حمل بھی ساقط ہو جائے تو اس کا غسل و کفن اور دفن بھی واجب ہے۔

غسل دینے والے کے شرائط۔ ا۔ غسل دینے والے کا مسلمان ہونا لازمی ہے بلکہ بنا بر مشہور اسے صحیح العقیدہ اثناء عشری ہونا چاہیے بشرطیکہ میت صحیح العقیدہ کی ہو۔ واضح رہے کہ غسال میت کو الٹنے پلٹنے والا ہوتا ہے احتیاط یہ ہے کہ اگر پانی ڈالنے والا الگ ہو تو وہ بھی نیت کرے اور شرائط پوری کرے۔

۲۔ عقل۔ غسال کا عاقل ہونا ضروری ہے۔

sibtain.com

۳۔ مماثلت جنس۔ غسل میں غاسل ومغسول کے درمیان مماثلت واجب ہے لہذا اگر میت مرد کی ہے تو عورت اسے غسل نہیں دے سکتی وکذا بالعکس۔ لیکن چند صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ا۔ میاں بیوی میں سے اگر کوئی مر جائے تو میاں و بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ ۲۔ اگر میاں بیوی نہ ہوں اور مماثل نہ ملے تو پھر محرم کپڑوں کے اوپر سے غسل دے سکتے ہیں خواہ محرم نسبی ہوں یا رضائی ہوں سببی۔ ۳۔ تین سال سے کم عمر بچے یا بچی کی میت کو جنس مخالف غسل دے سکتی ہے۔

جسے غسل دیا جاتا ہے اس کی شرط؟۔ ہر وہ شخص جو محکوم بہ اسلام ہے اسے غسل دینا واجب ہے چھوٹا ہو یا بڑا دیوانہ ہو یا فرزانہ بلکہ چار ماہ یا اس سے زائد کا حمل بھی ساقط ہو جائے تو اس کا غسل بھی واجب ہے۔

شہید کے مسائل۔ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امامؑ کے حکم سے کیے گئے جہاد میں معرکہ جنگ کے اندر شہید ہوا ہو یا مرکز اسلام کی حفاظت کی خاطر کیے گئے دفاعی جہاد میں شہید ہوا ہو۔ اور مسلمان جب اسے پائیں تو وہ دم توڑ چکا ہو۔ لیکن اگر ابھی اس میں کچھ رمق حیات باقی تھے۔ تو بھی اس پر شہید والے احکام مرتب ہوں گے۔ یعنی اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ اور نہ کفن بلکہ اسے اس کے خون آلودہ

لباس میں دفن کر دیا جائیگا۔ البتہ اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائیگی ہاں اگر اس کے جسم پر چمڑے کی کوئی چیز ہو جیسے ٹوپی یا نعلین وغیرہ تو اسے اتار لیا جائے گا لیکن اگر ان میں خون لگا ہوا ہو تو پھر اسے نہ اتارا جائے گا ہاں البتہ شہید کو تب کفن دیا جائے گا جب اس کا لباس اتار لیا گیا ہو۔

مسئلہ ا۔ اگر کسی شخص کا کوئی ٹکڑا ملے تو مشہور یہ ہے کہ اگر اس میں سینہ ہو تو اس پر پورے جسم والے احکام از قسم غسل و کفن اور نماز جنازہ اور دفن عائد ہوں گے۔

مسئلہ ۲۔ اگر کسی شخص کو درندے کھا جائیں اور اس کا فقط ڈھانچہ ملے تو اس پر میت والے مکمل احکام عائد ہوں گے۔

جو احرام میں فوت ہو؟

محرم اگر مر جائے تو اسے کافور والے پانی کی بجائے سادے پانی سے غسل دیا جائے گا اور اسے حنوط بھی نہیں کیا جائے گا لیکن عدہ وفات گذارنے والی عورت اور اعتکاف والا شخص اگر مر جائیں تو ان پر یہ حکم عائد نہیں ہوگا اگر چہ ان پر بھی خوشبو حرام ہے۔

sibtain.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

مقدمات غسل میت

بنا بر مشہور اس پانی کی وہی شرائط ہیں جو غسل جنابت میں ذکر ہوئیں۔ اور بنا بر مشہور بیری اور کافور کا مباح ہونا ضروری ہے جیسا کہ جگہ اور پانی کا مباح ہونا لازم ہے۔ اس کے علاوہ جامع الشرائط غسال ہونا ضروری ہے۔ جو بنا بر مشہور میت کے جسم سے پہلے تمام ظاہری نجاستوں کا ازالہ کرے گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ بدن سے وہ چیزیں جو پانی پہنچنے میں مانع ہیں دور کر لی جائیں اور میت کو تختے پر اس طرح لٹایا جائے کہ تلوے قبلہ رخ ہوں اور میت کو غسل دینے سے پہلے اس کی شرمگاہ کو چھونا یا دیکھنا حرام ہے سوائے میاں بیوی کے یا چھوٹے بچے کے جبکہ نیت پاکیزہ ہو۔ پہلے بیری کے پتوں والے پانی سے پھر کافور والے پانی سے اور پھر خالص پانی سے غسل دینا یہ ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری ہے اگر بیری یا کافور نہ مل سکے تو اظہر یہ

ہے کہ ان کا وجوب ساقط ہو جائے گا اور فقط ایک غسل دیا جائے گا اگرچہ احوط یہ ہے کہ ان کے بدلے مزید دو غسل سادے پانی سے بھی دیے جائیں۔ واللہ العالم۔

﴿پانی کی تیاری﴾

تین قسم کا پانی مہیا ہونا چاہیے۔ بیری کے پتوں والا کافور والا۔ اور سادہ بیری اور کافور اتنے نہیں ہونے چاہیں کہ پانی مضاف بن جائے اور اتنے کم بھی نہ ہوں کہ پانی بیری یا کافور والا نہ کہلا سکے۔

﴿غسل کا طریقہ وکیفیت﴾

۱۔ آب سدر سے۔ یعنی بیری والے پانی سے پہلے سر و گردن دھوئیں اور اسکے بعد دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ سر و گردن دھوتے ہوئے قدرے نچلا بدن دھونا اور دایاں حصہ دھوتے ہوئے قدرے بایاں حصہ دھونا اور اسی طرح بایاں دھوتے ہوئے قدرے دایاں دھونا احوط ہے نیز ناف اور آگے پیچھے کی شرمگاہوں کو دونوں مرتبہ دھونا چاہیے اور پہلے دو غسل کی تکمیل کے بعد غسال کو ہاتھ اور دستانے دھونے چاہیں۔

sibtain.com

۲۔ آب کافور سے۔ بیری کے پانی کے بعد آب کافور سے غسل دینا واجب ہے اسی طریقہ اور شرط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہے۔

۳۔ آب خالص سے۔ اس طریقہ سے جو بیری کے پانی کے سلسلہ میں بیان ہوا آب خالص سے غسل دینا لازم ہے اس کی تکمیل کے بعد میت پاک ہو جائے گی اور غسال کے ہاتھ اور تختہ وغیرہ بھی پاک ہو جائیں گے۔

﴿غسل میت کے متفرق مسائل؟﴾

۱۔ غسال اگر ولی شرعی نہیں تو ولی سے اجازت لے۔

۲۔ اگر میت کی جنس مشکوک ہو تو اسے کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ لیکن لباس کے اوپر سے۔

۳۔ میت کو غسل دینے اور اس کے دیگر واجبات پر اجرت لینا حرام ہے۔

۴۔ اگر غسل دینے سے گوشت کے ادھڑنے کا خطرہ ہو تو مشہور یہ ہے کہ اسے تیمم کرائیں لیکن احوط یہ ہے

کہ غسل ہی دیا جائے اور اگر گوشت ادھڑے تو اسے کفن میں رکھ دیں۔

۵۔ اگر غسال جنب ہو تو پہلے وضو کرے پھر غسل دے۔

۶۔ اگر حاملہ عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اسے پیٹ چاک کر کے نکالنا واجب ہے اس کے بعد پیٹ کو سی دیا جائے۔

۷۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی مانع ہو تو پھر میت کو غسل کے عوض تیمم کرایا جائے گا۔

غسل میت کے مستحبات

میت کے غسل میں چند چیزیں مستحب ہیں۔ ۱۔ ہر غسل میں ہر حصہ بدن کا تین بار دھونا۔ ۲۔ جس عضو کو دھویا جائے پانی کی قطار قطع نہ ہو۔ ۳۔ غسل دیتے وقت ہاتھ پر کپڑا لپیٹنا۔ ۴۔ اعضائے غسل میں ترتیب کا مد نظر رکھنا۔ ۵۔ اس وقت منقولہ دعاؤں کا پڑھنا۔ ۶۔ لکڑی کے پھٹے پر غسل دینا۔ ۷۔ غسال کا ایک جانب کھڑا ہونا۔ ۸۔ غسل کے بعد بدن پر کپاس کا رکھنا وغیرہ۔

sibtain.com

میت کے دیگر احکام؟

وقت احتضار کا فریضہ۔ جان کنی کی حالت میں واجب ہے کہ میت کو اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے تلوے اس طرح قبلہ کی طرف ہوں کہ اگر وہ اٹھ کر بیٹھے تو اسکا منہ سیدھا قبلہ کی طرف ہو۔ اور غسل دیتے وقت بھی اس طرح تختہ پر لٹانا واجب ہے اور پھر دفن کرتے وقت داہنی کروٹ رو بقبلہ لٹانا واجب ہے۔

احتضار کے مستحبات

مرنے والے کو چند چیزوں کی تعلیم و تلقین دینا مستحب ہے۔ ۱۔ شہادتین کی۔ ۲۔ آئمہ اہلبیت کی نام بنام ولایت کی۔ ۳۔ کلمات فرج کی۔ ۴۔ کلمہ کی۔ ۵۔ اس کے پاس سورہ یاسین اور سورہ صافات پڑھی جائے۔ ۶۔ اسے توبہ و استغفار کرنے کی تاکید کی جائے۔

کفن کے احکام

کفن کی تین چادریں واجب ہیں ۔ا۔قمیص جو کاندھوں سے نصف پنڈلی تک ہو۔۲۔لنگی جو ناف سے گھٹنوں تک ہو۔۳۔بڑی چادر جو پوری میت کو لپیٹ لے کفن کپڑے کا پاک ہونا اور مباح ہونا ضروری ہے اوراحتیاط واجب یہ ہے کہ کفن چمڑے کا نہ ہو اسی طرح ریشم کا کفن بالاتفاق حرام ہے۔

کفن کے مستحبات

کفن کے سلسلے میں چند چیزیں مستحب ہیں۔

ا۔زندگی میں کفن تیار کرنا۔۲۔عمدہ کپڑے کا ہونا۔۳۔اس احرام کے کپڑے کا ہو جس میں عمرہ یا حج کا احرام باندھا ہو۔۴۔کپاس کا سفید کفن ہونا۔۵۔مرد کے لیے عمامہ اور عورت کے لئے اوڑھنی کا ہونا۔۶۔یمنی چادر۔۷۔مرد وعورت ہر دو کے لیے ران پیچ کا ہونا۔۸۔جریدتین کا رکھنا وغیرہ۔

sibtain.com

حنوط کے احکام

میت کے سات اعضاء پر کافور لگانا واجب ہے۔جنہیں اعضاء سجدہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ا۔پیشانی۔۲۔دونوں ہتھیلیاں۔۳۔دونوں گھٹنے۔۴۔اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے۔احتیاط یہ ہے کہ حنوط کی ابتداء پیشانی سے کی جائے کافور کا مباح اور پاک ہونا ضروری ہے۔نیز اتنا پرانا نہ ہو کہ اس کی خوشبو زائل ہو چکی ہو۔

حنوط میں چند چیزیں مستحب ہیں۔ا۔کافور میں تھوڑی سی خاک شفاء مخلوط کرلی جائے۔۲۔کافور پیس کر کفن پر چھڑکا جائے وغیرہ۔

کفن کے مکروہات

کفن کے سلسلہ میں چند چیزیں مکروہ ہیں۔ا۔سیاہ رنگ کے کپڑے کا کفن دینا۔۲۔پٹ سن کے کپڑے کا کفن دینا۔۳۔کافور کے علاوہ کوئی اور خوشبو لگانا۔۴۔میت کی قمیص میں آستین لگانا وغیرہ۔

نماز میت

ہر مسلمان کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے حتی کہ چھ سالہ بچے کی میت پر بنا بر مشہور نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے اور اس سے کم عمر کے بچے پر بعض فقہاء کہتے ہیں کہ بقصد رجاء مطلوبیت پڑھی جا سکتی ہے نماز جنازہ بھی ولی پڑھائے یا ولی کی اجازت سے کوئی اور پڑھائے ہاں البتہ اگر نبی یا امام موجود ہوں تو وہ یقیناً سب پر مقدم ہیں۔

نماز میت کی کیفیت

میت کو بجانب قبلہ اس طرح چت لٹایا جائے کہ اس کا دایاں حصہ پیش نماز کی دائیں جانب اور بایاں حصہ پیش نماز کی بائیں طرف اور میت کے قریب پیش نماز کھڑا ہو کر نماز میت کی نیت سے پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھے۔ اور اس میں مندرجہ ذیل اذکار پڑھے تو کافی ہے۔

sibtain.com

پہلی تکبیر کے بعد۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔

دوسری تکبیر کے بعد۔ اللھم صلی علی محمد وآل محمد۔

تیسری تکبیر کے بعد۔ اللھم اغفر للمومنین والمومنات۔

چوتھی تکبیر کے بعد۔ اللھم اغفر لھذا المیت۔

بعد ازاں پانچویں تکبیر کہہ کر جنازہ ختم کرے۔

مسئلہ۔ نابالغ بچے کے لیے یہ دعا پڑھے (آخری تکبیر سے پہلے)

اللھم اجعلہ لابویہ ولنا سلفا وفرطا واجرا۔

نماز جنازہ کے واجبات۔ ۱۔ نیت۔ ۲۔ قبلہ رخ ہونا۔ ۳۔ بصورت امکان حالت قیام میں پڑھنا۔ ۴۔ ستر عورتیں کرنا۔ ۵۔ میت کا سامنے مذکورہ بالا طریقہ پر لٹانا۔ ۶۔ نماز جنازہ کا غسل وکفن کے بعد پڑھنا۔

س۔ خنثی مشکل کے لئے آخری تکبیر سے پہلے کس طرح دعا پڑھی جائے؟

ج۔ اگر اسے میت تصور کیا جائے تو مذکر کے صیغے پڑھے جائیں اور اگر اسے جنازہ تصور کیا جائے تو پھر تانیث کے صیغے استعمال کئے جائیں کیونکہ لفظ میت مذکر ہے جو مرد و عورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور لفظ جنازہ مونث جس کا دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔

﴿دفن کے احکام﴾

میت کو اس طرح دفن کرنا کہ اس کو درندے گزند نہ پہنچائیں اور اس کی بد بو لوگوں تک نہ پہنچنے پائے واجب ہے اور بنابر مشہور میت کو قبر میں داہنی کروٹ لٹانا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۔ اگر قبر کھودنا ناممکن ہو تو میت زمین پر رکھ کر اوپر مکان نما قبر تعمیر کر دی جائے بشرطیکہ اس جگہ لے جانا بھی ممکن نہ ہو جہاں قبر بنائی جاسکتی ہو۔

مسئلہ ۲۔ اگر کوئی شخص سمندر میں بحری جہاز میں مرجائے اور اس کے دفن کو خشکی تک موخر کرنا ممکن نہ ہو تو اسے غسل و کفن و نماز کے بعد بڑے مٹکے میں ڈال کر یا پاؤں سے وزن باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔

sibtain.com

مسئلہ ۳۔ قبر چوکور اور ہموار بنائی جائے اور سطح زمین سے صرف چار انگشت یا زیادہ سے زیادہ ایک بالشت بلند ہو۔

مسئلہ ۴۔ میت کو قبر میں لٹانے کے بعد اسے تلقین پڑھائی جائے جو کہ قوانین الشریعہ اور دیگر مفصل فقہی کتابوں میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۵۔ تشیع جنازہ سنت موکدہ ہے اور دفن سے پہلے میت کو دو بار وقفہ دینا مستحب ہے۔

﴿مستحب غسلوں کا بیان﴾

اسلام کی شریعت مطہرہ نے جہاں بعض غسل واجب قرار دیئے ہیں تو وہاں بعض جگہ غسل کرنا مستحب قرار دیا ہے جنکی تفصیل تو قوانین الشریعہ اور دیگر کتب مفصلہ میں دیکھی جاسکتی ہے یہاں ان کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ غسل جمعہ۔ بعض فقہاء نے اسے واجب قرار دیا ہے اور ہمارے نزدیک احتیاط وجوبی یہ ہے کہ اسے ترک

نہ کیا جائے اور اس کا وقت طلوع صبح سے زوال تک ہے۔

۲۔ عید الفطر کی رات اور دن کا غسل۔

۳۔ نیمہ شعبان کی شب کا غسل۔

۴۔ ماہ رمضان کی مخصوص تاریخوں خصوصاً انیسوں اکیسویں اور تیئسویں شب کا غسل۔

۵۔ ذی الحجہ کی آٹھ۔ نو۔ دس۔ اٹھارہ اور چوبیس کا غسل۔

۶۔ دخول حرم، دخول مکہ، دخول مسجد الحرام، دخول مدینہ اور دخول روضہ اطہر یعنی مسجد نبوی میں داخل ہونے کا غسل۔

۷۔ احرام سے قبل غسل

۸۔ توبہ کا غسل۔

۹۔ چھپکلی کو مارنے کا غسل۔

sibtain.com

۱۰۔ نومولود کا غسل۔

۱۱۔ وہ جس نے قصداً پورے سورج گرہن کی نماز نہ پڑھی ہو اس کی قضاء کے لیے غسل وغیرہ۔

﴿ تیمم ﴾

تعریف۔ پانی کی عدم دستیابی یا پانی کے استعمال سے ضرر وزیاں پہنچنے کی وجہ سے غسل یا وضو کی بجائے خاک مطلق یا زمین پر مخصوص شرائط کے ساتھ ہاتھ مار کر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر ہاتھ پھیرنا تیمم کہلاتا ہے۔

غایات۔ تیمم چونکہ وضو یا غسل کے بدلے ہے اس لئے اس کی غایات بھی وہی ہیں۔ جو وضو یا غسل کی ہیں۔

تیمم کی موارد۔ مندرجہ ذیل جگہوں پر غسل یا وضو کی بجائے تیمم ہو سکتا ہے۔

پہلی صورت پانی نہ ملنا۔ اگر پانی موجود نہ ہو تو اس کا تلاش کرنا واجب ہے اور اگر معلوم ہے کہ آخر وقت تک

نہ ملے گا یا تلاش کرنے پر بھی نہ ملے گا تو تیمم سے اول وقت میں نماز پڑھی جائے گی البتہ اگر امید ہو کہ آخر وقت میں پانی مل جائے گا تو نماز کا موخر کرنا واجب ہوگا ہاں البتہ اگر پانی کی تلاش کی راہ میں کوئی خطرہ حائل ہو تو تلاش کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔

دوسری صورت پانی تک رسائی نہ ہونا۔

اس صورت میں اگر پانی موجود تو ہو لیکن ڈول یا رسی یا ان کی قیمت نہ ہونے یا سخت سردی یا گرمی کی وجہ سے اس تک رسائی ممکن نہ ہو سکے تو تیمم کیا جائے گا۔

تیسری صورت پانی کے استعمال میں ضرر۔

پانی ہے تو سہی لیکن اس کے استعمال سے ضرر کا خطرہ ہے۔ یا غسل اور وضو میں اس کے استعمال کرنے سے پیاس کا خوف ہے مگر ضرر کا معیار عرفی ہے خواہ ذاتی تجربہ ہو یا ڈاکٹر یا حکیم یا قابل اعتماد آدمی کے قول سے محض ضرر کا وہم کافی نہیں ہے۔

sibtain.com

اگر نماز کا وقت تنگ ہو اور خطرہ ہو کہ غسل یا وضو کرنے سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے باہر ہو جائے گا تو اس صورت میں تیمم لازم ہوگا البتہ کوئی شخص جان بوجھ کر وقت اتنا تنگ کر دے تو پھر تیمم سے اس کی نماز تو صحیح ہوگی البتہ احتیاط مستحب اس میں ہے کہ بعد میں اس کی قضا کرے۔ نیز اس طرح وہ گنہگار بھی ہوگا۔

وضاحت۔ اگر حائضہ تنگ وقت میں پاک ہو اور غسل کا وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم سے نماز پڑھے اسی طرح اگر کوئی شخص جاگے اور احتلام وغیرہ کی وجہ سے جب ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم سے نماز پڑھے الغرض اگر کوئی شخص کسی بھی طرح وضو و غسل نہ کرنے پر مجبور ہو تو خواہ مرض کے سبب سے خواہ ضرر کے خطرہ کی وجہ سے اور خواہ مرض کے پیدا ہونے کے خطرہ سے تو وہ تیمم کرے گا اور نماز پڑھے گا۔

وہ چیزیں جن پر تیمم جائز ہے؟ تیمم مٹی ریت پتھر اور مطلق زمین پر صحیح ہے پکے ہوئے چونے پر بھی علی الاظہر صحیح ہے البتہ احوط یہ ہے کہ اس پر تیمم اور سجدہ کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور یہی حکم ٹھیکری کا

ہے اسی طرح علی الاقوی کیچڑ پر تیمم جائز ہے نیز سیم وتھور والی زمین پر بلا کراہت تیمم جائز ہے۔
مسئلہ اگر کوئی انسان وضو وغسل کے لئے پانی اور تیمم کے لئے مٹی وغیرہ نہ رکھتا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے نماز کا وجوب ساقط ہے البتہ احوط یہ ہے کہ وقت کے اندر طہارت کے بغیر نماز پڑھے اور جب پانی یا مٹی دستیاب ہو جائے تو وقت کے اندر اعادہ اور وقت کے بعد قضا کرے۔ واللہ العالم۔

تیمّم کے مقدمات

تیمم سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ تیمم کی شے پاک ہو۔

۲۔ بنابر مشہور مباح ہو

۳۔ اعضائے تیمم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ بنابریں انگوٹھی وغیرہ کا اتار لینا واجب ہے۔

sibtain.com

تیمّم کے واجبات اور اس کا طریقہ

تیمم کے لئے مندرجہ ذیل چیزیں واجب ہیں:

ا۔ نیت۔ نیت کا مطلب ہے کہ افعال تیمم اللہ کے حکم کی تعمیل کے ارادے سے بجالائے اس میں وضو یا غسل کے بدلے کی تخصیص لازمی نہیں ہے بلکہ ما فی الذمہ کا قصد کافی ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ غسل یا وضو جس کے بدلے تیمم ہے۔ اس کا قصد بھی کرے۔

۲۔ تیمم کی چیز پر ہاتھ مارنا۔ دونوں ہاتھ اکٹھے مٹی وغیرہ پر مارے جائیں۔

۳۔ پیشانی اور پشت دست کا مسح۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ پیشانی پر بال اگنے کی جگہ سے نیچے کی طرف ناک کے بالا حصے تک کھینچے جائیں اس طرح کہ پیشانی عرفاً ساکن رہے بعد ازاں بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کی پشت کا کلائی سے انگلی کے سروں تک مسح کرے۔ اس طرح کہ دایاں ہاتھ عرفاً ساکن رہے پھر اسی طرح دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت کا مسح کیا جائے۔

مسائل واحکام

مسئلہ ۱۔ پیشانی کا مسح کافی ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ کنپٹیوں اور آبروؤں کو شامل کیا جائے۔

مسئلہ ۲۔ دونوں ہاتھوں کا عرفاً اکٹھا مارنا لازمی ہے۔

مسئلہ ۳۔ تیمم میں ایک دفعہ ہاتھ مٹی پر مارنے کافی ہیں۔ البتہ احوط یہ ہے کہ دو بار مارے جائیں ایک بار ہاتھ مار کے پیشانی اور ہاتھوں کا مسح کرے اور دوسری بار ہاتھ مار کر صرف ہاتھوں کی پشت کا مسح کرے۔

مسئلہ ۴۔ تیمم کی شے ایسی ہو کہ بنابر احتیاط ہتھیلیوں پر کچھ خاک لگ جائے جو مسح کرتے وقت تک رہے۔

مسئلہ ۵۔ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے تیمم کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۔ اگر تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد پانی مل جائے تو اگر ہنوز نماز نہ پڑھی ہو تو وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر پڑھ چکا ہو تو وہ صحیح ہے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اگر رکوع میں جانے سے پہلے پانی مل جائے تو نماز توڑ دے اور وضو کر کے پڑھے۔

sibtain.com

مسئلہ ۷۔ وضو کے بدلے کیا گیا تیمم مبطلات وضو اور غسل کے بدلے کیا گیا تیمم مبطلات غسل سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے علاوہ عذر ختم ہونے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۸۔ اگر کوئی شخص مسجد الحرام یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں سوئے اور جنب ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اٹھتے ہی فوراً وہیں تیمم کرے پھر وہاں سے نکل جائے۔

معذور کا تیمّم

وہ شخص جس کا ایک ہاتھ ہو تو وہ پیشانی کا مسح تو اسی ہاتھ سے کرے گا۔ اور ہاتھ کو تیمم کی شے پر اوپر سے نیچے یعنی کلائی سے انگلیوں کے سرے کی جانب کھینچے گا اور جس کے دونوں ہاتھ نہ ہوں تو وہ فقط پیشانی کو من الاعلیٰ الی الاسفل کی رعائت کرتے ہوئے تیمم کی چیز پر مل لے گا۔ واللہ العالم۔ (الحمد للہ کہ کتاب الطہارت کا خلاصہ تمام ہوا)

﴿ کتاب الصلوٰۃ ﴾

فروع دین میں سب سے زیادہ اہم فرع یہی نماز ہے جتنی تاکید اس کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہے کسی اور واجب عبادت کے بارے میں نہیں ہوئی قصہ مختصر یہ کہ وہ موکد ترین فریضہ ہے جو کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے ایک روایت کے مطابق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے آخری الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جو نماز کو خفیف سمجھے گا اسے ہماری شفاعت نصیب نہیں ہوگی الغرض نماز کی قبولیت پر دوسرے تمام اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے یہاں کتاب مستطاب قوانین الشریعہ کے باب الصلوٰۃ کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

واجب نمازیں۔ بنابر تحقیق شریعت مقدسہ ومطہرہ میں دراصل مندرجہ ذیل نمازیں واجب ہیں جو پانچ ہیں۔

sibtain.com

ا۔**نماز پنجگانہ۔** روزانہ فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنا ہر مکلف مرد وعورت وغیرہ پر واجب ہے اسی میں نماز جمعہ بھی داخل ہے جو جمعہ کے دن مخصوص شرائط کے ساتھ ظہر کی جگہ پڑھی جاتی ہے۔

۲۔**نماز طواف۔** ہر واجب طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہوتی ہے۔

۳۔**نماز آیات۔** جو آیات الٰہیہ وقوع پذیر ہونے جیسے سورج اور چاند گرہن سخت اور آندھی اور زلزلہ وغیرہ کے بعد نماز پڑھی جاتی ہے۔

۴۔**نماز عیدین۔** عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز۔

۵۔**نماز میت۔** یہ ایسی نماز ہے جس میں رکوع وسجود اور رکعتیں اور سلام نہیں ہے یہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ہر اس مسلمان پر جو کم از کم چھ سال کا ہو یا اس سے بڑا ہو پڑھنی واجب ہے دراصل یہ نماز چند اذکار وادعیہ کی ادائیگی کا نام ہے اور اسے مجازاً نماز کا نام دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں طہارت شرط نہیں ہے۔ اور کبھی کبھی عارضی طور پر نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے بھی نماز واجب ہو جاتی ہے۔

۶۔**نماز نذر عہد اور قسم۔** منت ماننے پر یا قسم کھانے پر یا یہ عہد کرنے پر کہ اتنی نماز پڑھوں گا نذر وعہد اور قسم کو

پورا کرنے کی خاطر اتنی نماز پڑھنا واجب ہوتی ہے۔

۷۔ نماز قضا۔ اگر کسی وجہ سے خدانخواستہ نماز اپنے وقت پر نہ پڑھی جا سکے تو اسکی قضا بعد از وقت واجب ہوتی ہے اس میں فوت شدہ بعض مخصوص اقرباء کی نماز بھی داخل ہے جو ان کے اولیاء پر واجب ہوتی ہے۔

مقدمات نماز

ایسی باتیں جن کا نماز سے قبل مہیا کرنا یا معلوم کرنا ضروری ہے وہ مقدمات نماز کہلاتی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ طہارت۔ ۲۔ وضو غسل ۳۔ تیمم ان بر سہ ۳ کا بیان ہو چکا۔ وقت۔ ۴۔ قبلہ۔ ۵۔ لباس۔ ۶۔ مکان مکان یعنی نمازی کی جائے نماز ذیل ان چیزوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

وقت کے احکام

sibtain.com

ہر نماز کا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے۔ اگر اس وقت کے اندر نماز نہ پڑھی جائے تو پھر اس کی قضا لازم ہوتی ہے البتہ مخصوص اوقات واجب نمازوں میں سے صرف نماز پنجگانہ، جمعہ و عیدین کے لیے ہیں دیگر مثلاً نذر۔ طواف اور آیات وغیرہ کے لئے ان کے حسب حال وقت شروع ہوتا ہے۔ اور تا عمر واجب الادا رہتی ہیں۔ نمازوں کے اوقات کی بقدر ضرورت تفصیل حسب ذیل ہے۔

نماز فجر کا وقت

صبح صادق یعنی پو پھوٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور قرص آفتاب کے طلوع ہونے پر ختم ہو جائے البتہ جب تک یقین نہ ہو کہ فجر ہو گئی ہے نماز صبح نہیں پڑھی جا سکتی مشرقی سرخی کے ظاہر ہونے تک فضیلت کا وقت ہے اور سرخی کے ظہور کے بعد فضیلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

نماز ظہر کا وقت

ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور بنا بر مشہور ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے تک باقی رہتا ہے مگر بنا بر اظہر انسان کا سایہ ایک ہاتھ یا دو قدم ہونے تک فضیلت کا وقت رہتا ہے اس کے بعد وقت

اجزائی شروع رہتا ہے جو آفتاب کے غروب میں صرف چار رکعت کا وقت باقی رہنے تک رہتا ہے اور وہ شخص جو صاحب عذر نہیں ہے اسے وقت فضیلت سے نماز موخر نہیں کرنی چاہیے۔

﴿نماز عصر کا وقت﴾

بنابر مشہور نماز عصر کی فضیلت کا وقت ہر شے کا سایہ برابر ہونے سے لے کر دو برابر ہونے تک باقی رہتا ہے مگر بنابر اظہر سایہ دو قدم ہونے سے لے کر چار قدم ہونے تک باقی رہتا ہے اسکے بعد اس سے پہلے نماز عصر پڑھی جائے تو یہ عصر کا اجزائی اور عذری وقت ہے یعنی اس میں نماز تو ہو جاتی ہے لیکن ثواب کم ملتا اور عصر کا یہ اجزائی وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے صاحب اختیار کو وقت فضیلت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

﴿نماز مغرب کا وقت﴾

sibtain.com

غروب آفتاب کے بعد مشرقی سرخی زائل ہونے پر مغرب کا وقت فضیلت شروع ہو جاتا ہے جو مغربی سرخی کے زائل ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد اجزائی وقت ہے جو نصف شب میں چار رکعت کا وقت رہ جانے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن فضیلت کا وقت کسی عذر کے بغیر ترک نہیں کرنا چاہیے۔

﴿نماز عشاء کا وقت﴾

نماز مغرب کا وقت فضیلت ختم ہونے کے بعد نماز عشاء کا وقت فضیلت شروع ہو جاتا ہے جو رات کے چوتھے بلکہ تیسرے حصہ تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد وقت اجزائی وعذری شروع ہو جاتا ہے جو نصف شب تک باقی رہتا ہے۔ صاحب اختیار کو وقت فضیلت ہرگز ترک نہیں کرنا چاہیے البتہ بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بھول جانے والے کے لیے اور صاحب عذر کے لے طلوع فجر سے قبل مغرب وعشاء قربت مطلقہ کی نیت سے پڑھ لینا کافی ہے۔ واللہ العالم۔

﴿نماز جمعہ کا وقت﴾

اس نماز کا وقت بہت تنگ ہے جو بنابر تحقیق زوال سے شروع ہو کر آدمی کا سایہ ایک ہاتھ یا دو قدم ہونے

تک باقی رہتا ہے۔ اگرچہ مشہور یہ ہے کہ کسی چیز کا سایہ برابر ہونے تک کافی ہے۔ واللہ العالم۔

لہذا اس حد کے اندر اندر جمعہ پڑھا جائے اگر یہ وقت نکل جائے تو نماز جمعہ کی بجائے نماز ظہر پڑھی جائے گی۔

﴿نوافل یومیہ کا وقت﴾

بنا بر مشہور نماز ہائے پنجگانہ کا جو وقت فضیلت ہے وہی ان نمازوں کے نوافل کا وقت ہے البتہ نماز صبح اورظہرین کے نوافل نماز فریضہ سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور مغربین کے نوافل فریضہ کے بعد واضح رہے کہ مغرب وعشاء کے نوافل وقت فضیلت کے بعد قربت مطلقہ کی نیت سے اس وقت تک پڑھے جا سکتے ہیں جب تک نماز فریضہ پڑھ جا سکتی ہے۔

نماز تہجد کا وقت۔ اس نماز کا وقت نصف شب کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق نمودار ہونے تک باقی رہتا ہے۔

sibtain.com

نوٹ۔ باقی واجبی اور غیر واجبی نمازوں کے اوقات کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کریں۔

﴿وقت نماز کے متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ اگر نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد طہارت کر کے نماز پڑھنا ممکن تھی لیکن سہل انگیزی سے نہ پڑھی گئی اور بعد ازاں کوئی شرعی عذر از قسم حیض ونفاس وغیرہ لاحق ہو گیا تو اسکی قضا لازم ہوگی اسی طرح اگر یہ عذر آخر وقت میں اس وقت دور ہو کہ طہارت کر کے نماز پڑھی جا سکتی تھی تو پڑھنی واجب ہوگی اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو پھر واجب نہ ہوگی اور اگر ایک رکعت کی بھی گنجائش ہو کہ وقت کے اندر پڑھ سکے تو احتیاط یہ ہے کہ پڑھی جائے اور نہ پڑھنے کی صورت میں اس کی قضا کی جائے۔ واللہ العالم۔

۲۔ پنجگانہ نمازوں کے درمیان ترتیب واجب ہے لہذا قصداً ظہر سے پہلے عصر اور عشاء کے بعد مغرب پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔اقوی یہ ہے کہ جس شخص کے ذمے قضا نمازیں ہوں وہ مستحبی نماز نہیں پڑھ سکتا بلکہ ساری ہمت قضا پر مرکوز رکھے۔

۴۔اگر بھول کر عصر پہلے شروع کردے یا عشا کو تو نیت کو بدل دے یعنی باقی نماز ظہر یا مغرب کی نیت سے ادا کرے بشرطیکہ عدول ممکن ہو۔

لہذا اگر عشاء کی چوتھی رکعت کے رکوع میں یہ بات یاد آجائے تو مغرب کی طرف غدول ممکن نہیں ہے لہذا بعد ازاں پہلے مغرب اور پھر عشاء پڑھی جائے۔

﴿قبلہ﴾

کعبہ مشرفہ جو مکہ مکرمہ میں ہے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے اور ہر مسلمان پر قبلہ کا خیال کرنا لازمی ہے۔

﴿وہ مقامات جہاں قبلہ کی طرف پشت یا منہ کرنا حرام ہے؟﴾

sibtain.com

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے بعض فقہاء نے استبراء و استنجاء کے وقت بھی اس سے منع فرمایا ہے۔

۲۔طواف کے دوران۔طواف خواہ وجوبی ہو یا مستحبی دوران طواف کعبہ شریف کی طرف منہ یا پشت نہیں کرنی چاہیے۔

اس کی تفصیل انشاءاللہ کتاب الحج میں آئے گی۔

﴿جہاں قبلہ کا ستقبال ضروری ہے﴾

نماز واجب کیلئے۔ ہر واجب نماز میں اس طرح کھڑا ہونا کہ منہ پیٹ اور سینہ کا قبلہ رخ کی طرف ہو ضروری ہے۔اگر کوئی شخص لیٹ کر نماز پڑھے تو داہنی کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر اس طرح لیٹے کہ رخ قبلہ کی طرف ہو۔اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یوں لیٹے کہ پیروں کے تلوے قبلہ رخ ہوں مستحبی نماز اگر سواری پر پڑھی جائے تو استقبال قبلہ شرط نہیں ہے البتہ اس کے علاوہ اختیار کی حالت میں استقبال قبلہ شرط ہے لیکن نماز کے فراموش شدہ اجزاء کی قضاء اور سجدہ سہو میں استقبال قبلہ لازم ہے واضح رہے کہ امکان کی صورت میں داہنی کروٹ بائیں پر مقدم ہوگی۔

قبلہ کے متفرق مسائل

مسلہ ۱۔ اگر قبلہ معلوم نہ ہو تو وقت وسیع ہونے کی صورت ایک نماز کو چاروں طرف یا جتنی اطراف میں پڑھ سکتا ہو اتنی میں پڑھے یا پھر جن اطراف میں قبلہ کا یقین ہو کہ ان دو اطراف میں یقیناً ایک طرف قبلہ ہے تو ادھر منہ کر کے نماز پڑھی جائے گی۔

مسلہ ۲۔ اگر نماز کے اندر پتہ چلے کہ وہ جہت قبلہ سے منحرف ہے تو اگر بالکل دائیں یا بائیں نہیں ہے بلکہ ان کے اندر اندر ہے تو صحیح سمت معلوم ہونے اور اس کے اختیار کر لینے سے جو مقدار پڑھ چکا ہے وہ صحیح رہے گی اور اگر انحراف بالکل دائیں بائیں ہو یا اس سے زیادہ تو وقت باقی ہونے کی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گذر گیا ہے تو اعادہ واجب نہیں ہے اگرچہ احوط ضرور ہے۔

مسل ۳۔ اگر انحراف کا علم بعد از نماز ہو اور انحراف دائیں یا بائیں کے اندر ہو تو نماز صحیح متصور ہو گی اور اگر انحراف یمین و یسار کی حد تک ہو تو وقت کے اندر اعادہ واجب ہے ورنہ قضا لازم نہیں ہے اور اگر انحراف پشت کی حد تک تھا تو وقت کے اندر اعادہ واجب ہے اور اس کے بعد قضا کرنا احوط استحبابی ہے۔

sibtain.com

ذبح کے وقت۔ ذبح کے وقت جانور کا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے مفصل احکام ذبح میں آئیں گے۔ انشاءاللہ۔

مسلہ ۴۔ میت کے احکام میں۔ احتضار کے وقت نماز میت کے اور دفن کے وقت غسل میت کے وقت قبلہ رخ ہونا واجب ہے جسکے متعلقہ مسائل پہلے گذر چکے ہیں (فراجع)

قبلہ کے معلوم کرنے کا طریقہ

مختلف علمی قواعد اور عمومی نشانات سے سمت قبل کا معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ مثلاً دنیا کے نقشہ اور قطب نما کی مدد سے دو عادل شخصوں کی گواہی سے مسجد کے محراب سے اور مسلمانوں کے قبرستان سے وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال قطب نما اور قبلہ نما کی مفید ایجاد نے آج کل یہ مشکل آسان کر دی ہے۔ الحمد للہ۔

﴿لباس﴾

نمازگذار نے کے لباس میں بھی کچھ شرائط ہیں۔ جو مختصراً ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ا۔ ساتر ہو۔ مرد کے لیے آگے پیچھے کو ڈھانپ سکے اور عورت کے لیے چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ سہارا بدن ڈھانپتا ہو البتہ کنیز اور نابالغ بچی کے لیے سر ڈھانپنا ضروری نہیں ہیں۔

مباح ہو۔ لباس کا مباح ہونا بافی نفسہ تو ضروری ہے ہاں البتہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر لباس غصبی ہو تو ایا مبطل نماز بھی ہے یا نہ؟ مشہور یہ ہے کہ مبطل نماز ہے مگر کسی قابل اعتماد روایت میں اس شرط کا ذکر نہیں ہے البتہ مشہور قول کی متابعت کرنا احتیاط کے موافق ہے یعنی احوط یہ ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے واللہ العالم۔

۳۔ پاک ہو۔ نماز کے شروع سے آخر تک بدن کی طرح لباس کی طہارت بھی ضروری ہے۔

لہذا اگر دوران نماز لباس نجس ہو جائے تو اگر فعل مبطل کے بجالائے بغیر اسے تبدیل یا پاک کیا جا سکتا ہو اور وقت کے دامن میں گنجائش بھی ہو تو ایسا کرے اور اگر اس طرح پاک نہ کر سکے تو پھر نماز توڑ دے اور اسے پاک کر کے از سر نو پڑھے اور اگر وقت تنگ ہے تو اگر نجس لباس کا پاک یا تبدیل کرنا ممکن ہو تو فبہا ورنہ لباس اتار کر برہنہ حالت میں پڑھے۔

۴۔ جزوء حرام نہ ہو۔ نمازی کا لباس ان حیوانات کے گوشت پوست اور بال وپشم وغیرہ کا نہ ہو جن کا گوشت حرام ہے اور اگر حلال گوشت شرعی طریقہ پر ذبح کیے بغیر مر جائے تو اس کے اجزاء میں نماز جائز نہیں ہے جن میں روح حلول کرتی ہے۔

۵۔ ریشم کا نہ ہو۔ مرد کے لئے خالص ریشم کے لباس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے حتی کہ ریشم کی ٹوپی یا جراب پہن کر بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ سردی یا گرمی وغیرہ کسی مجبوری کے تحت ریشم کا لباس پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے واضح رہے کہ یہ شرط مردوں کے لئے مختص ہے عورتوں کے لیے ریشم پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

sibtain.com

۶۔سونے سے مزین نہ ہو۔یہ حکم بھی مردوں سے مختص ہے حتی کہ انگوٹھی اور زنجیر تک ناجائز ہے اور مبطل نماز ہے البتہ جیب میں سونے کی کسی چیز کا ہونا حرام یا مبطل نماز نہیں ہے حتی کہ سامنے کے دانتوں پر بغرض زینت سونے کا خول چڑھانا بھی احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے۔ واللہ العالم۔

مستحبات لباس

نماز گذار کے لباس میں چند چیزیں مستحب ہیں۔

۱۔مرد کے لیے عمامہ باندھ کر اور وہ بھی تحت الحنک کے ساتھ نماز پڑھنا۔۲۔خوشبو لگانا۔۳۔انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا اور سب سے افضل سرخ عقیق ہے۔۴۔سفید اور صاف لباس اختیار کرنا۔۵۔چادر کا کاندھوں پر ڈالنا بالخصوص پیش نماز کے لیے۔

مکروہات لباس

sibtain.com

نماز گذار کے لباس میں چند امور مکروہ ہیں۔

۱۔سیاہ لباس میں نماز پڑھنا البتہ عمامہ عبا اور خف اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔مرد کے لیے دوملی اور عورت کے لیے نقاب ڈال کر نماز پڑھنا۔

۳۔کھلا ہوا لوہا ہمراہ رکھنا اگرچہ چھلا ہی کیوں نہ ہو۔۴۔لباس یا اس انگوٹھی میں نماز پڑھنا جس پر کسی ذی روح کی تصویر ہو۔۵۔ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا۔۶۔۔۶۔قمیص کے اوپر تہمند باندھ کر نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

نمازی کے مکان یعنی جگہ کی شرائط

جس جگہ نماز پڑھی جائے اس کی بھی کچھ شرائط ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔مباح ہونا۔ بنا بر مشہور غصبی جگہ پر نماز صحیح نہیں ہے اگرچہ اس پر کوئی قابل اعتماد شرعی دلیل موجود نہیں ہے تاہم احتیاط کی رعایت اولیٰ ہے۔ البتہ فی نفسہ غصبی جگہ میں تصرف کرنا اور اس سے استفادہ کرنا یقیناً حرام ہے۔

۲۔مستقر ہونا۔ لہٰذا اختیار کی حالت میں متحرک سواری پر نماز صحیح نہیں ہے۔ جبکہ وہ حالت حرکت میں ہو۔ اور یہ حکم نماز سے مختص ہے۔

۳۔علی الاحوط قبر معصومؑ کے آگے نہ ہونا۔احتیاط واجب یہ ہے کہ قبر معصوم سے آگے نماز نہ پڑھی جائے اور اسے سامنے رکھتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ بالائے سر یا پھر دائیں بائیں جانب پڑھنی چاہیے البتہ جانب سر پڑھنا افضل ہے۔

۴۔علی الاحوط عورت مرد کے کھڑے ہونے کا مقام برابر نہ ہو۔عورت مرد کے برابر یا آگے کھڑی نہ ہو بعض علماء اسے حرام اور موجب بطلان قرار دیتے ہیں ہاں البتہ مشہور اور اظہر یہ ہے کہ ایسا کرنا سخت مکروہ ہے اور اس سلسلے میں محرم و نامحرم میں کوئی فرق نہیں ہے بنا بریں یا تو عورت مرد سے ذرا پیچھے نماز پڑھے اور اگر اس کے آگے یا دائیں بائیں پڑھنا چاہے تو پھر آٹھ یا دس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے یا کوئی پردہ حائل ہو۔

۵۔پاک ہو۔سجدہ کی جگہ اگرچہ خشک ہو پاک ہونی واجب ہے باقی جگہ اگر ناپاک بھی ہو لیکن جس کی وجہ سے لباس یا بدن تک نجاست سرایت نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۶۔جائز السجود ہو۔یہ شرط جائے سجدہ سے مختص ہے کہ سجدہ صرف زمین پر کیا جائے یا جو چیز زمین سے اگتی ہے بشرطیکہ وہ نہ کھانے کی ہو اور نہ پہننے کی سجدہ کیلئے سب سے بہتر زمین ہے اور اس میں سے بھی بہتر کربلا معلّٰی کی خاک شفا ہے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے؟اس سلسلے میں چند مقامات پر نماز پڑھنا مستحب ہے (۱)نماز گذار کے اپنے آگے کوئی چیز از قسم لکڑی یا چھڑی وغیرہ رکھنا مستحب ہے۔(۲)مسجد میں نماز پڑھنا (۳)کسی مشہد مقدس میں نماز پڑھنا وغیرہ۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اس سلسلے میں چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱)حمام میں پڑھنا (۲)اونٹوں اور گھوڑوں گدھوں کی بیٹھنے کی جگہ پر (۳)چیونٹیوں کے بلوں پر (۴)کیچڑ میں (۵)شارع عام پر (۶)تھور و سیم والی زمین پر (۷)جب سامنے چراغ یا آگ

sibtain.com

روشن ہو (۸) قبروں کے اوپر یا ان کے درمیان (۹) جب سامنے کوئی کھلی ہوئی کتاب موجود ہو (۱۰) جہاں سامنے کوئی آدمی بیٹھا ہو یا کسی ذی روح کی تصویر موجود ہو وغیرہ۔

﴿اذان واقامت﴾

اکثر فقہاء کے نزدیک یہ دونوں مستحب موکد ہیں البتہ بعض علماء نے اقامت کو واجب قرار دیا ہے لہذا احوط یہ ہے کہ اقامت ترک نہ کی جائے۔ اذان و اقامت کا حکم نمازوں میں فقط پنجگانہ نماز سے مختص ہے اس کے تفصیلی احکام کی یہاں گنجائش نہیں البتہ ذیل میں اذان اور اقامت کے فصول دیئے جاتے ہیں۔

﴿بالاتفاق اذان کے اٹھارہ فصول یا اٹھارہ اجزاء ہیں﴾

sibtain.com

اللہ اکبر	چار مرتبہ
اشھد ان لا الہ الا اللہ	دو بار
اشھد ان محمداً رسول اللہ	دو بار
حی علی الصلوٰۃ	دو بار
حی علی الفلاح	دو بار
حی علی خیر العمل	دو بار
اللہ اکبر	دو بار
لا الہ الا اللہ	دو بار

(بالاتفاق اقامت کے سترہ فصول ہیں)

شروع میں دو بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور حی علی خیر العمل کے بعد دو بار قد قامت الصلوٰۃ اور آخر میں

لا الہ الا اللہ ایک بار اس کے علاوہ اذان و اقامت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(مستحبات اذان و اقامت)

چند امور اذان و اقامت میں مستحب ہیں جیسے (۱) ہر دو کے فصول کے آخر میں وقف کرنا (۲) حروف کا مخارج سے ادا کرنا (۳) اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلد جلد کہنا (۴) اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرنا (۵) قبلہ رخ اور کھڑے ہو کر کہنا (۶) موذن کا مومن و عادل اور اوقات سے واقف ہونا وغیرہ وغیرہ۔

(مکروہات اذان و اقامت)

اسی طرح اذان و اقامت میں چند چیزیں مکروہ ہیں جیسے (۱) ترجیع یعنی فصول اذان کی مقررہ مقدار کو مکرر کہنا (۲) تثویب صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دوبارہ حی علی الصلواۃ کہنا۔ (۳) اذان اور اقامت میں بالخصوص قد قامت الصلواۃ کے بعد کلام کرنا وغیرہ وغیرہ۔

sibtain.com

﴿وضاحت﴾

مخفی نہ رہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی امامت حقہ، ولایت مطلقہ اور خلافت الٰہیہ کا اعتقاد رکھنا جزو ایمان ہے جس کے بغیر کسی مومن کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا مگر یہ شہادت ثالثہ اذان اور اقامت کا بالاتفاق جزو نہیں ہے کیونکہ عہد نبوت و رسالت میں اس کا اذان و اقامت میں پڑھا جانا ثابت نہیں ہے

﴿واجبات نماز﴾

بنا بر مشہور نماز کے واجبات گیارہ ہیں لیکن آیت اللہ العظمیٰ آقائی شیخ محمد حسین النجفی مدظلہ بجا طور پر فرماتے ہیں کہ موالات ترتیب اور نیت چونکہ شرائط نماز میں سے ہیں لہذا اصل واجبات آٹھ ہیں

جو کہ یہ ہیں تکبیرۃ الاحرام، قیام، قراۃ، رکوع، سجود، ذکر تشہد اور سلام واضح رہے کہ بنا بر مشہور نیت قیام تکبیرۃ الاحرام رکوع اور سجود واجب رکنی ہیں کہ انکی سہواً کمی و زیادتی بھی مبطل نماز ہے مگر عند التحقیق یہ تقسیم اور اسکی یہ تعریف محل کلام ہے کیونکہ آثار معصومین میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے جنکی تشریح بقدر ضرورت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ا۔نیت۔نیت کے بارے میں عوام بہت متفکر رہتے ہیں اور نیت کے الفاظ سیکھنے اور یاد کرنے میں خواہ مخواہ عمریں ضائع کر دیتے ہیں حتی کہ جب کہا جائے کہ سفر میں نماز قصر ہے تو بالخصوص قصر کی نیت پوچھتے ہیں حالانکہ نیت الفاظ کا نہیں ارادے کا نام ہے تو مختصر یہ ہے کہ سرکار آقائی محمد حسین النجفی مدظلہ کے ارشادات اور دیگر فقہا کے فرامین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کا مطلب ہے ارادہ اب یہ ارادہ کیا ہونا چاہیے تو فقط احکام الٰہیہ کی بجا آوری کا ارادہ ہونا چاہیے اور اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو نیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان نماز کے تمام افعال واذکار کو صرف حکم خدا کی تعمیل کے قصد سے بجالائے ہاں البتہ اسے یہ پتہ بھی ہونا ضروری ہے کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے اور یہ کہ ادا پڑھ رہا ہے یا قضاء؟

لیکن اگر اس آخری بات میں اس سے غلطی ہو جائے تو ضروری نہیں کہ نماز باطل ہو جائے جیسے کہ غلطی سے عصر کو ظہر پر مقدم کر کے پڑھنے لگے کہ اس صورت میں نیت تبدیل کی جاسکتی ہے بہر حال نیت یہی ہے کہ انسان کو اجمالاً پتہ ہو کہ وہ فلاں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ بھی حکم خدا کی تعمیل اور اس کی رضا جوئی کی خاطر پڑھ رہا ہے اسی چیز کا نام خلوص نیت ہے

الغرض نیت کا الفاظ سے ادا کرنا اور دل میں ان الفاظ کے معنی کا تصور کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ انسان کو پتہ ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اور کیوں کر رہا ہے؟ کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہے ہو تو وہ جواب دے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیوں پڑھ رہے ہو تو

sibtain.com

جواب دے کہ حکم خدا کی تعمیل کرنے اوراس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے پڑھ رہا ہوں اللہ بس باقی ہوس۔ واللہ الموفق۔

۲۔ تکبیرۃ الاحرام۔ نماز شروع کرنے کے ارادے سے اورنماز پڑھنے کی نیت سے شروع میں تکبیر کہنا واجب ہے اسے تکبیرۃ الاحرام اس لئے کہتے ہیں کہ اسکے بعد سلام کہنے تک انسان کے لیے منافیات نماز یعنی نماز توڑنے والے کام حرام ہو جاتے ہیں اس تکبیر کا حتی الامکان صحیح طرح ادا کرنا ضروری ہے اوراس تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے بلکہ بعض نے واجب کہا ہے تکبیرۃ الاحرام کے الفاظ ضروری ہیں کہ اللہ اکبر ہی ہوں ہاں البتہ گونگے آدمی کے لیے صرف زبان ہلانا اوراشارہ کرنا کافی ہے۔

۳۔ قیام۔ بنابر مشہور تکبیرہ الاحرام کہتے وقت کا قیام واجب رکنی ہے کہ اگر نمازی بھول جائے تو تکبیر باطل ہو جائے گی اوراس طرح نماز صحیح نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھتے وقت اور تیسری اور چھوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت کا قیام صرف واجب ہے اس کا سہوا ترک ہو جانا مبطل نماز نہیں ہے رکوع جانے سے پہلے قیام جس کو قیام متصل بہ رکوع میں کہتے ہیں کوئی علیحدہ اور مستقل واجب نہیں ہے بلکہ رکوع کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ قیام سے رکوع کی طرف جھکا جائے۔ یہ مقام متصل برکوع بھی بنابر مشہور واجب رکنی ہے اور رکوع کے بعد لحہ بھر کا قیام یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا بھی واجب ہے۔ اور جو شخص بیماری وغیرہ کیوجہ سے قیام یعنی رکوع کر بعد سیدھا کھڑا ہونا بھی واجب ہے۔ اور جو شخص بیماری وغیرہ کی وجہ سے قیام پر قادر نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر ممکن ہو تو مقدور بھر قیام کرے اگر چہ کسی چیز کا سہارا ہی کیوں نہ لینا پڑے اور بیٹھنے کی سورت میں اگر ممکن ہو تو رکوع کے لئے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر دائیں کروٹ استقبال قبلہ کرتے ہوئے لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اس

sibtain.com

طرح چت لیٹے جس طرح احتضار کی حالت میں آدمی کو لٹایا جاتا ہے یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے اور تکیہ ذرا اونچا کر کے لیٹے ان تمام صورتوں میں اگر سجدہ ممکن ہو تو ضرور کرے ورنہ جس چیز پر سجدہ جائز ہے اس کو اٹھا کر پیشانی تک لانے کی کوشش کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر رکوع و سجود اشارے سے کرے حتی کہ مجبوری میں آنکھوں سے رکوع و سجود کا اشارہ کرے رکوع کے لیے ذرا کم بند کرے اور سجدے کے لیے پوری بند کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر صرف دل میں اشارہ کرے واللہ علیم بذات الصدور قرات۔ ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے کہ صحیح عربی میں پہلے سورہ فاتحہ اور اس کے بعد دوسری کوئی مکمل سورہ پڑھی جائے واجبی نمازوں میں جائز نہیں ہے کہ واجب سجدے والی سورتوں کو پڑھا جائے ہاں البتہ مستحبی نمازوں میں جائز ہے اور مشہور یہ ہے کہ اگر سورہ کافرون اور قل ہو اللہ شروع ہو جائیں تو پھر انہیں چھوڑنا جائز نہیں ہے اسی طرح کسی سورۃ کے نصف سے زائد پڑھ لینے کے بعد مشہور یہ ہے کہ اسے ترک نہیں کیا جا سکتا لیکن تحقیق یہ ہے کہ نصف سے زیادہ پڑھنے کے بعد بھی اس سے عدول جائز ہے واضح رہے کہ بنابر مشہور سورہ فیل اور سورہ قریش اور سورہ والضحیٰ اور الم نشرح نماز میں ایک شمار ہوتی ہیں یعنی فقط سورہ فیل پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے ساتھ سورہ قریش کا پڑھنا بھی ضروری ہے اسی طرح اگر والضحیٰ پڑھی جائے تو الم نشرح کا بھی اس کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔

قرائت کے مستحبات۔ قرائت کے سلسلہ میں چند چیزیں مستحب ہیں جن سے بعض یہ ہیں۔ ۱۔ نماز پنجگانہ میں پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری رکعت میں سورہ توحید پڑھنا۔ ۲۔ نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کا پڑھنا۔ ۳۔ پہلی رکعت میں قرات سے پہلے اعوذ باللہ آہستگی سے پڑھنا۔ ۴۔ تجوید و ترتیل سے پڑھنا یعنی الفاظ کو ان کے مخارج سے ادا کرنا۔ ۵۔ بسم اللہ کا بالجہر پڑھنا۔ ۶۔ سورہ توحید کے بعد تین بار یا ایک بار کذالک اللہ ربی پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

sibtain.com

قرات کے مکروہات ۔قرائت میں چند چیزیں مکروہ ہیں ۔۱۔پنچگانہ نمازوں میں سورہ توحید نہ پڑھنا۔۲۔ایک ہی سانس میں سورہ قل ہواللہ وغیرہ کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

جہر واخفات کا بیان۔ جہر کا مطلب آواز سے پڑھنا ہے اور اخفات کے معنی سرگوشی سے پڑھنا ہے لیکن ہر دو میں اعتدال ضروری ہے جہر اتنا بلند نہ ہو کہ فریاد سے مشابہ ہو جائے اور اخفات اتنا پست ہو کہ خود بھی نہ سن سکے۔خود سننا اس وقت معتبر ہے جب شور وغیرہ ہو۔نماز میں یہ پابندی یعنی جہر واخفات کی پابندی فقط قرائت یا تسبیحات اربعہ کی حد تک ہے دوسرے اذکار میں نہیں ہے اور یہ پابندی بھی صرف پنچگانہ نمازوں کے ساتھ مخص ہے مختصر یہ کہ مرد پر واجب ہے کہ کہ ظہر وعصر کی تمام رکعتوں اور مغرب کی آخری رکعت اور عشا کی آخری دو رکعتوں میں قرات یا تسبیحات اربعہ اخفات سے کریں۔

ہاں البتہ ان کی پہلی دو رکعتوں میں صرف بسم اللہ کو جہر سے پڑھا جا سکتا ہے بلکہ مستحب ہے واضح رہے کہ جہاں جہر واجب ہے وہاں عورت کو اختیار ہے کہ چاہے تو آہستہ پڑھے لیکن جہاں اخفات واجب ہے وہاں عورت کو بھی جہر کی اجازت نہیں ہے۔

sibtain.com

﴿مسائل واحکام﴾

مسئلہ ۱۔تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے فاتحہ کے ایک بار تسبیحات اربعہ یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا الہ واللہ اکبر پڑھنا کافی ہے البتہ احوط تین بار ہے۔

مسئلہ ۲۔جمعہ کے دن اگر نماز ظہر پڑھی جائے تو اسکی پہلی دو رکعتوں میں جہر کرنا افضل ہے

مسئلہ ۳۔ہر کوئی شخص بھول کر جہر کی جگہ اخفات یا بالعکس کرے تو یاد آنے پر جو پڑھ چکا ہے وہ کافی ہے باقی میں اپنے وظیفہ شرعی کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۴۔جہر واخفات کے سلسلہ میں جاہل، غافل اور ناسی مستثنیٰ ہیں:۔

مسئلہ ۵۔جان بوجھ کر ایک لفظ بلکہ ایک حرف میں بھی جہر واخفات کی پابندی نہ کرنا (جیسا کہ بیان ہوا)

مسئلہ ۶۔ قضا نماز میں بھی یہ رعایت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۔ اگر مسافر کی دو رکعتیں نماز قضا ہوئی ہوں لیکن اسے یاد نہ ہو کہ فجر ہے یا ظہر ہے یا عصر ہے تو صرف دو رکعت مافی الذمہ کے قصد سے پڑھ لینا کافی ہے اور اس صورت میں قضا کرتے ہوئے اس کو جہر یا اخفات کرنے کا اختیار ہے۔

۵۔ رکوع۔ بنا بر مشہور رکوع واجب رکنی ہے اور اسے عمدا یا سہوا عملا یا جہلا کم یا زیادہ کرنا مبطل نماز ہے البتہ اگر کسی اور مقصد کے لیے جھکے اور اس کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر رکوع کرے تو یہ زیادتی متصور نہ ہوگی بنا بر مشہور کمی سے مراد یہ ہے کہ انسان کو دونوں سجدوں کے بعد یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا رکوع کے لیے کم از کم اتنا جھکنا کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں کافی ہے اور غیر مستوی الخلقت آدمی کہ جس کے ہاتھ بہت چھوٹے ہیں یا بہت لمبے ہیں عمومی معیار کو پیش نظر رکھے رکوع میں واجب یہ ہے کہ اطمینان وسکون کے حاصل ہونے کے بعد تین بار سبحان اللہ یا ایک بار سبحان ربی العظیم وبحمدہ یا اس کے برابر کوئی اور ذکر خدا کرے البتہ شرعی مجبوری میں ایک بار سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ اگر کوئی شخص رکوع کا ذکر بھول جائے اور اٹھنے کے بعد یاد آئے تو کوئی حرج نہیں ہے واجب یہ ہے کہ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں اور رکوع کے بعد کھڑا ہو یعنی ایک لمحہ کے لے قیام بعد از رکوع کرنا واجب ہے۔

مستحبات رکوع۔ رکوع میں چند امور مستحب ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ ۱۔ رکوع سے پہلے تکبیر کہنا۔ ۲۔ تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لوؤں تک بلند کرنا۔ ۳۔ ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر گھٹنوں پر رکھنا۔ ۴۔ برابر جھکنا۔ ۵۔ تسبیحات کبری کا تین بار پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

رکوع کے مکروہات۔ اس سلسلہ میں چند چیزیں مکروہ ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں ۱۔ حالت رکوع میں گردن کا نیچے جھکانا۔ ۲۔ دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے گھٹنوں کے درمیان رکھنا وغیرہ وغیرہ

سجدہ۔ سجدہ نماز کا اہم ترین واجبی فعل ہے اور بنا بر مشہور دو سجدے مل کر رکن بنتے ہیں کہ ایک ہی رکعت میں دو سجدوں کی کمی یا زیادتی اگرچہ محض پیشانی رکھنے کی حد تک ہی ہو مبطل نماز ہے اگرچہ سہوا یا جہلا ہی

sibtain.com

کیوں نہ ہو مخفی نہ رہے کہ کمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دونوں سجدے بھول جائے اور اگلی رکعت میں رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے سجدے میں پیشانی جائز السجود چیز پر رکھنا جو بنا بر مشہور کم از کم روپے کے سکے کے برابر نیز ضروری ہے کہ سجدے کی جگہ قیام کی جگہ سے چار انگلی کے عرض سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو اور اس کے علاوہ ضروری یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور پیروں کے دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے جائیں اور تین بار سبحان اللہ یا ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ یا اس کے برابر کوئی ذکر کیا جائے ہاں البتہ مجبوری میں ایک بار سبحان اللہ کہنا کافی ہے مخفی نہ رہے ایک بار پیشانی رکھنے کے بعد اٹھا کر دوبارہ رکھنا دوسرا سجدہ شمار ہوگا البتہ ذکر واجب کو روک کر باقی چھ اعضاء کو اٹھانا اور پھر رکھ کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے دو سجدوں کے درمیان لمحہ بھر کے لئے بیٹھنا ضروری ہے واضح رہے کہ سجدہ عرفی صورت میں ہونا چاہیے ایسے نہ ہو کہ جیسے لیٹا ہوا ہے اگر چہ اس طرح کے سجدے میں سات اعضاء لگ رہے ہوں۔

جس رکعت میں تشہد نہ ہو اس میں سجدوں کے بعد لمحہ بھر بیٹھنا جلسہ استراحت کہلاتا ہے یہ علی الاحوط ترک نہیں کرنا چاہیے۔

sibtain.com

مستحبات سجدہ۔ مخفی نہ رہے کہ سجدہ میں چند چیزیں مستحب ہیں۔

۱۔ سجدہ میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنا ۲۔ ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر کانوں کے برابر رکھنا ۳۔ خاک شفا پر سجدہ کرنا۔

۴۔ جائز السجود پر ناک رکھنا ۵۔ تشہد اور بین السجدتین بطور تورک بیٹھنا ۶۔ دو سجدوں کے درمیان استغفار پڑھنا۔

مکروہات سجدہ۔ سجدہ میں چند چیزیں مکروہ ہیں جیسے۔

۱۔ دو سجدوں کے درمیان اور حالت تشہد میں بطور اقعا بیٹھنا۔

۲۔ جائے سجدہ پر پھونک مارنا وغیرہ وغیرہ۔

مخفی نہ رہے کہ ہر قسم کا سجدہ خالق کائنات کے ساتھ مختص ہے۔ اور کسی بھی مخلوق کو کسی قسم کا سجدہ کرنا روا نہیں

ہے بلکہ شرک ہے اور حرام ہے۔

تشہد۔ ہر نماز کی دوسری اور آخری رکعت میں دنوں سجدوں کے بعد تشہد پڑھنا واجب ہے یعنی نماز گذار اطمینان سے بیٹھ کر پڑھے۔

اشهدان لااله الا الله وحدهٗ لا شريك له واشهدان محمد اعبدهٗ ورسوله

اللهم صلیعلی محمد وال محمد٠

تشہد کے مستحبات۔ چند چیزیں تشہد میں مستحب ہیں۔ دوسری رکعت کے تشہد میں درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھنا وتقبل شفاعته وارفع درجته اور دورد شریف سے پہلے وارسله بالحق بشیراً ونذیر بین یدی الساعه پڑھنا۔ ۲۔ تشہد شروع کرنے سے پہلے الحمد للہ کہنا۔ ۳۔ مرد کا بطور تورک بیٹھنا یعنی بائیں ران اور بائیں سرین پر زور دے کر بیٹھنا اور دونوں پاؤں اس طرح دائیں طرف نکالنا کہ دائیں پاؤں کے پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر ہو۔

sibtain.com

۳۔ ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے رانوں کے اوپر رکھنا۔ ۴۔ حالت تشہد میں نگاہ گودی کی طرف رکھنا وغیرہ وغیرہ مخفی نہ رہے کہ تشہد میں شہادت ثالثہ کا پڑھنا مبطل نماز ہے۔

۸۔ سلام۔ نماز کی آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام پڑھنا واجب ہے اس کے بعد نماز مکمل ہو جاتی ہے اور تکبیرۃ الاحرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہوئی تھیں۔ وہ سب حلال ہو جاتی ہیں سلام کے تین صیغے ہیں۔

۱۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ مستحب ہے۔

۲۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین۔

۳۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آخری دو سلاموں میں سے بعض فقہا کے بیان کے مطابق ایک واجب ہے

جس کو پہلے پڑھ لے تو دوسرا مستحب ہو جائے گا۔ لیکن اسی ترتیب سے دونوں کو پڑھا جائے۔ واللہ العالم۔

سلام کے مستحبات

چند چیزیں سلام میں مستحب ہیں جیسے۔ ا۔واجبی سلام سے پہلے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پڑھنا۔۲۔سلام کے دوران بطور تورک بیٹھنا۔۳۔ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔۴۔آنکھ سے اشارہ کرنا وغیرہ وغیرہ اور سلام کے دوران بطور اقعاء بیٹھنا مکروہ ہے۔

۹۔ذکر۔رکوع وسجود میں ذکر واجب ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نیز تیسری اور چوتھی رکعت میں نمازی کو اختیار ہے کہ خواہ سورہ فاتحہ پڑھے اور خواہ تسبیحات اربعہ اگرچہ تسبیحات اربعہ کا پڑھنا افضل ہے۔

۱۰۔سکون۔ ہر واجب ذکر کے ادا کرتے وقت سکون واجب ہے اور احوط یہ ہے کہ قدرے پہلے اور قدرے بعد میں بھی سکون برقرار رکھے تاکہ یقین حاصل ہو جائے کہ پوراذکر سکون میں ادا ہوا ہے نیز سکون سے مراد یہاں سکون عرفی ہے۔معمولی جنبش یا ارتعاش اس کے منافی نہیں ہیں اسی طرح بھول کر ہلنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ یاد آنے پر اس ذکر کا اعادہ بہتر ہے۔جو ہلتے ہوئے کیا گیا ہے۔

sibtain.com

۱۱۔موالات۔نماز کے افعال عرفاً پے در پے ادا کرنا ضروری ہیں۔اوران کے درمیان زیادہ فاصلہ کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکوع وسجود کے ذکر کو طول دینا یا قرات میں لمبی سورتوں کا پڑھنا موالات کے منافی نہیں ہے واضح رہے کہ افعال نماز کے درمیان اس قدر فاصلہ کرنا کہ جس سے صورت نماز محو ہو جائے مبطل نماز ہے۔

۱۲۔ترتیب۔نماز میں ترتیب کا ملحوظ رکھنا لازمی ضروری ہے یعنی سب سے پہلے سورہ فاتحہ اس کے بعد دوسری سورہ بعدازاں رکوع اور اسکے بعد سجود آخر میں تشہد وسلام پڑھا جائے اس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔

نماز کے بعض مستحبات کا بیان

۱۔رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے اوران سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہنا اور دوران تکبیر رفع یدین کرنا۔

۲۔رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ اور سجدہ کے درمیان استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہنا۔

۳۔ دوسری رکعت میں رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھنا۔

۴۔ ذکر رکوع وسجود کے بعد درود شریف پڑھنا۔

۵۔ سجدہ کو طول دینا اور آخری سجدے میں خدا سے جائز حاجات کا طلب کرنا۔

۶۔ واجبی نمازوں کا مسجد میں اور مستحبی نمازوں کا گھر میں ادا کرنا۔

۷۔ وقت فضیلت میں نماز پڑھنا۔

۸۔ مقررہ نوافل کا پڑھنا۔

۹۔ نماز کے بعد ۳۴ بار اللہ اکبر ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھنا اور ایک بار آیۃ الکرسی اور تیس بار تسبیحات اربعہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

۱۰۔ سب کے آخر میں سجدہ شکر بجالانا یعنی فریضہ نماز کی ادائیگی کی توفیق پر رب رحیم کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرنا۔ جو کہ ہر نعمت کے ملنے اور ہر مصیبت کے ٹلنے پر مستحب ہے جس کے لیے پیشانی کا کسی مباح چیز پر رکھ دینا کافی ہے۔ اور اس میں واجبی سجدہ والے شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ افضل ہے وغیرہ وغیرہ۔

نماز کے بعض مکروہات

نماز میں کیا چیزیں مکروہ ہیں؟ مختلف عناوین کے تحت بہت سے مکروہات کا تذکرہ کیا جا چکا ہے یہاں مزید چند مکروہات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) پورے چہرہ یا صرف آنکھ سے قبلہ سے ادھر ادھر توجہ کرنا۔ (۲) سر کے بالوں کا جوڑا باندھنا (۳) سر و ریش کے بالوں سے بازی کرنا (۴) انگلیوں کے بل نکالنا۔ (۵) انگڑائی اور جمائی لینا (۶) تھوکنا (۷) جب پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے روک کر نماز پڑھنا (۸) حالت قیام میں پاؤں کا باہم ملا کر رکھنا (۹) آنکھیں بند کرنا (۱۰) خشوع و خضوع کے منافی کوئی کام کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

sibtain.com

﴿منافیات الصلوۃ یعنی مبطلات نماز﴾

وہ چیز جن کے وقوع پذیر ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور وقت کے اندر اعادہ اور وقت کے بعد قضا لازم ہے اور وہ عندالتحقیق آٹھ ہیں۔

(۱) مقدمات وشرائط کا ختم ہو جانا۔ مثلاً وضو یا غسل کا باطل ہو جانا یا لباس یا بدن کا نجس ہو جانا یا جگہ کی شرائط کا مفقود ہو جانا وغیرہ۔

(۲) عمداً کلام کرنا۔ کوئی بھی کلام قصداً کرنا نماز کو باطل کرتا ہے البتہ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ واجبات ومستحبات کے علاوہ قرآن کی تلاوت کرنے، اور ذکر خدا کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح حالت نماز میں سلام کا جواب دینے سے جو کہ لازمی ہے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہاں البتہ جیسے سلام کے الفاظ ہوں ان کو لوٹا دینا چاہئے اور نماز میں کھانسنے اور کھنگھارنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط وجوبی اس میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا مبطل صلواۃ ہے۔ لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

sibtain.com

(۳) قبلہ سے انحراف۔ اس کی کچھ تفصیل قبلہ کے احکام میں گزر چکی ہے۔

(۴) قہقہہ لگانا۔ کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے ہاں البتہ صرف تبسم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۵) دینوی امور کیلئے رونا۔ دنیا کے کاموں کیلئے رونا اگرچہ بغیر آواز کے ہو مبطل نماز ہے۔ البتہ دنیا کی جائز حاجت خدا کے سامنے پیش کرتے ہوئے رونا یا عذاب آخرت کے خوف سے رونا یا جنت کے شوق میں رونا مبطل نماز نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے

(۶) واجب کی عمدی کمی یا زیادتی۔ عمداً واجب کو زیادہ کرنے اور بنابر مشہور عمداً یا سہواً کسی رکن میں کمی یا بیشی کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۷) تکفیر۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ فعل حرام ہے اور اس کا مطلب ہاتھ باندھنا ہے اور احتیاط وجوبی

یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ لیکن اگر تقیہ کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو پھر یہ مبطل نماز نہیں ہے۔

(۸) فعل کثیر کا ارتکاب کرنا۔ وہ کام جس سے نماز کی ہیت اور صورت مٹ جائے فعل کثیر کہلاتا ہے جو کہ مبطل نماز ہے جیسے حالت نماز میں روٹی کھانا۔ پانی پینا، یا پگڑی کھول کر باندھنا، وغیرہاں البتہ فعل قلیل جیسے بٹن کھولنا یا عینک اتار کر رکھنا وغیرہ سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نماز میں خلل کے احکام

نماز میں تین قسم کا خلل واقع ہوتا ہے۔ (۱) عمدی (۲) سہوی (۳) بوجہ شک ان کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) خلل عمدی۔ اگر کوئی نمازی عمداً کسی واجب کی کمی یا بیشی کرے یا فعل کثیر بجالا کر ہیئت نماز کو بدلے یا شرائط نماز کو ترک کرے تو اس سے بالاتفاق نماز باطل ہو جائے گی۔

sibtain.com

۲۔ خلل سہوی۔ اس کی کئی اقسام ہیں جنہیں الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ شرائط کا ترک۔

۲۔ اجزاء کی کمی۔

شرائط کے ترک کی تفصیل۔ چونکہ شرائط میں زیادتی تو متصور نہیں ہو سکتی لہذا ان کا ترک کرنا موجب بطلان ہو سکتا ہے اور شرائط کے ترک کو دو اقسام میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ خالص شرائط قطعیہ کا سہواً ترک کرنا۔ جیسے وقت سے پہلے نماز پڑھنا یا بلا طہارت یا جہت قبلہ کے خلاف نماز پڑھنا تو اس صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور وقت کے اندر اعادہ اور خارج وقت میں قضاء واجب ہوگی ان امور کی قدرے تفصیل قبل ازیں گزر چکی ہے۔

۲۔ عام شرائط کا سہواً ترک کرنا۔ مذکورہ بالا خصوصی شرائط کے علاوہ دوسرے شرائط جیسے لباس کا پاک ہونا اور ترتیب کا ملحوظ رکھنا یا جگہ سے متعلقہ شرائط کا مدنظر رکھنا پس اگر یہ شرائط سہواً ترک ہو جائیں تو

اس سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ صحیح رہتی ہے۔ اور اسکا تدارک کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ اجزاء میں سہوا کمی زیادتی کرنا۔ اس صورت میں اگر وہ غیر رکنی ہے تو نماز صحیح ہے اور محل باقی ہونے کی صورت میں اس کا تدارک کیا جائے گا۔ اور بعد از محل نماز بلا تدارک صحیح ہوگی۔ اور اگر وہ جز رکنی ہے تو اس کی کمی یا زیادتی سے نماز باطل متصور ہوگی۔ اگرچہ سہوا کیوں نہ ہوئی ہو اور اگر ایک رکعت کی زیادتی ہو جائے تو رکوع وسجود کی زیادتی کی وجہ سے نماز باطل ہو جائے گی اور اگر ایک رکعت کی کمی ہو جائے تو اس صورت میں محل تدارک کے اندازاس کا تدارک کر لینا کافی ہے اور اگر تدارک ممکن نہ ہو تو پھر اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی اگر ایک شخص کوئی واجبی جز بھول جائے تو اگلے رکن یا واجب میں داخل ہونے سے پہلے اس کا تدارک کر لینا صحیح ہے۔ البتہ اگر اگلے رکن میں داخل ہو گیا ہو تو اس طرح محل تدارک گذر جائے گا۔ اور علی المشہور نماز باطل ہو جائے گی۔

﴿تجاوز محلی کی صورتیں﴾

sibtain.com

کسی عام واجب یا واجب رکنی کو بھول کر اگلے واجب یا رکن میں داخل ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ عام واجب کو بھول کر اگلے رکن یا واجب میں داخل ہونا۔ ۲۔ واجب رکنی کو بھول کر اگلے واجب یا رکن میں داخل ہونا۔ ۳۔ ایک فعل کے گزر جانے کے بعد اس کا ضمنی واجب یاد آئے تو جو ترک ہو گیا سو ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

۱۔ واجب بھول کر اگلے رکن میں داخل ہونا۔ اگر کوئی شخص مثلاً قرآن بھول کر رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ سجدہ سہو لازم ہے اور اگر رکوع میں جانے سے پہلے یاد آ جائے تو تدارک کرے یعنی قرات کرے اسی طرح اگر تشہد بھول جائے اور اگلی رکعت کے رکن میں یعنی رکوع میں جانے سے پہلے یاد آ جائے تو تدارک کرے یعنی بیٹھ کر تشہد پڑھے اور پھر اٹھ کر اگلی رکعت پڑھے البتہ قیام بے جا کے لئے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ اور اگر رکوع میں جھکنے کے بعد یاد آئے تو نماز صحیح ہے اور نماز کے ختم کرنے کے بعد بلا فاصلہ قضا کی نیت سے پہلے تشہد پڑھے اور پھر سجدہ سہو بجالائے اسی طرح اگر سجدہ بھول جائے اور اگلی

رکعت کے رکوع میں داخل ہو جانے کے بعد یاد آئے تو نماز صحیح ہوتی۔ البتہ بعد از نماز بلا فاصلہ پہلے سجدے کی قضا اور پھر سجدہ سہو کرے گا۔ اور اگر رکوع میں جھکنے سے پہلے یاد آئے تو سجدے کا تدارک کرے گا اور بے جا قیام کے لئے سجدہ سہو کرے گا واضح رہے کہ ایک سجدہ اور تشہد قیام کے لیے سجدہ سہو کرے گا۔ واضح رہے کہ ایک سجدہ اور تشہد کی قضا احتیاطاً ہے وجوباً نہیں ہے۔

۲۔ رکن بھول کر اگلے رکن میں داخل ہو جانا۔

مثلاً کوئی شخص دو سجدے بھول کر سلام پڑھ لے اور نماز کی صورت محو ہونے (مٹنے) سے پہلے یاد آ جائے تو پہلے سجدے کرے پھر تشہد اور سلام پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے۔ اسی طرح اگر دونوں سجدے بھول کر اگلی رکعت میں کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے یاد آ جائے۔ تو سجدوں کا تدارک کرے۔ اور اگلی رکعت پھر سے پڑھے البتہ اگر رکوع میں جانے کے بعد تدارک کا محل باقی نہیں رہا تو اسطرح نماز باطل ہو جائے گی۔

۳۔ فعل کے گذرنے کے بعد ضمنی واجب کے ترک کا یاد آنا۔

مثلاً رکوع یا سجود سے سر اٹھانے کے بعد یاد آئے کہ رکوع یا سجود کے ذکر میں طمانیت اختیار نہیں کی گئی اور ایسا بھی سہواً ہوا ہو تو نماز صحیح متصور ہوگی۔ اور کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ نہ تدارک اور نہ سجدہ سہو۔

سجدہ سہو کے اسباب؟

سہو کا لفظی مطلب بھولنا ہے۔ یہ سجدہ چونکہ نماز میں بھول چوک کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اس لئے سجدہ سہو کہا جاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

ا۔ سہواً کلام کرنا۔

۲۔ جہاں سلام نہیں پڑھنا تھا وہاں سلام پڑھ لینے کی وجہ سے۔

چار اور پانچ رکعت کا شک اگر رکعتوں میں یہ شک سجدہ ثانیہ کی تکمیل کے بعد ہو تو اسے چوتھی رکعت سمجھ کر نماز کو تمام کرے گا اور سجدہ سہو واجب ہوگا۔

۴۔ بعض فقہا کے نزدیک تیسری اور چوتھی رکعت کے شک میں جبکہ چوتھی کا ظن غالب ہو

sibtain.com

۵۔ایک سجدہ کا سہوی ترک بشرطیکہ محل تدارک سے متجاوز ہو چکا ہو علی الاحوط۔

۶۔جبکہ سہواً تشہد ترک ہو جائے اور محل تدارک گذر جانے کے بعد یاد آئے۔

۷۔قیام یا قعود بے جا۔

۸۔مطلقاً اجزاء نماز میں کمی وبیشی کے لئے یا نماز کی رکعتوں میں کمی یا زیادتی کا شک ہو۔علی الاحوط۔

سجدہ سہو کا طریقہ

نماز کے بعد پیشانی جائز السجود چیز پر رکھ کر کوئی ذکر کرے اور احوط وجوبی یہ ہے کہ یہ ذکر کرے۔

بسم اللہ و باللہ اللھم صل علیٰ محمد و ال محمد۔

اور اس طرح دو سجدے کرے اور سجدوں کے بعد مختصر تشہد پڑھے جو یہ ہے۔

اشھدان لاالہ الااللہ و اشھدان محمدا رسول اللہ اللھم صل علی محمد و الہ محمد

اور پھر سلام پڑھے۔

sibtain.com

سجدہ سہو کے متفرق مسائل

۱۔سجدہ سہو میں تشہد وسلام واجب ہے لیکن اس کے لئے تکبیر واجب نہیں بلکہ اس کا استحباب بھی ثابت نہیں ہے

۲۔ذکر علی الاحوط واجب ہے۔

۳۔احوط وجوبی یہ ہے کہ یہ سجدہ بھی سات اعضاء پر ہو اور پیشانی جائز السجود چیز پر رکھی جائے۔

۴۔بنابر مشہور اس کا وجوب فوری ہے اور منافیات نماز صدور سے پہلے ہے۔

۵۔یہ فی نفسہ واجب ہے۔

۶۔اگر متعدد اسباب ہوں جن سے سجدہ سہو لازم آتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پھر متعدد سجدے کرے۔

۷۔نوافل کے لیے سجدہ سہو نہیں ہے۔

﴿سجدہ قرآن﴾

جیسا کہ ذکر ہوا قرآن کریم میں سورہ سجدہ حم سجدہ النجم اور علق میں چار سجدے واجب ہیں اور دیگر گیارہ مقامات پر مستحب ہیں اس سجدہ کا وجوب فوری ہے اور اگر فورانہ کیا جائے تو پھر مدت العمر واجب الاداء رہتا ہے۔

﴿طریقہ﴾

سجدے کی نیت سے کسی چیز پر پیشانی رکھ دینا کافی ہے ضروری نہیں کہ جائز السجود پر سجدہ کرے اسی طرح اس میں قبلہ رخ ہونا یا با طہارت ہونا اور سات اعضا پر کرنا بھی واجب نہیں ہے

﴿شکیات نماز﴾

عموماً نمازی کو تیئیس (۲۳) قسم کے شکوک سے واسطہ پڑتا ہے جن میں سے چھ شک تو نا قابل توجہ ہی ہیں آٹھ شک مبطل نماز ہیں اور نو شک قابل علاج ہیں ان میں چونکہ علاج و تدارک کے بعد نماز صحیح ہو جاتی ہے لہذا انہیں صحیح شک بھی کہتے ہیں۔

sibtain.com

اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ نا قابل توجہ چھ شک۔ ان شکوک کی نمازی کو پرواہ نہیں کرنی چاہیے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ تجاوز محل کے بعد شک۔ اگر واجب میں داخل ہونے کے بعد پچھلے کے بارے میں یہ شک ہو کہ اسے ادا کیا ہے یا نہیں تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ مثلاً سورہ فاتحہ پڑھتے وقت شک لاحق ہو کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں؟ تو اس کی پروانہیں کرنی چاہیے نماز صحیح ہے لیکن اگر بعد میں یقین ہو جائے کہ نہیں کہی تو چونکہ رکن کا ترک لازم آتا ہے اس لئے نماز نہیں ہوگی اس کا اعادہ کرنا پڑے گا کما لا یخفی۔

۲۔ سلام کے بعد شک۔ خواہ کسی قسم کا شک ہوا سے کالعدم سمجھا جائے گا۔ اور نماز صحیح متصور ہوگی۔

۳۔ وقت نماز گذر جانے کے بعد شک۔ یہ شک نا قابل اعتناء ہے حتی کہ اگر یہ شک ہو کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں پڑھی تو بھی یہ شک نا قابل توجہ سمجھا جائے گا اور یہی تصور کیا جائے گا کہ پڑھی ہے۔

۴۔ کثیر الشک کا شک۔ جو عرفاً بھی مشہور ہو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

۵۔ پیش نماز و مقتدی کا شک۔ اگر ایک فریق کو شک ہو تو وہ دوسرے پر اعتماد کرے اور اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

۶۔ مستحب نماز میں شک۔ یہ شک بھی نا قابل توجہ ہے اگر چہ رکعتوں میں ہو ہاں البتہ اگر رکعتوں میں شک ہو تو نمازی کو اختیار ہے کہ کم پر بنا رکھے یا زیادہ پر البتہ کم پر بنا رکھنا افضل ہے۔

۲۔ مبطل نماز آٹھ شکوک۔ وہ شک جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ نمازی ایسے شک کے لاحق ہونے کے تھوڑی دیر تک غور وفکر کرے اگر اصل حقیقت یاد آ جائے تو فبہا ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔ (باطل شکوک کی تفصیل یہ ہے)

۱۔ دو رکعتی نماز میں شک۔ دو رکعتی واجب نماز جیسے نماز صبح اگر اس میں رکعتوں کا شک ہو تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے

sibtain.com

۲۔ تین رکعتی نماز میں رکعتوں کا شک۔ جیسے نماز مغرب۔

۳۔ چار رکعتی نماز میں پہلی رکعت کے ساتھ رکعتوں کا شک۔ جہاں شک کی ایک طرف پہلی رکعت ہو کہ پہلی ہے۔ یا دوسری پہلی ہے یا تیسری وغیرہ۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کی تکمیل سے پہلے دو اور تین میں شک یا دو اور چار میں شک۔

۵۔ چار رکعتی نماز میں دو اور پانچ میں شک۔

۶۔ چار رکعتی نماز میں دو تین اور پانچ میں شک۔

۷۔ چار رکعتی نماز میں تین اور چھ یا چار اور چھ میں شک۔

۸۔ چار رکعتی نماز میں کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ اور یہ موجودہ رکعت کون سی ہے؟ تو ان تمام صورتوں میں نماز باطل ہو جائے گی اور از سر نو پڑھنی جائے گی۔

۳۔ توضیح شکوک یا قابل اصلاح شکوک؟

تعلق چار رکعتی نماز سے ہے ذیل میں ان کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

۱۔ دوسری اور تیسری رکعت میں شک۔ یعنی دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد شک پڑ جائے کہ دوسری رکعت پڑھی ہے یا تیسری؟ تو اسے تیسری سمجھ کر نماز تمام کرے اور سلام کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے نماز درست ہے۔

۲۔ دوسری اور چوتھی میں شک۔ یعنی دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد شک پڑ جائے کہ یہ دوسری ہے کہ تیسری ہے یا چوتھی ہے تو اسے چوتھی سمجھ کر ختم کرے اور سلام کے بعد پہلے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد ازاں دو رکعت نماز بیٹھ کر بجالائے۔ بس نماز صحیح متصور ہوگی۔

۳۔ دوسری، تیسری اور چوتھی میں شک۔ یعنی دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک پڑ جائے کہ یہ دوسری ہے یا تیسری ہے یا چوتھی؟ تو اسے چوتھی سمجھے اور سلام کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھے بس نماز صحیح متصور ہوگی۔

sibtain.com

۴۔ چوتھی اور پانچویں میں شک۔ یعنی دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک پڑ جائے کہ یہ چوتھی ہے یا پانچویں تو اسے چوتھی سمجھے اور سلام کے بعد سجدہ سہو بجالائے بس نماز درست ہے۔

وضاحت۔ اگر دوسرے سجدے کا ذکر مکمل ہونے مگر سر اٹھانے سے پہلے مذکورہ بالا شکوک میں سے کوئی شک پڑ جائے تو بنا بر اقوی اس کا حکم بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اور اگر پہلے سجدہ کے بعد اور دوسرے سجدہ کے واجبی ذکر کرنے سے پہلے یہی شک پڑ جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بدستور بالا عمل کرنے کے بعد نماز کا اعادہ بھی کیا جائے۔ واللہ العالم۔

۵۔ تین اور چار رکعت میں شک۔ یہ شک جہاں اور جس حالت میں بھی پڑے اس کا تدارک یہ ہے کہ چار پر بنا رکھے اور بعد از سلام ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۶۔ چار اور پانچ رکعت میں شک۔ یہ شک جہاں بھی پڑے تشہد پڑھ کر نماز ختم کرے اور سلام کے بعد دو سجدے سہو کرے مگر بنا بر مشہور بین المتاخرین یہ شک حالت قیام میں پڑے تو فوراً بیٹھ کر اور تشہد پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور بعد ازاں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۷۔ تین، چار اور پانچ میں شک۔ یہ اصل میں دو شکوں پر مشتمل ہے تین چار میں شک اور چار پانچ میں شک لہذا اس کا حکم انہی دو شکوں کی طرف راجع ہے یعنی چار پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے اور بعد سلام ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے اور دو سجدے سہو بھی کرے۔

۸۔ دو، چار اور پانچ میں شک، یہ بھی دو منصوص شکوں پر مشتمل ہے۔

دو چار اور چار پانچ کے درمیان شک لہذا وہی حکم یہاں جاری ہوگا یعنی چار پر بنا رکھے اور نماز ختم کرے بعد ازاں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور پھر دو سجدے سہو ادا کرے۔

۹۔ دو تین اور چار پانچ میں شک۔ یہ بھی دو منصوص شکوں پر مشتمل ہے (دو تین اور چار کے درمیان اور چار پانچ کے درمیان شک) لہذا وہی حکم یہاں نافذ العمل ہوگا یعنی چار پر بنا رکھ کر سلام پھیرے بعد ازاں دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھے اور بعد ازاں دو سجدے سہو ادا کرے واللہ العالم۔

sibtain.com

نماز احتیاط کا طریقہ

دل میں نیت کرنے کے بعد بنا بر واجب تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع کرے اور پھر صرف سورہ فاتحہ پڑھے بعد ازاں رکوع و سجود کر کے اور تشہد پڑھ کر نماز ختم کرے اور جہاں دو رکعت ہے وہاں پہلی رکعت کے سجدتین کے بعد حسب سابق دوسری رکعت بجالائے اور تشہد و سلام پڑھ کر ختم کرے۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۱۔ بنا بر مشہور نماز احتیاط فوراً پڑھی جائے۔

مسئلہ ۲۔ اور اس کا مقام بعد از سلام ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگرچہ اظہر یہ ہے کہ نماز احتیاط اور اصل نماز کے درمیان منافیات صلوٰۃ سے بچنا ضروری نہیں حتی کہ وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن احتیاط وجوبی یہ ہے کہ اس صورت میں یعنی منافیات کے بعد پڑھنے کی صورت میں نماز احتیاط کے بعد اصل نماز کا اعادہ بھی کیا جائے۔

مسئلہ ۴۔ نماز احتیاط میں اذان و اقامت اور دعا قنوت نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۔ احوط یہ ہے کہ اسے اخفات سے پڑھا جائے۔

﴿نماز قصر کے احکام و مسائل﴾

قصر کا لفظی مطلب کم کرنا ہے اور قصر نماز سے مراد پنجگانہ نمازوں میں سے چار رکعتی نمازوں کو سفر کی حالت میں مخصوص شرائط کی موجودگی میں دو رکعت پڑھنا ہے جہاں قصر واجب ہے وہاں قصر ہی پڑھنا ہوگی البتہ اگر کوئی شخص بھول کر پوری پڑھے اور وقت کے اندر یاد آجائے تو اعادہ واجب ہے ورنہ وقت کے بعد قضا لازم نہیں ہے۔ اور اگر کوئی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرے تو اعادہ لازم نہیں ہے۔ اور اگر عمداً ایسا کرے تو وقت کے اندر اعادہ وقت کے بعد قضا واجب ہے البتہ چار مقامات پر مسافر پوری نماز پڑھ سکتا ہے جس کا حکم آرہا ہے۔ انشاء اللہ۔

﴿نماز قصر کے شرائط کا بیان﴾

sibtain.com

مخفی نہ رہے کہ اس نماز قصر کے چند شرائط ہیں اگر وہ پائے جائیں تب نماز قصر ہوگی جو کہ چھ ہیں۔

ا۔ سفر تقریباً ساڑھے تینتالیس کلومیٹر ہو اور قصد سفر بھی ہو۔

جو کہ میل کے اعتبار سے ستائیس میل دو فرلانگ اور چالیس گز بنتے ہیں۔

ایسے سفر میں جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں۔ نماز قصر ہوگی عام اس سے کہ یہ مسافت یکطرفہ اتنی بنتی ہو یا دو طرفہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اتنی یا اس سے زیادہ مسافت طے کرنے کا ابتدائی قصد بھی ہو۔

واضح رہے کہ اگر جانے کی مسافت کم اور آنے کی زیادہ ہو اور ملا مقررہ مقدار پوری ہوتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ یہاں پوری نماز پڑھی جائے اور اگر کوئی شخص قصد کے بغیر دور تک سفر کرتا ہو چلا جائے تو وہ نماز پوری پڑھے گا البتہ واپسی میں اگر مسافت پوری ہوگئی ہو تو پھر قصر پڑھے گا۔ مسئلہ ۱۔ اگر کوئی شخص اپنے ارادے سے سفر نہ کرے بلکہ کسی کے ساتھ مجبوراً سفر کرے تو احوط یہ ہے کہ قصر و تمام کو جمع کرے۔

مسئلہ ۲۔ اگر کچھ مسافت طے کرنے کے بعد ارادہ سفر متذبذب ہو جائے یا بدل جائے تو قصر کی بجائے پوری نماز پڑھے گا الا یہ کہ واپسی کا سفر شرط قصر کی شرائط کے مطابق ہو تو واپسی پر قصر پڑھی جائے گی۔

مسئلہ ۳۔ ارادہ بدلنے کی صورت میں اگر اس سے پہلے قصر پڑھ چکا ہے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں اگر چہ احوط یہ ہے۔ واللہ العالم۔

۲۔ سفر مباح ہو۔ یعنی سفر معصیت نہ ہو یعنی کسی حرام کام کے لیے نہ ہو یا فی نفسہ حرام نہ ہو ورنہ نماز تو قصر نہیں ہوگی البتہ اگر سفر حرام تو ہو لیکن راستے میں تائب ہو جائے تو اگر باقی سفر شرط قصر کو پورا کرتا ہو تو قصر پڑھے گا اسی طرح اگر سفر مباح ہو اور ضمناً مسافر کوئی حرام کام انجام دے تو نماز قصر ہی پڑھے گا۔

۳۔ کثیر السفر نہ ہو۔ یعنی اس کا پیشہ سفر نہ ہو جیسے ڈرائیور، خانہ بدوش یا مبلغ اور ذاکر وغیرہ جن کے شغل کے لیے سفر لازم ہے اور یہ لوگ عرفاً کثیر السفر کہلاتے ہیں ایسے لوگ نماز پوری پڑھیں گے اور اگر اس بات کی سمجھ نہ آئے کہ آیا وہ کثیر السفر ہے یا نہ تو بری الذمہ ہونے کی خاطر قصر و تمام کو جمع کرے۔

۴۔ حد ترخص سے نکل جائے۔ مسافر اس وقت نماز قصر پڑھنا شروع کرے گا۔ جب کہ وہ سفر میں اپنے شہر سے اتنا دور نکل جائے کہ شہر والے اسے نہ دیکھیں یا وہ شہر کی عام عادی اذان نہ سن سکے اسے حد ترخص کہا جاتا ہے۔ لیکن سفر قصری سے واپسی پر اگر حد ترخص سے پہلے پڑھے تو قصر پڑھے گا اور اگر ترخص کے اندر داخل ہونے کے بعد اور گھر میں داخل ہونے پہلے پڑھے تو بنا بر مشہور پوری پڑھے گا مگر احتیاط واجب یہ ہے کہ قصر تمام کو جمع کرے۔

۵۔ اپنے وطن سے نہ گذرے۔ اگر مسافر سفر کرتا ہوا اپنے وطن سے گذرے جو عرفاً اس کا وطن ہو اور احوط یہ

sibtain.com

ہے کہ وہاں چھ ماہ رہ چکا ہوتو وہاں نماز پوری پڑھے گا اور اس کا سفر وہاں ٹوٹ جائے گا مگر یہ کہ وہاں سے گذرنے کے بعد باقی ماندہ سفر بقدر مسافت ہوتو پھر قصر پڑھے گا۔

۶۔دس دن قیام نہ کرے۔ جہاں کم از کم دس دن یا دس دن سے زیادہ رہنے کا قصد ہوتو وہ جگہ وطن کے حکم میں ہوتی ہے لہذا وہاں نماز پوری پڑھنا ہوگی۔ ضروری نہیں کہ جس جگہ دس دن رہنا ہے وہاں گھر میں مقید رہے ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ اتنا دور نہ جائے کہ اس جگہ کے حد ترخص سے نکل جائے ہاں اگر ایسا کرتا ہے تو احوط یہ ہے کہ قصر و تمام کو جمع کرے۔

اور اگر دس روزہ قیام کے ارادہ کئے بغیر اگر کوئی شخص کہیں قیام کرے تو تیس دن تک یہ نماز پوری پڑھے گا اور اس کے بعد جو نماز پڑھے گا وہ قصر پڑھے گا۔ اگر کوئی شخص دس دن کے قیام کے ارادہ سے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لے تو اگر بعد ازاں اس کا ارادہ بدل بھی جائے تو پھر بھی جب تک وہاں سے کوچ نہیں کرے گا تب تک وہاں جو نماز پڑھے گا پوری ہی پڑھے گا۔

sibtain.com

متفرق مسائل

۱۔ دس دن قیام کرنا کسی ایک مقام میں معتبر ہے اگر متعدد مقامات پر وقت گذارے مثلاً کچھ دن لاہور کچھ دن پنڈی کچھ دن گوجرانوالہ اور ملا کر دس دن یا زیادہ ہو جائے تو نماز قصر ہی پڑھے گا۔

۲۔ مکہ و مدینہ مسجد کوفہ اور امام حسین علیہ السلام کے روضہ اطہر کے اردگرد مسافر پوری نماز پڑھ سکتا ہے البتہ احتیاط یہ ہے کہ مکہ و مدینہ میں صرف مسجد الحرام اور مسجد نبوی تک یہ حکم محدود سمجھا جائے لیکن ان مقامات مقدسہ میں یہ حکم صرف نماز تک محدود ہے اگر ماہ رمضان ہو یا کوئی دیگر روزہ جو مسافر کے لیے صحیح نہیں ہے تو یہاں بھی نہیں رکھا جا سکے گا۔

۳۔ اگر کوئی شخص کسی نماز کے وقت کے دوران کچھ وقت مسافر اور کچھ وقت غیر مسافر ہے اور خدانخواستہ نماز نہ پڑھے تو قضاء کرتے ہوئے آخری وقت کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اگر آخری وقت مسافر تھا تو قضا قصر ورنہ پوری پڑھے گا۔

۴۔ سفر کی قضاء نماز اگر حضر میں بھی پڑھے تو قصری پڑھے گا اور حضر کی قضا سفر میں بھی پڑھے تو پوری ہی پڑھے گا۔ کما لا یخفی۔

﴿قضا کے احکام﴾

وہ نماز جو اپنے وقت پر نہ پڑھی جائے بلکہ وقت کے بعد پڑھی جائے وہ قضاء کہلاتی ہے۔ یہاں قضاء نمازوں کے احکام کی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ انسان جو نماز بلاوجہ نہ پڑھے یا شرائط واجزا کو ترک کرنے کی وجہ سے غلط پڑھے اسکی قضا واجب ہے اور مندرجہ ذیل چند صورتوں میں جو نمازیں ہو جائیں انکی قضا واجب نہیں ہے۔ وہ نمازیں جن کی قضا نہیں ہے؟

۱۔ جو غشی کی حالت میں قضاء ہو۔ اگر کوئی شخص غشی کی حالت میں ہو اور اس طرح نماز کا وقت نکل جائے اور یہ غشی بھی قدرتی اور طبعی ہو خود کردہ نہ ہو تو اس نماز کی قضا لازم نہیں ہے۔

sibtain.com

مسئلہ۔ اگر وقت نماز شروع ہونے کے بعد اتنا وقت گذر جائے کہ جس میں طہارت وغیرہ کر کے نماز پڑھی جا سکتی تھی اور پھر غشی ہو جائے تو ایسی نماز کی قضاء لازم ہوگی۔

۲۔ جنون۔ اگر جنون طبعی وقدرتی ہو تو اس دوران میں قضا شدہ نمازوں کا حکم بھی غشی جیسا ہے یعنی ان کی قضا لازم نہیں ہے۔

۳۔ زمان کفر کی چھوٹی ہوئی نماز۔ اگر انسان پہلے کافر ہو بعد ازاں مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانے کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر مسلمان خدانخواستہ کچھ عرصہ مرتد ہو جائے تو اس زمانہ ارتداد کی نمازوں کی قضاء بعد از اسلام لازم ہوگی اور جہاں تک مرتد ملی وفطری کی پھر انکی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ ہے تو اسکی وضاحت کے لیے قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ واضح رہے کہ اگر کوئی باطل مذہب والا صحیح العقیدہ ہو جائے تو جو نمازیں اس نے سابقہ مذہب کی رو سے صحیح پڑھی تھیں ان کی قضاء لازم نہ ہوگی۔

۴۔ عدم بلوغ۔ شرعی بلوغت ہونے سے پہلے کی نمازوں کی قضاء واجب نہیں ہے۔

۵۔ وقت حیض ونفاس کی نماز؟

حیض ونفاس کی حالت میں ترک شدہ نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ اگر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اتنا وقت گذر جائے جس میں طہارت کر کے نماز پڑھی جا سکتی تھی لیکن نماز نہ پڑھی گئی ہو اور پھر حیض ونفاس شروع ہو گیا تو اسکی قضا حیض ونفاس کے بعد لازم ہوگی اور یہی حکم حیض ونفاس سے پاک ہونے کا ہے کہ اگر اس قدر وقت باقی تھا کہ غسل وغیرہ کر کے نماز پڑھی جا سکتی تھی تو واجب ہوگی اور اگر نہ پڑھی گئی تو اسکی قضا واجب ہوگی۔ اور اگر وقت اس قدر تنگ ہو کہ طہارت کے بعد اور ایک رکعت بھی وقت کے اندر نہ پڑھی جا سکے تو پھر واجب نہ ہوگی۔

۶۔ وہ جو طہارت مائیہ اور ترابیہ ہر دو پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ وہ شخص جو وضو وغسل کے لیے پانی نہیں رکھتا اور تیمم کے لیے بھی اسے کوئی شئے دستیاب نہیں ہے اس پر نماز کی ادا اور قضا واجب نہیں ہے اگر چہ بلا طہارت بقصد مافی الذمہ نماز پڑھنا اور خارج وقت میں اسکی قضا کرنا احوط ہے۔ واللہ العالم۔

sibtain.com

ان صورتوں کے علاوہ اگر کسی طرح نماز قضا ہو جائے تو اسکی قضا واجب ہوگی خواہ ایسا عمداً کرے یا جہلاً یا نسیاناً بہر حال قضا لازم ہوگی۔

﴿قضاء کے متفرق مسائل؟﴾

مسئلہ۱ اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو اور پتہ نہ ہو کہ وہ کونسی ہے تو مافی الذمہ کے قصد سے ایک دو رکعتی یا لجہر ایک تین رکعتی بالجہر اور ایک چار رکعتی چاہے تو بالجہر اور چاہے تو بالاخفات پڑھ لے کافی ہے۔

مسئلہ۲۔ اگر مسافرت میں دن کی کوئی نماز قضاء ہو جائے اور یاد نہ رہے کہ کونسی تھی تو مافی الذمہ کی نیت سے ایک دو رکعتی اور ایک تین رکعتی پڑھ لے تین رکعتی میں پہلی دو میں حسب دستور جہر اختیار کرے اور دو رکعتی میں جہر و اخفات میں اسے اختیار ہے۔

مسئلہ۳۔ جس کے ذمہ واجب نمازوں کی قضا ہو وہ مستحبی نماز نہیں پڑھ سکتا اسے حضرت آیۃ اللہ ظلہ العالی نے قوانین الشرعیہ میں نہایت لطیف مثال سے واضح فرمایا ہے فراجع۔

مسئلہ ۴۔ روزانہ کی قضا شدہ نمازوں میں قضا نماز پڑھتے وقت ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کی ترتیب بالاتفاق واجب ہے بشرطیکہ ایک ہی دن کی ہوں۔

مسئلہ ۵۔ اور اگر قضا شدہ نمازیں بہت ہوں اور ترتیب کا علم نہ ہو تو پھر ان میں ترتیب کا ملحوظ رکھنا واجب نہیں ہے البتہ احوط ہے۔

﴿میت کی قضاء نماز﴾

اس مسئلہ سے واضح ہوتا ہے کہ مومن کو اپنے احکام شریعت کی بجا آوری کے سلسلہ میں محتاط رہنا چاہیے اور اپنی قضا شدہ فرض عبادات کا اپنے بعد والوں کے علم میں لانے کا انتظام کرنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ مومن کو وصیت لکھ کر رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ بنابراحتیاط مرنے والے کے عورت یا مرد ہونے سے قطع نظر کرتے ہوئے انکی قضا نمازوں کی ادائیگی اقرب وارث پر واجب ہے البتہ یہاں یہ رعایت ضروردی گئی ہے کہ یہ نمازیں اجرت پر بھی پڑھوائی جاسکتی ہیں۔ بعض لوگ ممکن ہے یہ خیال کریں کہ واجب پر اجرت لینا حرام ہے تو عرض یہ ہے کہ یہ اجرت لینا اس وقت حرام ہوسکتا ہے جب وہ اقرب وارث خود پڑھے اور دوسرے وارثوں سے اس نماز کی اجرت لے جس پر خود ادائیگی واجب ہے کیونکہ قضا واجب تو اسی اقرب وارث پر ہے اس پر تو واجب نہیں ہے جو اجرت پر پڑھ رہا ہے نیز اس مسئلہ پر تحقیقی بحث کے سلسلہ میں قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

sibtain.com

﴿متفرق مسائل﴾

۱۔ بنابراشہر واظہر ان سب نمازوں کی قضا واجب ہے جو میت کے ذمہ ہوں خواہ کسی عذر شرعی کی بنا پر قضا ہوئی ہوں یا بلا عذر ہوئی ہوں۔

۲۔ جسے اجرت دے کر نماز پر تیار کیا گیا ہے اس کے لئے مومن و عاقل ہونا تو بالاتفاق ضروری ہے البتہ احوط یہ ہے کہ بالغ و عادل بھی ہو اور یہ بہرحال ضروری ہے کہ وہ نماز صحیح پڑھ سکتا ہو تا کہ اسکی پڑھی ہوئی نماز پر اعتماد کیا جاسکے۔

﴿نماز جماعت﴾

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا بے حد اجر وثواب بیان ہوا ہے۔ ذیل میں نماز باجماعت کے بعض احکام بیان کیے جاتے ہیں۔

﴿جماعت کب واجب ہے﴾

عموی حالات میں تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے البتہ بعض جگہ واجب ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ جب جمعہ یا عیدین منعقد ہوں اور انسان عذر شرعی نہ رکھتا ہو تو ان میں شامل ہونا واجب ہے اور چونکہ جمعہ بغیر جماعت کے منعقد نہیں ہوتا اس لئے گویا جماعت کا نعقاد واجب ہے۔

۲۔ نذر قسم یا عہد کی وجہ سے جماعت واجب ہو جائے۔

۳۔ جب کسی شخص سے سورہ فاتحہ یاد نہ ہو سکتی ہو تو ایسے شخص پر جماعت میں شمول واجب ہے۔

۴۔ بعض اعلام کے فرمان کے مطابق شوہر جب بیوی کو اور والدین اولاد کو حکم دیں تو جماعت میں شمول واجب ہے۔

﴿کن نمازوں میں جماعت مشروع ہے﴾

جو نمازیں اصلاً واجب ہیں ان میں جماعت مشروع ہے اگر چہ کسی وجہ سے بالعارض مستحب بھی ہو جائیں مثلاً کسی شخص نے ظہر فرادی پڑھ لی پھر جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو اب ظہر کو دوبارہ پڑھنا جماعت کی خاطر مستحب ہے اور جو نماز اصلاً مستحب ہو اسکی جماعت مشروع نہیں ہے سوائے نماز استقاء کے یہی وجہ ہے کہ نذر قسم اور عہد کی نماز جماعت سے نہیں ہو سکتی۔

﴿نماز باجماعت کے شرائط کا بیان؟﴾

۱۔ عدد۔ جو کہ جمعہ وعیدین میں ہے کہ پیش نماز سمیت کم از کم پانچ افراد ہیں اور باقی میں کم از کم دو کافی ہیں

sibtain.com

ایک پیش نماز اور ایک مقتدی۔

۲۔ جامع الشرائط پیش نماز۔

اسکی تفصیل پیش نماز کی شرائط میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالی۔

۳۔ صف بندی اور اتصال۔ اگر مقتدی مرد ہو اور ایک تو پیش نماز کے دائیں اور علی الاحوط قدرے پیچھے کھڑا ہو اور اگر عورت ہو تو بالکل پیچھے کھڑی ہو اور اگر مقتدی ایک سے زائد ہوں۔ تو پیچھے کھڑے ہوں البتہ عورتوں کی جماعت ہو تو عورت جو پیش نماز ہے وہ وسط میں کھڑی ہو۔

نمازی ایک دوسرے سے اور اگلی صف پچھلی صف سے نیز پیش نماز کے پیچھے والے پیش نماز سے ایک قدم سے زیادہ دور نہ ہوں یعنی پیش نماز کے قیام کی جگہ ماموم کے سجدہ کی جگہ سے قدم بھر سے دور نہ ہو۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ پیش نماز اگر مرد اور مقتدی مرد ہیں تو درمیان میں کوئی رکاوٹ یا حاجب نہ ہو لیکن اگر عورت مرد کی اقتداء کر رہی ہے تو پھر جب اقتداء سے مانع نہیں ہے۔

sibtain.com

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ جو لوگ مسجد کے صحن میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دروانے بند ہیں تو وہ لوگ اس پیش نماز کی اقتداء نہیں کر سکتے جو اندر نماز پڑھا رہا ہے ہاں اگر دروازے کھلے ہوں اور کوئی شخص دروازہ میں بھی نماز پڑھ رہا ہو تو اس صورت میں سب کی اقتداء صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر دوران نماز کچھ لوگوں کی نماز قصر ہونے کی وجہ سے یا علیحدہ ہو جانے کے سبب سے اتصال کی شرط نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ شرط ابتدائی ہے استدامی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۔ امام کی جگہ بلند نہ ہو۔ امام جماعت کے کھڑا ہونے کی جگہ مقتدی کے قیام کی جگہ سے بلند نہ ہو۔ اور احتیاط یہ ہے کہ ایک بالشت سے زیادہ وپست بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۴۔ ماموم کی جگہ بلند نہ ہو۔ ماموم کی جگہ اتنی بلند نہ ہو کہ عرفاً جماعت اور اقتداء سے مانع ہو۔

مسئلہ ۵۔ ماموم پیچھے ہو۔ جماعت میں ضروری ہے کہ مقتدی امام سے آگے کھڑا نہ ہو ہاں البتہ اگر ایک ہو تو

جیسا کے اوپر بیان ہوا پیش نماز کے دائیں جانب علی الاحوط تھوڑا سا کھڑا ہو۔

پیش نماز کے شرائط۔ ہر شخص نماز نہیں پڑھا سکتا بلکہ ضروری ہے کہ اس میں کچھ شرائط پائے جاتے ہوں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بالغ ہو۔ اگرچہ ممیز بچہ کی جماعت کی امامت خالی از قوت نہیں ہے تاہم علی الاحوط پیش نماز کو بالغ ہونا چاہیے۔

۲۔ عقل۔ پاگل کی امامت جائز نہیں ہے اور علی الاحوط ایسے پاگل کی بھی اقتداء جائز نہیں ہے جو کبھی پاگل ہو جاتا ہو،

۳۔ صحیح العقیدہ مومن ہو۔

۴۔ حلال زادہ ہو۔

sibtain.com

۵۔ ذکوریت۔ امام جماعت کا مرد ہونا اس وقت شرط ہے جب مقتدیوں میں ایک بھی مرد ہو البتہ عورت عورتوں کو جماعت کروا سکتی ہے۔

۶۔ قیام پر قدرت رکھتا ہو۔ جو کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ ایسوں کو جماعت نہیں کروا سکتا جو قیام پر قادر ہوں بلکہ احتیاط یہ ہے کہ ہر ناقص کامل کو نماز نہ پڑھائے۔

۷۔ عدالت۔ یعنی پیش نماز عمداً واجبات کا تارک یا محرمات کا مرتکب نہ ہوتا ہو۔ اگر العیاذ باللہ گناہ کرے گا تو پھر عادل نہ رہے گا اور جب عادل نہ رہے گا تو پھر نماز نہیں پڑھا سکے گا ہاں البتہ اگر توبۃ النصوح کر لے تو پھر عادل بن جائے گا اور امامت کرا سکے گا۔

۸۔ نماز کے مسائل واجبہ سے آگاہ ہو۔

یہ شرط ارباب بصیرت پر عیاں ہے کہ نماز کو صحیح طریقے پر پڑھ سکتا ہو اور اسکی قرات صحیح ہو قرات کے صحیح ہونے کا معیار یہ ہو کہ لحن جلی کا مرتکب نہ ہو یعنی زبر کو الف یا زیر کو پیش پڑھنا، تشدید کو نہ ملانا یا جہاں نہ ہو وہاں ملانا اور مشتبہ الصوت حروف میں امتیاز نہ کرنا لحن جلی کی مثالیں ہیں۔ البتہ کسی خلقی نقص کی وجہ سے صحیح تلفظ ادا

نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں ہے خلاصہ یہ کہ عام اہل زبان کی طرح قرات کرنا کافی ہے۔ اگر علم تجوید کی موشگافیوں سے آگاہ نہ ہو،

پیش نماز کے فرائض

پیش نماز کا نماز پڑھنا منفرد کے نماز پڑھنے سے مختلف نہیں ہے البتہ جمعہ وعیدین میں پیش نماز کا جماعت کروانے کی نیت کرنا ضروری ہے جبکہ دوسری نمازوں میں جماعت کرانے کی نیت ضروری نہیں ہے۔

مقتدی کے فرائض

پیش نماز کی نام اور وصف سے تعین کرے علی الاحوط کہ کس کے پیچھے پڑھ رہا ہے۔

۲۔ اذکار میں سے تکبیرۃ الاحرام پیش نماز سے بعد کہے بلکہ احوط یہ ہے کہ زیادہ صفوں کی صورت میں اگلی صف کے کہنے کے بعد پچھلی صف والے کہیں۔

sibtain.com

۳۔ افعال میں پیش نماز پر سبقت نہ کرے یعنی پیش نماز سے پہلے رکوع وسجود میں جانا یا رکوع سے پہلے سر اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بھول کر ایسا کرے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ دوبارہ رکوع وسجود میں نہ جائے۔

۴۔ پہلی دو رکعتوں میں پیش نماز کے حمد اور سورہ پڑھتے وقت خاموش کھڑا رہے یا زیادہ سے زیادہ اخفاتی نمازوں میں کوئی ذکر خدا کرتا رہے البتہ پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی سب اذکار خود بھی پڑھے اور آخری رکعت یا رکعتوں میں سب کچھ خود پڑھے۔

جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ

پہلی رکعت میں۔ اگر رکوع یا رکوع سے پہلے شامل ہو تو کافی ہے۔ دوسری رکعت میں۔ اگر رکوع سے پہلے شامل ہو یا رکوع میں تو کافی ہے لیکن جب پیش نماز تشہد پڑھے تو یہ ایسی صورت بنائے کہ گویا اٹھنے لگا ہے یعنی گھٹنے اٹھا کر ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے اور بغرض متابعت تشہد پڑھے یہ سب امور مستحب ہیں پھر

جب پیش نماز کھڑا ہو تو یہ بھی کھڑا ہو اب امام کی تیسری اور اسکی دوسری رکعت ہے لہذا قرات کرلے اگر چہ سورہ فاتحہ ہی پڑھ سکے تو کافی ہے۔ اور جب پیش نماز چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو تو یہ جلد جلد اپنا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور پیش نماز کی چوتھی رکعت میں جو کہ مقتدی کی تیسری ہے متابعت کرتے ہوئے سابقہ طریقے سے تشہد پڑھ اور جب پیش نماز سلام پڑھے تو یہ کھڑا ہو کر نماز مکمل کرلے۔ تیسری میں وہی مسائل ہیں جو سابقہ مسئلے میں بیان ہوئے مگر یہ اصول یاد رہے کہ جب پیش نماز کی تیسری یا چوتھی اور مقتدی کی پہلی یا دوسری ہو تو قرات ساقط نہ ہوگی مقتدی کو سورہ فاتحہ اور دوسری یا فقط سورہ فاتحہ پڑھنا پڑے گی اور اگر خطرہ ہو کہ رکوع میں پیش نماز سے نہیں مل سکے گا تو انتظار کرلے کہ جب پیش نماز رکوع میں چلا جائے تو اس وقت تکبیرۃ الاحرام کہہ کر بغیر قرات اسکے ساتھ شامل ہو جائے۔

چوتھی میں شمول اس صورت میں تیسری میں شمول والے احکام لاگو ہونگے۔ واللہ الموفق۔

sibtain.com

نماز جماعت کے مستحبات۔ نماز جماعت میں چند امور مستحب ہیں جن میں بعض یہ ہیں۔

۱۔ پہلی صف میں اہل فضل و کمال کو جگہ دی جائے۔

۲۔ اگر امام یا ماموم پہلے فرادی پڑھ چکا ہو تو جماعت کے ساتھ اس کا اعادہ کرنا۔

۳۔ جب مقتدی امام سے پہلے قرات سے فارغ ہو جائے جس صورت میں اس پر واجب ہو تو کوئی ذکر خدا کرتا رہے۔

۴۔ پیش نماز کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں میں سے کمزور ترین شخص کے مطابق مختصر نماز پڑھے۔

۵۔ اگر چہ اخفاتی نماز ہو۔ مگر پیش نماز کے لیے قرات کے علاوہ دوسرے اذکار کا بالجھر پڑھنا مستحب ہے۔

۶۔ اگر محسوس ہو کہ حالت کہ کوئی نیا مقتدی شامل ہونا چاہتا ہے تو رکوع کو قدرے طول دینا۔

۷۔ جب پیش نماز سورہ فاتحہ ختم کرے تو مقتدیوں کے لیے الحمد للہ رب العالمین کہنا۔

۸۔ صفوں کو سیدھا اور پر رکھنا۔

۹۔ اقامت میں قد قامت الصلوۃ کہنے کے بعد سب نمازیوں کے لیے کھڑا ہو جانا۔

۱۰۔ پیش نماز کے لیے دائیں جانب کھڑا ہونا وغیرہ۔

نماز باجماعت کے مکروہات

نماز باجماعت میں چند چیزیں مکروہ ہیں جن کے ارتکاب سے ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ مقتدی کا صف کو چھوڑ کر تنہا کھڑا ہونا۔

۲۔ قد قامت الصلوۃ کے بعد نفل پڑھنا۔

۳۔ پیش نماز کا مفرد کے صیغہ سے دعا کرنا بلکہ اسے جمع کے صیغے استعمال کرنا چاہیں

۴۔ مجذوم، مبروص اور محدود کا نماز پڑھانا اگر چہ اس کی عدالت عود کر چکی ہو۔

۵۔ غیر مختون کا نماز پڑھانا۔

۶۔ اس شخص کا نماز پڑھانا جسے مقتدی پسند نہ کریں۔

۷۔ تیمم والے شخص کا وضو والے مقتدیوں کو نماز پڑھانا۔

۸۔ حاضر کا مسافر یا مسافر کا حاضر کی اقتداء میں نماز پڑھنا۔

sibtain.com

دیگر واجب نمازیں

۱۔ نماز آیات۔ یہ نماز چند قدرتی حادثات کی وجہ سے واجب ہوتی ہے۔

اس نماز کے وجوب کے اسباب؟۔

۲۔ سورج گرہن۔ اگر چہ کم ہو۔

۳۔ چاند گرہن۔ اگر چہ پورا نہ ہو۔

۴۔ ہر قدرتی سماوی یا ارضی آفت۔ سماوی حادثات جیسے خوفناک سیاہ آندھی، خطرناک سرخی یا تاریکی اور کڑک و گرج اور ارضی حادثات جیسے پہاڑ کا گرنا یا لینڈ سلائیڈنگ وغیرہ کی وجہ سے اس وقت یہ نماز واجب ہوتی۔ جب عرفاً ان چیزوں سے خوف و ہراس پیدا ہو جائے۔

﴿نماز آیات کا وقت﴾

مشہور ہے کہ چاند اور سورج گرہن کی نماز کا وقت تو گرہن لگنے سے شروع ہوتا ہے اور اسکے نکلنے تک باقی رہتا ہے اور اگر یہ نماز بروقت نہ پڑھی جاسکے تو بعد میں مدت العمر تک قربت مطلقہ کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہے اور باقی آفات کے لیے جب بھی پڑھی جائے ادا ہی ہوگی۔ واضح رہے کہ اگر گرہن کا بروقت علم نہ ہو تو بعد از علم اس صورت میں قضا لازم ہے جب کہ پورا سورج یا چاند گرہن لگا ہو۔ بصورت دیگر قضا لازم نہیں ہے۔ واللہ العالم

﴿نماز آیات پڑھنے کا طریقہ؟﴾

یہ نماز دو رکعت ہے جس میں دس رکوع اور پانچ قنوت ہیں یعنی ہر دوسرے رکوع سے پہلے قنوت ہے اور اسکے پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔

sibtain.com

افضل طریقہ۔ تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع کرے اور سورہ فاتحہ اور اسکے بعد کوئی سورہ پڑھے پھر رکوع کرے پھر رکوع سے کھڑا ہو کر سورہ فاتحہ اور دیگر کوئی سورہ پڑھے اور دوسرا رکوع کرے مگر پہلے قنوت پڑھے اسی طرح ہر رکوع سے قبل سورہ فاتحہ اور مکمل سورہ پڑھے اس طرح پانچ رکوع، دو قنوت اور دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھے اس میں پانچ رکوع تین قنوت اور دو سجدے ہوں گے کہ علی المشہور یہاں پر رکوع ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے نیز مستحب ہے کہ ہر دوسرے رکوع سے پہلے قنوت پڑھے اور ہر رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہے۔

آسان طریقہ۔ تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر کسی سورہ کے پانچ ٹکڑے کرلے اور ہر کو پہلے ٹکڑے سورہ فاتحہ کے ساتھ پڑھ کر پہلا رکوع کرے اور پھر رکوع سے سر اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھے بغیر سورہ کا دوسرا ٹکڑا پڑھ کر رکوع کرے وعلی ھذا القیاس پہلی رکعت مکمل کرے اور پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھے مثلاً سورہ قل ھو اللہ کو آسانی سے مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا حصہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسرا حصہ۔ قل ھو اللہ احد۔ تیسرا حصہ۔ اللہ الصمد۔ چوتھا حصہ۔ لم یلد ولم

یولد۔ پانچواں حصہ۔ ولم یکن لہ کفواً احد۔ اور بدستور سابق ہر دوسرے رکوع سے پہلے قنوت اس طرح کل قنوت پانچ بنتے ہیں جبکہ دو قنوت پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے یعنی پانچویں اور دسویں رکوع سے پہلے۔

﴿متفرق مسائل﴾

ایک رکعت افضل اور دوسری آسان طریقے کے مطابق بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۔ نماز آیات کی رکعتوں میں جہاں بھی شک پڑ جائے اور غور وفکر کے بعد بھی وہ شک دور نہ ہو تو نماز باطل ہو جائے گی اور از سر نو پڑھی جائیگی۔

مسئلہ ۳۔ اس نماز کے واجبات، مستحبات اور آداب وہی ہیں جو نماز ہائے پنجگانہ کے ہیں فرق صرف اسقدر ہے کہ اسمیں اذان واقامت نہیں ہے۔

﴿نماز جمعہ﴾

sibtain.com

آیۃ اللہ العظمی آقائی الشیخ محمد حسین النجفی نماز جمعہ کے واجب عینی ہونے کے قائل ہیں آپ کے نزدیک شرائط ہونے کی صورت میں جمعہ پڑھنا واجب ہے ذیل آنجناب کے فتویٰ کے مطابق جمعہ کے نماز کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

﴿جمعہ کے وجوب کی شرائط﴾

۱۔ جامع الشرائط پیش نماز۔

چونکہ جمعہ جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتی اس لئے اس سلسلہ میں جامع الشرائط پیش نماز کا ہونا ضروری ہے کہ جماعت کا مطلب ہی پیش نماز کی اقتداء میں نماز ادا کرنا ہے۔

۲۔ عدد۔ بنا بر تحقیق پانچ افراد کا ہونا (جن میں پیش نماز بھی شامل ہے) جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے۔ لیکن نماز شروع ہونے کے بعد اگر یہ تعداد کم بھی ہو جائے تو بھی نماز صحیح رہے گی کیونکہ یہ شرط ابتدائی ہے استدامی نہیں ہے۔

۳۔ دو خطبے۔ دو خطبے نماز سے پہلے اس نماز کی شرط ہیں اور دو رکعت کے قائمقام ہیں اور ان میں آٹھ

چیزیں ہیں۔

ا۔نماز سے پہلے پڑھنا۔ب۔دو خطبوں کے وسط میں بیٹھنا۔ہ۔حمد اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر دورد سلام، وعظ نصیحت کرنا اور کوئی مختصر سورہ پڑھنا۔و۔خاموشی اور توجہ سے سننا۔ز۔خطبہ پڑھتے اور سنتے وقت باطہارت ہونا علی الاحوط ضروری ہے۔ح۔زوال کے بعد پڑھنا۔

۴۔جماعت کے ساتھ۔یہ شرط بھی ابتدائی ہے لہذا دوسری رکعت میں شریک ہونے والا شخص اگر ایک رکعت جماعت کے ساتھ اور دوسری انفرادی بھی پڑھ لے تو اسکی نماز جمعہ ہو جائیگی۔

۵۔تین میل اور تین فرلانگ کے اندر فقط ایک جگہ نماز جمعہ کا ہونا۔

وہ لوگ جن پر نماز جمعہ میں حاضر ہونا ضروری ہے؟

جن لوگوں کے لیے نماز جمعہ میں حاضر ہونا ضروری ہے ان میں درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے

ا۔بلوغت۔۲۔عقل۔۳۔حریت (آزاد ہونا) ۴۔اندھا نہ ہونا۔۵۔عدم مرض۔لہذا مریض پر حاضری واجب نہیں ہے بشرطیکہ بیماری کی وجہ سے حاضری میں دشواری ہو۔۶۔حاضر ہونا۔لہذا مسافر پر واجب نہیں ہے۔۷۔رجولیت۔لہذا عورت پر جمعہ واجب نہیں ہے۔۸۔بہت بوڑھا نہ ہو جسکی وجہ سے آنا جانا دشوار ہو۔۹۔شدید بارش نہ ہو۔۱۰۔دو فرسخ سے زیادہ دور نہ ہو۔البتہ دو فرسخ پر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر حاضر ہونا ضروری ہے۔

نماز جمعہ کا وقت؟

بنا بر مشہور زوال کے بعد سے سایہ برابر ہونے تک رہتا ہے لیکن تحقیقی قول کی بنا پر سایہ کے 2/7 قدم ہونے تک ہے لہذا نماز جمعہ پڑھنے میں بہت جلدی کرنا چاہیے۔اور خطبات وغیرہ کا اس قدر طول نہیں دینا چاہیے کہ نماز جمعہ کا وقت ہی نکل جائے۔واللہ الموفق۔

نماز جمعہ کی کیفیت

یہ دو رکعت ہے اور فجر کی نماز کی طرح پڑھ جاسکتی ہے لیکن اس کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں

سورہ منافقون کا پڑھنا سنت موکدہ ہے اور سنت ہے کہ اسمیں دو قنوت پڑھے جائیں پہلی رکعت میں قبل از رکوع اور دوسری میں بعد از رکوع پڑھا جائے۔

﴿متفرق مسائل؟﴾

مسئلہ ا۔ جمعہ کے دن زوال کے بعد سے نماز جمعہ کی ادائیگی تک خرید و فروخت حرام ہے اور احوط یہ ہے کہ دیگر معاملات از قسم نکاح و طلاق سے بھی پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۔ تین میل تین فرلانگ کے اندر دو جمعے منعقد کرنا حرام ہے اور مشہور یہ ہے کہ جو پہلے پڑھا جا ئے گا وہ صحیح ہوگا اور جو بعد میں پڑھا جائے گا وہ باطل ہوگا۔ لیکن اگر پہلے والوں کو دوسرے کے انعقاد کا علم ہو تو ان کے لیے بھی پڑھنا حرام ہے۔ الغرض حرام و حلال ہونا الگ اور صحیح و باطل ہونا الگ۔ کیونکہ پہلی چیز کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے اور دوسری کا احکام وضیعہ سے۔ کما لا یخفیٰ۔

sibtain.com

﴿نماز جمعہ کے آداب﴾

روز جمعہ اور نماز جمعہ کے کچھ آداب ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

ا۔ غسل جمعہ کرنا۔ ۲۔ بیس رکعت نماز نوافل پڑھنا۔ ۳۔ نماز جمعہ کی طرف سبقت کرنا۔ ۴۔ ناخن اور مونچھیں کٹوانا۔ ۵۔ صاف ستھرے عمدہ کپڑے زیب تن کرنا۔ ۶۔ خوشبو لگانا۔ ۷۔ شب و روز جمعہ کی مخصوص دعائیں بالخصوص دعائے کمیل کا پڑھنا۔ ۸۔ عام دنوں میں ایک سو بار اور شب و روز جمعہ میں ایک ہزار بار درود شریف پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

﴿نماز عید الفطر والاضحیٰ﴾

واضح رہے کہ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین النجفی کے نزدیک عیدین کی نماز واجب ہے اور وجوب کے دلائل کیلیے کتاب لاجواب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمایا جائے اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک زمانہ غیبت کبریٰ میں عیدین کا وجوب استحباب سے بدل گیا ہے لیکن آقائی موصوف نے ادلہ وافرہ و موثرہ سے فی زمانہ بھی اس نماز کا وجوب ثابت کیا ہے۔ (فراجع)

شرائط وجوب۔ بالکل وہی ہیں جو نماز جمعہ کے سلسلہ میں بیان ہوئے ہیں اس نماز میں کن پر حاضر ہونا واجب ہے؟ بنا بر ظاہر یہاں بھی وہی حکم ہے جو نماز جمعہ کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔

نماز عیدین کا طریقہ اور کیفیت؟ ہر دو عیدوں کی نماز دو رکعت ہے جو عام نماز کی طرح ہے فرق صرف یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرات کے بعد پانچ تکبیریں اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہنا ضروری ہیں جو ان تکبیروں کے علاوہ ہیں جو رکوع کے لیے مستحب ہیں اور ہر دوسری تکبیر کے بعد قنوت بھی مستحب ہے۔

اس میں کسی خاص سورہ کا سورہ فاتحہ کے بعد پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ پہلی میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں سورہ والشمس کا پڑھنا افضل ہے۔

دو خطبے۔ یہاں بھی دو خطبے پڑھنا ضروری ہیں اور ویسے ہی جیسے کہ جمعہ میں بیان ہوا ہے البتہ دو فرق ہیں ۔ پہلا فرق۔ یہ کہ یہ خطبے نماز سے پہلے نہیں بلکہ بعد میں پڑھے جائیں گے۔

دوسرا فرق۔ عید الفطر کے خطبے میں فطرہ اور عید الاضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے مسائل بھی بیان کیے جائیں گے۔

sibtain.com

نماز عیدین کا وقت؟

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے لیکن احوط یہ ہے کہ جلد پڑھی جائے۔

نماز عیدین کے مستحبات۔

نماز عیدین میں چند امور مستحب ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

ا۔ صحراء میں جا کر پڑھنا مکہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ ۲۔ مصلی اور چٹائی کے بغیر زمین پر نماز پڑھنا۔

۳۔ اذان و اقامت کے عوض تین بار الصلوۃ الصلوۃ۔ الصلوٰاۃ کہنا۔ ۴۔ جاتے وقت دعا و تکبیر میں مشغول رہنا۔ ۶۔ جاتے اور آتے وقت راستہ تبدیل کرنا۔ ۷۔ سفید رنگ کا عمامہ باندھ کر جانا۔ ۸۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھجور وغیرہ شیرینی سے اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرنا۔ ۹۔ نماز کا بالجہر پڑھنا۔ ۱۰۔ تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کا بلند کرنا۔

نمازعیدین کے مکروہات

نمازعیدین میں چند چیزیں مکروہ ہیں۔جن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔نمازعید سے پہلے یا اسکے بعد زوال تک کوئی نافلہ پڑھنا ۲۔طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے سفر کرنا البتہ طلوع آفتاب کے بعد اس شخص کے لیے جس پر نماز عید پڑھنا واجب ہے بنا بر مشہور (علی الاحوط) سفر کرنا حرام ہے۔۳۔زیر سقف نمازعید پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب الزکوۃ

ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ اسلام میں نماز کے بعد سب سے بڑا فریضہ زکوۃ ہے قرآن مجید میں قریباً چالیس مقامات پر اقام الصلوۃ کے ساتھ ایتاء الزکوۃ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اور احادیث اہلبیت میں یہاں تک وارد ہے کہ اگر زکوۃ ادا نہ کی جائے تو نماز قبول نہیں ہوتی۔یہاں زکوۃ کے بعض ضروری مسائل اور احکام پیش خدمت ہیں کیونکہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔تفصیل کے شائقین اصل کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

sibtain.com

زکوۃ واجب ہونے کی شرائط

زکوۃ کے وجوب کی چند شرطیں ہیں جیسے۔

۱۔بلوغ۔۲۔عقل۔۳۔آزاد ہونا۔۴۔نصاب کا حاصل ہونا۔۵۔تصرف پر اختیار ہونا۔بنابریں نابالغ بچہ پر، دیوانہ پر، غلام پر اور جس کے پاس نصاب مکمل نہ ہو۔اس پر اور ممنوع التصرف پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

جن چیزوں کا زکوۃ واجب ہے۔

تین قسم کے مویشی پر۔۱۔گائے بھینس،۲۔اونٹ ۳۔بھیڑ بکری۔

چار قسم کے غلات پر۔

۱۔گندم۔۲۔جو۔۳۔کھجور۔۴۔انگور۔

نقدین پر۔

۱۔سونا۔۲۔چاندی۔

حیوانات پرزکوۃ کے شرائط۔

۱۔نصاب کا ہونا۔۲۔سال کا گذرنا۔۳۔خود چر چگ کر گذارہ کرنا اور مالک کا چارہ نہ کھانا۔۴۔دوران سال مالک کاان سے کام نہ لینا۔

تینوں قسم کے حیوانات کانصاب اورزکوۃ کی مقدار؟

نام جانور۔	نصاب۔	مقدارزکوۃ۔
اونٹ	۵اونٹ اس سے کم پرزکوۃ نہیں ہے	ایک بکری
اسکے بارہ نصاب ہیں	۱۰	دوبکریاں
	۱۵	تین بکریاں
	۲۰	چاربکریاں
	۲۵	پانچ بکریاں
	۲۶	دوسالہ اونٹنی
	۳۶	تین سالہ
	۴۶	چارسالہ
	۶۱	دوعدد تین سالہ اونٹیناں
	۷۶	دوعدد چار سالہ اونٹیناں
	۱۲۱	//

اسکے بعد اگر چالیس چالیس کا حساب کرے تو ہر چالیس پر دوسالہ اونٹنی اور اگر پچاس پچاس کا حساب کرے تو ہر پچاس پر چار سالہ اونٹنی۔

نام جانور	نصاب	مقدارزکوۃ
گائے،بھینس کے دو	۳۰ گائیں یا بھینیں۔	دوسالہ دا بچھڑا یعنی جو

sibtain.com

نصاب ہیں	اس سے کم پر زکوۃ نہیں ہے	دوسرے سال میں داخل ہو۔
	۴۰	تین سالہ بچھڑی۔

نوٹ۔اگر ساٹھ سے زیادہ تعداد ہو تو چاہے تو تیس تیس کا حساب کرے اور چاہے تو چالیس چالیس کا لیکن اس طرح کہ جو باقی بچے وہ دس سے کم ہو بنا بریں ۹۰ گاؤں یا بھینسوں کا حساب تیس پر ہوگا نہ کہ چالیس چالیس پر اور اس طرح ہر تیس ہر دو سالہ بچھڑا اور ہر چالیس پر تین سالہ بچھڑی بطور زکوۃ واجب الاداء ہوگی

نام جانور	نصاب	مقدار زکوۃ
بھیڑ بکری کے پانچ نصاب ہیں	۴۰ (اس سے کم پر زکوۃ نہیں ہے)	ایک بکری
	۱۲۱	دو بکریاں
	۲۰۱	تین بکریاں
	۳۰۱	چار بکریاں
	۴۰۰ یا اس سے زائد	ہر سو پر ایک بکری۔

sibtain.com

مخفی نہ رہے کہ دو نصابوں کی درمیانی مقدار پر زکوۃ معاف ہوتی ہے نیز نصاب کا سال بھر مالک کی ملکیت میں رہنا وجوب زکوۃ میں شرط ہے لہذا اگر اثناء سال فروخت کرنے، مر جانے، ھبہ کرنے کی وجہ سے کم ہو جائے تو زکوہ واجب نہ ہوگی۔

نوٹ۔ جانوروں پر وجوب زکوۃ کی دیگر شرائط سال گذرنا چر کر گذارہ کرنا کی تفصیل کے لیے قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

غلات اربعہ پر زکوۃ کی شرائط۔ پانچ عمومی شرائط کے علاوہ مزید دو شرطیں ہیں۔

ا۔نصاب۔ جو کم از کم اکیس من ساڑھے سیتالیس سیر یا 847 کلوگرام ہے اس سے زائد جس قدر بھی ہو ۔اگر یہ غلے نہری یا بارانی ہوں تو اس صورت میں دسواں حصہ اور اگر کنویں یا ڈول سے سینچائی کی جائے تو بیسواں حصہ زکوۃ واجب ہے ۔۲۔وقت وجوب سے پہلے ان غلات کا مالک ہونا۔

وہ وقت کیا ہے؟ مشہور یہ ہے کہ جب گندم وجو کا دانہ بندھ جائے اور قدرے سخت بھی ہو جائے اور کھجور و انگور کی رنگت سرخ یا زرد ہو جائے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جب ان چیزوں پر گندم، جو اور خرما وغیرہ کا اطلاق ہو۔ والاول احوط۔

نقدین پر زکوۃ کی شرائط

سونے چاندی میں پانچ عمومی شرائط کے علاوہ مزید تین شرطیں ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ بقدر نصاب ہونا۔ ۲۔ سکہ دار ہونا۔ ۳۔ سال کا گذرنا۔ ۴۔

نصاب

چاندی کے دو نصاب ہیں۔

چاندی کا پہلا نصاب۔ چاندی کا پہلا نصاب 58 تولے اور احتیاطاً 52 تولے ہے اور دوسرا نصاب گیارہ تولہ آٹھ ماشہ ہے لہذا 58 تولے پر اڑھائی فیصد زکوۃ ہے اور جب تک اس میں گیارہ تولہ آٹھ ماشہ کا اضافہ نہ ہو جائے زکوۃ 58 تولے کا اڑھائی فیصد ہی رہے گی اضافہ دوسرے نصاب کا ہونے پر کل کا اڑھائی فیصد دینا ہوگا اسی طرح ہر گیارہ تولے آٹھ ماشے کے اضافے پر کل مال کا اڑھائی فیصد دینا ہوگا۔ سونے کے بھی دو نصاب ہیں سونے کا پہلا نصاب ساڑھے سات تولہ اور دوسرا نصاب ڈیڑھ تولہ ہے لہذا ساڑھے سات تولے پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ہوگی اور جب تک مزید ڈیڑھ تولہ ملا کر 9 تولے نہ ہو تب تک زکوۃ صرف ساڑھے سات تولے سونے کا چالیسواں حصہ ہی رہے گی البتہ 9 تولے پر نو تولے کا چالیسواں حصہ زکوۃ ہوگی۔ اسی طرح ہر ڈیڑھ تولے کے اضافے پر کل سونے کا چالیسواں حصہ زکوۃ ادا کی جائے گی۔

۲۔ سکہ دار ہونا۔ سونے اور چاندی پر زکوۃ کے واجب ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ یہ سکہ دار ہوں اور سکہ رائج الوقت بھی ہو۔ بنا بریں سونے، چاندی کی ڈلیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۳۔ سال کا گذرنا۔ یہ سونے چاندی پر زکوۃ واجب ہونے کی تیسری شرط ہے کہ وہ مذکورہ شرائط کے مطابق سال بھر مالک کی ملکیت میں رہیں یعنی گیارہ مہینے کامل گذر جائیں تو بارہویں کا چاند ثابت ہوتے ہی زکوۃ

sibtain.com

واجب ہوجائیگی لہذا سال کے دوران کوئی شرط مفقود ہوگئی تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

مستحقین زکوۃ یا مصارف زکوۃ ؟

زکوۃ کے مندرجہ ذیل آٹھ مصارف ہیں۔

۱۔۲فقراء اور مساکین ۔۳۔عاملین زکوۃ ۔۴۔مولفۃ القلوب ۵ ۔غلاموں کی آزادی ۔۶۔مقروضوں کا قرض ادا کرنا بشرطیکہ قرضہ جائز ضرورت کی خاطر لیا گیا ہو اور ادائیگی سے قاصر ہوں۔ یا ادائیگی مشکل ہو ۔۷۔راہ خدا میں خوشنودی خدا کے حصول کے لیے اسمیں جہاد، دینی کام اور رفاہ عامہ کے کام شامل ہیں ۔۸۔محتاج مسافروں کے لیے۔

ایضاح۔مسکین اور فقیر میں فرق یہ ہے کہ فقیر کی حالت مسکین سے بہتر ہوتی ہے۔اور مسکین ایسا فقیر ہوتا ہے جو سخت احتیاج رکھتا ہے اور ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوتا ہے جبکہ فقیر اس طرح مجبور نہیں ہوتا۔

sibtain.com

مستحقین کے شرائط

مستحقین زکوۃ کی چار شرائط ہیں اگر یہ شرائط ان میں نہ پائے جائیں تو ایسے لوگوں کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی وہ شرائط یہ ہیں۔

۱۔صحیح العقیدہ مومن ہوں ۔۲۔علی الاحوط عادل ہوں۔اگرچہ اقوی یہ ہے کہ یہ صفت لازمی نہیں ہے ۳۔وہ زکوۃ دینے والے کے ایسے رشتہ دار نہ ہوں کہ زکوۃ دینے والے پر ان کا نان ونفقہ واجب ہو جیسے والدین یا اولاد ۔۴۔بنابر مشہور زکوۃ لینے والا ہاشمی نہ ہو جبکہ زکوۃ دینے والا غیر ہاشمی ہو کیونکہ اضطرار کے علاوہ عام حالات میں غیر سید کی زکوۃ سید پر حرام ہے۔

ایضاح۔سادات بنی ہاشم پر غیر سادات کی فقط زکوۃ اور فطرہ لینا حرام ہے دیگر وجوبی اور مستحبی صدقات لینا قطعاً حرام نہیں ہین۔

﴿زکوۃ فطرہ﴾

فطرہ روزہ کا اتمام ہے اور حفاظت کی ضمانت ہے اور یہ زکوۃ کی ایک قسم ہے لیکن اس کے احکام قدرے مختلف ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔ شرائط وجوب؟ جس شخص میں مندرجہ ذیل شرائط پائے جائیں اس پر فطرہ واجب ہے۔

۱۔ بلوغ۔ ۲۔ عقل۔ ۳۔ آزادی۔ ۴۔ فقیر نہ ہونا یعنی وہ شخص سال بھر کا خرچہ یا خرچے کا انتظام نہ رکھتا ہو (مقدار) جو کہ دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ جنس یا اسکی قیمت فی کس کے حساب سے ہے۔

جنس۔ جو جنس عرفاً زیادہ کھائی جاتی ہو وہ یا اسکی قیمت فطرہ میں دے جیسے ہمارے ہاں بالعموم گندم کھائی جاتی ہے۔

وقت وجوب؟ بنا بر مشہور و منصور ماہ رمضان کے آخری روزے کے بالعموم افطار سے شروع ہوتا ہے

﴿وقت ادائیگی؟﴾ بروز عید صبح صادق سے لے کر زوال تک ادا کیا جاسکتا ہے مگر احتیاط واجب یہ ہے کہ بلا عذر نماز عید کے بعد تک موخر نہ کیا جائے۔

sibtain.com

مصرف؟ مصارف اس کے بھی زکوۃ والے ہیں البتہ فقراء و مساکین کو دینا افضل ہے۔

﴿فطرہ کے بعض مسائل﴾

۱۔ انسان پر اپنا اور تمام واجب النفقہ افراد کا فطرہ واجب ہے۔ ۲۔ اظہر یہ ہے کہ مہمان کا فطرہ اس وقت واجب ہے کہ جب اس پر عیلولہ صادق آئے یعنی یہ کہا جائے کہ فلاں شخص فلاں کی پرورش کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال میں شامل ہو کر کھاتا ہے۔ بنابریں عید الفطر کی آمد سے دو تین رات پہلے مہمان کو آنا چاہیے اور وہاں کھانا کھانا چاہیے۔ تب اس کا فطرہ میزبان پر واجب ہوگا۔ اور اگر اس سے کم مہمان رہے تو احتیاط ادائیگی میں ہے۔ واللہ العالم۔

۳۔ اگر مومن مستحق موجود نہ ہوں تو پھر ایسے افراد کو فطرانہ دیا جاسکتا ہے جو اپنی سادہ لوحی کی بنا پر امامت آئمہ اطہار علیہم السلام کا اقرار نہ کرتے ہوں۔

۴۔ فطرانہ کی ادائیگی میں تمام عبادات کی طرح قصد قربت معتبر ہے۔

۵۔ مشہور و منصور قول یہ ہے کہ ایک مستحق کو کم از کم ایک شخص کے فطرہ سے کم نہ دیا جائے ہاں البتہ زیادہ اس قدر دیا جا سکتا ہے کہ وہ سال کے اخراجات کا مالک ہو جائے۔

کتاب الخمس

خمس اسلامی فرائض میں سے ایک عظیم الشان فریضہ ہے۔ خدائے حکیم نے چونکہ سادات بنی ہاشم پر زکوۃ حرام قرار دی ہے لہذا اسکے عوض بنی ہاشم کے فقراء و مساکین اور ان کے یتیموں اور بیوگان وغیرہ کے لیے خمس مقرر کیا ہے جس کے ادا کرنے کا بے حد ثواب وارد ہے اور عدم ادائیگی پر جہنم کی وعید وارد ہوئی ہے مخفی نہ رہے کہ زکوۃ کی طرح خمس بھی ایک مالی عبادت ہے جس کی ادائیگی میں قصد قربت لازم ہے ہاں البتہ اس کے احکام و مسائل اور شرائط الگ ہیں جو اجمالاً حسب ذیل ہیں

sibtain.com

جن چیزوں پر خمس واجب ہے؟

مندرجہ ذیل چیزوں پر خمس واجب ہے۔

۱۔ مال غنیمت جو اسلامی جہاد کے نتیجہ میں کفار کا مال و متاع مسلمانوں کے قبضہ میں آئے قلیل ہو کثیر اسکے مصارف نقل و حمل وغیرہ منہا کرنے کے بعد باقی پر خمس واجب ہے۔

۲۔ معدن۔ یعنی کان سے نکلنے والا مال بشرطیکہ اسکی قیمت نکالنے کی اخراجات منہا کرنے کے بعد نقدین کے پہلے نصاب کے برابر ہو جائے۔ بلکہ احوط یہ ہے کہ اگر اس سے کم بھی ہو تو بھی اس کا خمس ادا کیا جائے۔ واللہ العالم۔

۳۔ خزانہ۔ جو مال زمین، دیوار درخت کے نیچے جسے خزانہ کہا جاتا ہے وہ جسے ملے وہ اسکی ملکیت متصور ہو گا اور اس سے خمس ادا کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ اس کی قیمت نقدین کے پہلے نصاب تک پہنچ جائے۔

ایضاح۔ خزانہ کا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ غیرہ آباد اور غیر مملوکہ جگہ سے دستیاب ہو لیکن اگر یہ خزانہ اسی جگہ سے ملے جس کا مالک موجود ہو تو پھر یہ مال اسی مالک کا متصور ہو گا۔

۴۔غوطہ زنی سے حاصل شدہ مال۔سمندر سے اگر غوطہ لگا کر مال حاصل کیا جائے بشرطیکہ وہ جواہر، مرجان اور زبرجد وغیرہ ہوں اور اسکی قیمت ایک دینار طلائی یعنی ساڑھے چار ماشہ سونے کے برابر ہو۔علی لاحوط۔بڑے دریا کا بھی سمندر جیسا حکم ہے۔یعنی یہ مال برآمد کرنے والے کا متصور ہوگا اور اس پر خمس واجب ہوگا۔

۵۔مال حلال جو حرام مال سے مخلوط ہو جائے۔اگر حلال مال کے ساتھ حرام اس طرح مخلوط ہو جائے کہ نہ اسکی اصل مقدار معلوم ہو اور نہ ہی مالک کا علم ہو تو بعد از ادائیگی خمس وہ مال جائز التصرف ہو جائے گا۔

۶۔وہ زمین جو ذمی کافر مسلمان سے خریدے۔اس زمین کا خمس کافر سے لیا جائے گا۔خواہ اصل زمین سے ادا کرے یا دوسرے مال سے یہاں قصد قربت شرط نہیں ہے۔

۷۔جو مال سال بھر کے اخراجات سے بچ جائے از قسم نفع تجارت و حاصل زراعت وغیرہ سال بھر کے جائز اخراجات سے جو کچھ بچ جائے۔یہ آمدن خواہ تجارت سے ہو یا زراعت سے کسی صنعت و حرفت سے ہو یا ملازمت سے ہو یا گلہ بانی سے۔اس سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے جائز اخراجات اپنی پوزیشن کے مطابق وضع کر کے جو کچھ بچ جائے اس سے خمس ادا کرنا واجب ہے۔

sibtain.com

خمس کے مستحقین اور حصے دار

خمس کے چھ حصے ہیں۔۱۔اللہ تعالی ۲۔رسول خداؐ ۳۔ذوی القربیٰ۔یعنی امام۔۴۔سادات بنی ہاشم کے یتیم۔۵۔سادات بنی ہاشم کے مسکین۔۶۔سادات بنی ہاشم کے مسافر۔واضح ہو کہ رسولؐ کے بعد پہلے تینوں حصے امام کے ہوتے ہیں اور گر امام علیہ السلام ظاہر ہوں تو خمس کا آدھا حصہ امامؑ کا ہوگا اور آدھا حصہ بنی ہاشم کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہوگا البتہ اس زمانہ غیبت کبری میں خمس کے مسئلہ میں فقہاء میں شدید اختلاف ہے آیۃ اللہ العظمی علامہ الشیخ محمد حسین النجفی کی تحقیق انیق کے مطابق امام کا حصہ شیعوں کے لیے حلال ہے یعنی ساقط ہے ہاں البتہ سادات بنی ہاشم کا حصہ واجب ہے جس کا مستحق افراد تک پہنچانا واجب ہے۔

﴿مستحقین خمس کے شرائط﴾

خدا، رسولؐ اور امامؑ کے علاوہ جو حضرات خمس کے مستحق ہیں ان میں چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے

۱۔ سیادت۔ یعنی ان کا سلسلہ نسب پدری یا علی الاظہر مادری طرف سے جناب ہاشم تک پہنچتا ہو۔

۲۔ ایمان یعنی سیادت کے ساتھ ساتھ صحیح العقیدہ اثناءعشری ہوں۔

۳۔ سال کے اخراجات نہ رکھتے ہوں۔

ایضاح۔ مستحقین میں عدالت شرط نہیں ہے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ مرتکب کبائر نہ ہوں۔ بالخصوص متجاہر بالفسق نہ ہو ہاں البتہ ایسے لوگوں کو بچوں کا سرپرست سمجھ کر خمس ان کے حوالے کیا جا سکتا ہے واللہ العالم۔

﴿خمس کے مسائل متفرقہ﴾

۱۔ اگرچہ زمانہ غیبت کبریٰ میں سہم امام شیعوں کو معاف ہے۔ مگر احوط یہ ہے کہ ادا کیا جائے اور اس سے سادات بنی ہاشم کی ضروریات کے علاوہ ہر اس کام پر صرف کیا جائے جہاں امام کی رضامندی کا یقین ہو۔

sibtain.com

۲۔ علی الاظہر ھدیہ، ھبہ انعام اور غیر متوقع میراث سے حاصل شدہ مال کی بچت پر بھی خمس واجب ہے۔

۳۔ ایک مستحق کو سال کے اخراجات سے زائد دینا جائز نہیں ہے۔

۴۔ علی الاشبہ حیوانات اور ان کے بچوں پر باغات اور درختوں پر خمس واجب نہیں ہے ہاں البتہ جب زائد از ضرورت حیوانات یا عام درخت فروخت کئے جائیں گے یا باغ فروخت ہوگا تو اس سے جو آمدن ہوگی وہ اس سال کے منافع میں شامل ہوگی اور اسکی سالانہ بچت پر خمس واجب ہوگا۔

۵۔ خمس میں سال کا مقرر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ لوگوں کی سہولت کی خاطر ایسا کیا گیا ہے اور یہ سال اگرچہ شمسی اور قمری ہر دو سے مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر قمری افضل ہے اور جس آدمی کی آمدن کے ذرائع متعدد اور مختلف ہوں اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہر آمدن کا سال علیحدہ مقرر کرے بلکہ سب کا ایک سال مقرر کر سکتا ہے۔

۶۔ جو شخص پہلی بار خمس ادا کرنا چاہے۔ تو اس کا آسان طریقہ کار یہ ہے کہ اس کے تمام مال۔ متاع کو دو

حصوں پر تقسیم کیا جائے۔

۱۔ بنیادی ضروریات زندگی۔ جن پر زندگی گذارنے کا انحصار ہے جیسے روٹی، کپڑا اور مکان۔

۲۔ تکلفاف زندگی۔ جیسے کار، فریج اور واشنگ مشین وغیرہ۔

پہلی قسم پر کوئی خمس نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس میں سے جو چیز زائد از ضرورت ہو اور دوسری قسم کے مال و اسباب میں قیمت خرید کے حساب سے خمس کی ادائیگی لازم ہے۔ واللہ العالم بحقائق احکامہ والقائمون مقامہ فی معالم حلالہ وحرامہ۔

﴿کتاب الصوم﴾

تعریف۔ صبح صادق کے طلوع سے لے کر غروب آفتاب تک کچھ خاص چیزوں سے حکم الٰہی کی اطاعت کے قصد سے بچے رہنے کا نام روزہ ہے۔

sibtain.com

﴿روزہ کی اہمیت﴾

روزہ کی اہمیت۔ روزہ اسلامی عبادات وفرائض میں سے ایک اہم، بے ریا عبادت ہے بلکہ روزہ وہ عبادت ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں سابقہ امتوں میں بھی فرض رہی ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ یا ایھا الذین آمنو اکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ اور حدیث قدسی میں وارد ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزاء دونگا۔

﴿روزہ کے اقسام﴾

روزہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ واجب۔ ۲۔ حرام۔ ۳۔ مستحب۔ ۴۔ مکروہ۔ واجبی روزے؟ کل چھ ہیں۔

۱۔ رمضان المبارک کے روزے۔ ۲۔ نذر و قسم وعہد کے روزے۔ ۳۔ کفارے کی روزے اس میں مندرجہ ذیل روزے آتے ہیں۔ الف۔ نذر، قسم اور عہد کی مخالفت کا کفارہ۔ ب۔ ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھنے یا رکھ کر توڑنے کا کفارہ۔ واضح رہے کہ روزہ کی نیت نہ کرنا محض موجب قضا ہے

لیکن اگر روزہ توڑنے والا کوئی کام کر لیا جائے تو کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔ ج۔ قتل کا کفارہ۔ د۔ غروب آفتاب سے پہلے عمداً عرفات سے نکل جانے کا کفارہ جو کہ ایک اونٹ کی قربانی یا اٹھارہ روزے ہیں۔ ہ۔ متمتع کا قربانی پر قدرت نہ رکھنا کہ اس کے عوض دس روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ تین وہیں اور باقی سات وطن واپس آ کر۔ و۔ قضائے ماہ رمضان کے روزہ کو بعد زوال عمداً توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر یہ نہ کھلا سکے تو پھر تین روزے رکھے۔ ۴۔ میت کے روزے۔ جو کہ میت کی اولاد ذکور یا اولیاء ذکور میں سے بڑے ولی پر واجب ہیں۔

۵۔ اپنے قضا روزے۔

۶۔ اعتکاف کے تیسرے دن کا روزہ۔ اعتکاف کا تیسرا دن چونکہ واجب ہوتا ہے اور بلا روزہ اعتکاف فاسد ہے لہذا یہ روزہ فی نفسہ واجب نہیں ہے بلکہ لغیرہ واجب ہے۔

۲۔ حرام روزے۔ شریعت اسلامی میں حکم الٰہی کی اطاعت عبادت ہے لہذا جہاں روزہ نہ رکھنے کا حکم ہو وہاں روزہ رکھنا حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل روزے حرام ہیں۔

۱۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا۔ ۲۔ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوی الحہ کے روزے اس شخص پر جو منیٰ میں ہے۔ ۳۔ جس دن شک ہو کہ یہ آخر شعبان ہے یا پہلی ماہ رمضان اس دن بہ نیت ماہ رمضان روزہ رکھنا حرام ہے۔ ۴۔ چپ کا روزہ رکھنا۔ ۵۔ بلا افطار کئے اور بلا سحر کھائے اگلا روزہ رکھنا جسے صوم وصال کہا جاتا ہے۔ ۶۔ گناہ کی نذر کا روزہ کہ اگر فلاں حرام کرنے میں کامیاب ہوا تو روزہ رکھوں گا۔ ۷۔ سفر میں واجبی روزہ یہ جانتے ہوئے رکھنا کہ سفر میں روزہ جائز نہیں ہے البتہ بعض صورتوں میں روزہ صحیح جن کی تفصیل انشاء اللہ مناسب مقام پر آئے گی۔ ۸۔ ساری عمر روزہ رکھنے کی نیت کرنا۔ جس میں عیدین بھی شامل ہوں۔

۱۰۔ علی الاحوط والدین، شوہر اور آقا منع کریں تو اولاد، زوجہ اور مملوک کا مستحبی روزہ رکھنا جبکہ ان کی حق تلفی لازم آتی ہو۔

sibtain.com

۳۔ مکروہ روزے؟ مندرجہ ذیل روزے مکروہ ہیں۔

۱۔ عاشور کا روزہ صبح سے غروب تک البتہ قریباً پونے تین گھنٹے قبل از غروب تک فاقہ کرنا مستحب ہے

۲۔ عرفہ کے دن کا روزہ جب کہ روزہ دعا سے کمزور کرے۔ ۳۔ مہمان کا مستحبی روزہ میزبان کی اجازت کے بغیر بلکہ بعض علماء اسے حرام سمجھتے ہیں۔ ۴۔ اولاد کا مستحبی روزہ والدین کی اجازت کے بغیر۔ ۵۔ سفر میں مستحبی روزہ۔ ۶۔ غلام کا مستحبی روزہ آقا کی اجازت کے بغیر۔ ۷۔ زوجہ کا مستحبی۔ روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر

۴۔ مستحبی روزے؟ مذکورہ بالا روزوں کے علاوہ روزہ رکھنا مطلقاً مستحب ہے جس کا کسی خاص سبب یا کسی خاص عنوان سے تعلق نہیں ہے ہاں البتہ بعض ایام میں اس کی خصوصیت سے تاکید وارد ہوئی ہے جیسے ہر ماہ میں تین دن یعنی ہر ماہ کا پہلا اور آخری خمیس اور دوسرے عشرہ کا بدھ۔ ۲۔ ہر ماہ کے ایام بیض (۱۳،۱۴،۱۵) کے روزے۔ ۳۔ عید غدیر۔ ۴۔ عید مباہلہ۔ ۵۔ یوم مبعث (۲۷ رجب)۔ ۶۔ نیمہ رجب۔ ۷۔ نیمہ شعبان۔ ۸۔ مولد النبیؐ (۱۷ ربیع الاول)۔ ۹۔ یوم دحوالارض (۲۵ رجب)۔ ۱۰۔ ذی الحجہ کے پہلے نو دن کا روزہ بالخصوص پہلی۔ آٹھویں اور نویں تاریخ کا۔ ۱۱۔ یکم سے تین محرم تک۔ ۱۲۔ تمام رجب و شعبان کے روزے۔ یا جس قدر ممکن ہوں وغیرہ وغیرہ۔

sibtain.com

﴿وہ لوگ جن پر روزہ واجب نہیں ہے؟﴾

۱۔ مسافر۔ ان شرائط کے ساتھ جو نماز قصر کے ضمن میں بیان ہو چکے ہیں۔ ہاں اس روزہ کی قضا واجب ہے

۲۔ حائض اور نفساء۔ کہ اس حالت میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ البتہ ان ایام کی قضا واجب ہے

۳۔ مریض۔ جبکہ روزہ ضرر رسانی کا باعث ہو خواہ یہ ضرر موجودہ مرض میں اضافہ کی شکل میں ہو یا کسی اور مرض کا موجب ہو یا تندرستی میں تاخیر کا سبب ہو۔ ۴۔ نابالغ۔ یعنی جب تک زیر ناف سخت بال نہ اگیں یا احتلام نہ ہو یا پندرہ سال قمری کا نہ ہو اس وقت تک لڑکا نابالغ متصور ہوگا البتہ لڑکی کے لیے تحقیقی قول یہ ہے کہ جب وہ حائضہ ہو یا حاملہ یا زیر ناف سخت بال اگیں یا تیرہ سال کی ہو جائے تو بالغہ متصور ہوگی اور اگر

اس سے پہلے مذکورہ بالا علامات ظاہر ہو جائیں تب بھی بالغہ سمجھی جائے گی اور علی الاطلاق نو سال والی قید عقلاً اور شرعاً ثابت نہیں۔ البتہ تا بامکان قول مشہور کی متابعت احوط ہے۔ واللہ العالم۔

۵۔ دیوانہ۔ بالاتفاق دیوانہ آدمی پر روزہ واجب نہیں ہے خواہ جنون مطلق یا دوری۔

روزہ کی صحت کے شرائط

روزہ کے صحیح ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں اگر یہ نہ ہوں تو روزہ صحیح نہیں ہے۔

۱۔ اسلام۔ ۲۔ نیت۔ اگر کوئی شخص بلانیت بھوکا۔ پیاسا ہے تو اسے روزہ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ۳۔ حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ ۴۔ عقل۔ لہذا مجنون کا روزہ صحیح نہیں ہے بلکہ اگر روزے کی حالت میں جنون کا دورہ پڑ جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔ ۵۔ عدم مرض۔ اگر روزہ رکھنے سے بیماری میں شدت، یا تندرستی میں دیر کا اندیشہ ہو تو روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔

sibtain.com

وہ لوگ جنہیں روزہ افطار کرنے کی رخصت ہے؟

۱۔ بہت بوڑھا شخص مرد ہو یا عورت جبکہ ضعیف العمری کی وجہ سے روزہ سخت مشقت کا باعث ہو۔ ۲۔ جسے شدت پیاس کا مرض ہو اور روزہ رکھنا سخت مشقت کا موجب ہو۔

۳۔ وہ حاملہ عورت جس کے وضع حمل کے دن قریب ہوں جبکہ روزہ رکھنا اسکے حمل کے لیے ضرر رساں ہو۔

۴۔ مرضعہ۔ یعنی دودھ پلانے والی عورت جس کا دودھ پہلے ہی کم ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے قلت کا مزید اندیشہ ہو جس سے بچہ کی کمزوری کا خطرہ ہو۔

وضاحت۔ ازالہ عذر کے بعد پہلے دو پر علی الاحوط اور دوسرے دو پر علی الاشہر قضا واجب ہے ویسے ان لوگوں کو ہر روزہ کے بدلے ایک مد طعام بھی فقیر کو دینا بطور کفارہ واجب ہے۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

روزہ کے متفرق مسائل؟

مسئلہ ۱۔ ماہ رمضان اور دیگر واجب معین روزے کا اول فجر سے مغرب تک روزہ کا ارادہ کرنا ضروری

ہے۔لیکن بھول جانے کی صورت میں زوال تک نیت کی جاسکتی ہے البتہ غیر معین روزے یا واجبی روزہ کی قضا کی نیت زوال تک کی جاسکتی ہے بشرطیکہ طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک کوئی مفطر یعنی روزہ باطل کرنیوالی کسی چیز کا استعمال نہ کیا ہو۔

مسئلہ۲۔اگر معلوم نہ ہو کہ آج ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے مگر زوال سے پہلے ثابت ہو جائے کہ آج پہلی ہے تو زوال تک نیت کر سکتا ہے۔

sibtain.com

بشرطیکہ طلوع فجر سے اس وقت تک کوئی مفطر استعمال نہ کیا ہو اور اگر استعمال کیا ہو تو پھر امساک لازم ہے البتہ اس دن کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ۳۔ اگر کوئی دروازہ دار اثناء روزہ میں روزہ توڑنے کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے اور پھر روزہ کی نیت کرلے تو آیا اس کا روزہ صحیح ہے یا باطل؟ تو مشہور یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے مگر احوط یہ ہے کہ وہ روزہ مکمل کرے اور اسکی قضا بھی کرے۔ واللہ العالم۔

مسئلہ۴۔ ماہ رمضان میں واجبی یا مستحبی روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔ حتی کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں ایسے سفر کی حالت میں ہو جس سے نماز قصر اور روزہ ساقط ہو جاتا ہے تب بھی ماہ رمضان میں مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۵۔ قضاء ماہ رمضان کا روزہ زوال سے پہلے افطار کیا جاسکتا ہے اور مستحبی روزہ میں قبل و بعد زوال کی کوئی قید نہیں ہے کسی وقت بھی افطار کیا جاسکتا ہے۔

sibtain.com

مبطلات روزہ

وہ چیزیں جن کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مبطلات روزہ کہلاتی ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ۹ چیزیں ہیں۔

۱۔ کھانا اور پینا۔ عمداً کھانے پینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ البتہ بھول کر کھانا پینا مبطل نہیں ہے اور اس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ چیز عموماً کھائی اور پی جانے والی ہو۔ جیسے روٹی اور پانی یا نہ جیسے کنکر، کوئلہ اور کسی درخت کا پانی اور یاد رہے کہ عمداً و علماً کھانے پینے سے قضا و کفارہ ہر دو لازم آتے ہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ۱۔ اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کہ فلاں چیز مبطل روزہ ہے کھالے تو اظہر یہ ہے کہ اس سے روزہ باطل نہ ہوگا البتہ اگر وہ جاہل مقصر ہے تو علی الاحوط قضا بجالائے

مسئلہ۲۔ اگر کسی روزہ دار کو کھانے پینے پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار ختم ہو جائے تو اس سے

روزہ باطل نہ ہوگا اور اگر اسے ڈرا دھمکا کر کچھ کھلایا یا پلایا جائے تو اس صورت میں احوط یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا کرے۔

مسئلہ ۳۔ گو کہ گرد و غبار غلیظ کے حلق تک پہنچانے سے روزہ کی بطلان کی شرعی اور دقیع دلیل موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس عدم بطلان واضح ہے البتہ احوط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے اور نہ بچنے کی صورت میں روزہ کی قضا کی جائے۔

مسئلہ ۴۔ اگر بلغم سر یا سینہ سے منہ میں آجائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ ۵۔ انجکشن جو بطور غذا استعمال ہوتا ہے جیسے گلوکوز احتیاط واجب اس میں ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے ہاں وہ انجکشن جو کسی عضو کو سن کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جو ٹیکہ بطور دوا لگایا جاتا ہے علی الاقوی جائز ہے، واللہ العالم۔

مسئلہ ۶۔ اگر کوئی روزہ دار شدت پیاس سے جاں بلب ہو جائے تو جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت پانی پی لینے میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کے بعد امساک کرے اور اس روزہ کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۷۔ کوئی چیز چکھنے میں مضائقہ نہیں ہے اور اسی طرح بچے اور پرندے کے لیے غذا چبانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس طرح یہ چیزیں حلق تک بچے اور پرندے کے لیے غذا چبانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس طرح یہ چیزیں حلق تک نہیں پہنچتیں بلکہ صرف زبان اور دانت تک محدود رہتی ہیں۔

مسئلہ ۸۔ جو غذا دانتوں کے اندر سے نکلے اور زبان پر آجائے تو اسے عمداً نہ نگلا جائے اور اگر سہواً حلق کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۲۔ جماع۔ جماع اگر چہ بقدر سر حشفہ دخول کی حد تک ہو فریقین کے لیے حرام بھی ہے اور مبطل روزہ بھی اور اسکے مبطل ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایسا عمداً کیا جائے ورنہ بصورت دیگر مبطل نہیں ہے نیز اگر مقدار سے کم ہو اور انزال بھی نہ ہو تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

sibtain.com

﴿مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ بھول کر یا مجبور کئے جانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہاں اگر اثنائے فعل یاد آ جائے یا جبر ختم ہو جائے تو اس فعل سے باز آنا واجب ہے۔ ورنہ روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۔ اگر شک ہو کہ بقدر حشفہ دخول ہوا ہے جس سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس صورت میں روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۴۔ استمناء۔ ہاتھ وغیرہ سے اپنی منی خارج کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور اس فعل شنیع کی حرمت بھی لا کلام ہے اور بلا شک یہ فعل صحت کے لیے تباہ کن ہے۔

﴿مسائل﴾

اگر کوئی روزہ دار منی نکالنے کا ارادہ کرتے ہوئے ایسا کام کرنا شروع کرے جس سے منی نکلتی ہے تو اگر روزہ توڑنے کا قصد بھی تھا تو اگرچہ اس صورت میں اگر انزال نہ بھی ہو تب بھی روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر کسی کام سے منی نکلنا مقصود نہ ہو گا جیسے اپنی بیوی سے چھیڑ خانی کرنا مگر اتفاقاً منی نکل آئے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہو گا ہاں البتہ پہلی صورت میں امساک کرنا اور پھر روزہ کی قضا کرنا واجب ہے۔

۲۔ احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر پتہ ہو کہ سونے سے احتلام ہو جائے گا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں نہ سوئے بشرطیکہ بلا زحمت ایسا کر سکتا ہو۔

۵۔ ﴿بقا بر جنابت﴾

اگر کوئی انسان رات کو جنب ہو اور پھر روزے کا وقت شروع ہونے تک جنابت کی حالت میں رہے خواہ سو کر یا جاگ کر تو یہ فعل بھی مبطل روزہ ہے اور علی الاقوی اس شخص پر قضاء و کفارہ ہر دو واجب ہونگے۔

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ ماہ رمضان اور قضائے رمضان کے علاوہ بقا علی الجنابت کے مسئلہ کو مد نظر رکھنا صرف احوط ہے۔

sibtain.com

مسئلہ۲۔ مستحب روزہ میں تحقیق یہ ہے کہ ایسا کرنا مبطل روزہ نہیں ہے۔

مسئلہ۳۔ اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی حالت میں غسل کے عوض تیمم کرلے تو اس کے لیے احوط یہ ہے کہ طلوع فجر تک جاگتا رہے۔

مسئلہ۴۔ حیض ونفاس والی عورت اگر وقت کے اندر حیض ونفاس سے پاک ہو جائے مگر جان بوجھ کر غسل نہ کرے تو ظاہر ہے اس کا روزہ تو باطل ہوگا لیکن آیا محض قضا لازم ہوگی یا کفارہ بھی ہے تو اشبہ یہ ہے کہ صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ۵۔ اگر کوئی شخص غسل جنابت کرنا بھول جائے اور اس طرح کئی روزے رکھے تو اس حالت کے روزوں کی قضا کرنا پڑے گی۔

۶۔ غوطہ لگانا یا صرف سر پانی میں ڈبونا؟

علی الاشہر والاحوط حرام بھی ہے اور مبطل روزہ بھی یعنی روزہ دار کے لیے پانی میں غوطہ لگانا حرام ہے اور مبطل روزہ بھی ہے لیکن جبر واکراہ اور بھول جانے کی صورت میں معاف ہے اور اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

sibtain.com

۷۔ خدا رسول خدا اور آئمہ ھدیٰ پر جھوٹ بولنا۔ یعنی انکی طرف کسی بات کی جھوٹی نسبت دینا۔

بنا بر اشہر واظہر واحوط۔ خدا ورسول خدا اور آئمہ ھدیٰ پر جھوٹ بولنا مبطل روزہ ہے اور قضاء وکفارہ ہر دو کا موجب ہے۔ واضح رہے کہ یہ جھوٹ عام ہے خواہ تحریر سے بولا جائے یا زبان سے یا اشارے سے نیز یہ بھی واضح رہے کہ فی نفسہ اس فعل کے حرام ہونے میں بلکہ اس کے گناہ کبیرہ ہونے میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

۸۔ حقنہ۔ مائع چیز سے یعنی تر چیز سے حقنہ یعنی انیما کرنا روزے میں بنا بر احتیاط حرام بھی ہے اور مبطل روزہ بھی اور موجب قضا بھی۔ البتہ پیشاب کی نالی کے ذریعہ دوا داخل کرنا مبطل روزہ نہیں ہے اگرچہ وہ دوا مائع ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ قے کرنا؟ علی المشہور والمنصور عمداً قے کرنا مبطل روزہ ہے لیکن یہ موجب کفارہ نہیں ہے البتہ اس سے روزہ باطل ہوتا ہے اور قضا لازم ہے۔

ایضاح۔ اگر ان شرائط میں سے جو روزہ کی صحت کے سلسلے میں بیان ہوئی ہیں کوئی شرط مفقود ہو جائے تو روزہ کی قضا کرنا ہوگی اور امساک اور کفارہ نہیں ہوگا۔ البتہ دیگر مبطلات روزہ میں اگر کفارہ واجب نہ ہو محض قضا واجب ہو تو امساک بھی کرنا ہوگا یعنی باقی دن روزہ ٹوٹنے والی چیزوں سے بچنا بھی ہوگا تاکہ قضا تو واجب ہو ہی گئی مگر کفارہ تو واجب نہ ہو جائے۔

کفارہ کب واجب ہوتا ہے

ہر مبطل روزہ چیز کے استعمال سے جس طرح قضا واجب ہوتی ہے اسی طرح کفارہ بھی واجب ہوتا ہے جبکہ علماً و عمداً یعنی بوجھ کر اسے استعمال کیا جائے۔

sibtain.com

ماہ رمضان کے روزے میں، اس کی قضا کے روزے میں اور نذر معین کے روزے میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم ہوتا ہے۔

روزے کا کفارہ کیا ہے؟

ماہ رمضان کا روزہ توڑنا یا روزہ کی نیت نہ کرنا مگر دن کے وقت کسی مبطل کا استعمال کرنا موجب کفارہ ہے اور یہ کفارہ مندرجہ ذیل چیزوں میں سے ایک ہے اور احوط یہ ہے کہ اس ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے

۱۔ ایک مومن غلام کا آزاد کرنا۔ ۲۔ دو ماہ کے روزے رکھنا۔ اور مشہور یہ ہے کہ ان میں سے اکتیس۔ ۳۱۔ یعنی ۳۱ کو اردو والے ہندسہ کے اوپر۔ روزے مسلسل رکھے جائیں اور اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی اس سے کم مثلاً ۳۰ روزے رکھ کر ناغہ کر دے تو از سر نو رکھنا ہونگے۔ ۳۔ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا۔ خواہ سیر کر کے کھانا کھلایا جائے یا فی مسکین ایک مد گندم یا جو وغیرہ دیا جائے۔

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ نذر معین کے روزے کا توڑنا ظاہر یہ ہے کہ نذر توڑنے کے برابر لہذا یہاں نذر کا کفارہ لازم آئے گا یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس روزے رکھنا یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر تین روزے رکھے۔

مسئلہ ۲۔ حرام شئے سے روزہ توڑنے پر تینوں کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۔ ایک دن میں جماع مکرر کرنے سے کفارہ بھی مکرر ہوگا اگرچہ دخول کی حد تک ہو لیکن باقی کاموں کے ایک دن میں بار بار کرنے سے محض ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر مختلف دنوں میں مختلف مبطلات روزہ کا ارتکاب کیا جائے تو یقیناً کفارہ بھی مکرر ہوگا۔

مسئلہ ۴۔ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا کفارہ دینے سے عاجز ہو تو اٹھارہ روزے رکھے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو امکان بھر صدقہ دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو سچے دل سے توبہ کرنا ہی کفارہ قرار پائے گا۔

sibtain.com

مسئلہ ۵۔ اعتکاف کا روزہ اگر جماع کرنے سے توڑا جائے تو اس میں کفارہ واجب ہے دوسرے مبطلات صوم کے ارتکاب سے واجب نہیں ہوتا اور یہ کفارہ ماہ رمضان کے روزہ کے کفارے والا ہے۔ واللہ العالم۔

﴿کن روزوں کی قضاء واجب ہے﴾

۱۔ حائض ونفساء پر زمان حیض ونفاس کے قضا شدہ روزوں کی قضا واجب ہے اسے نماز کے مسئلہ پر قیاس نہ کیا جائے کہ جس کی قضا نہیں ہے۔ ۲۔ مرض کی وجہ سے جو روزے نہ رکھے گئے ہوں۔ ۳۔ سفر کے سبب جو روزے رہ گئے ہوں۔ ۴۔ مرتد کے روزے جو زمان ارتداد میں خراب ہو گئے ہوں۔ ۵۔ اگر روزہ توڑنے کی نیت کی گئی ہو لیکن پھر توبہ کر لی گئی ہو تو علی الاحوط اس روزہ کی قضا کی جائیگی۔ ۶۔ روزہ کی حالت میں سیال چیز سے حقنہ کرانے سے۔ ۷۔ عمداً قے کرنے کی وجہ سے ۸۔ جنابت کا غسل بھول جانے کی وجہ سے جو روزے رکھے گئے ہوں۔ ۹۔ باوجود صبح صادق کی تحقیق حال کی قدرت رکھنے کے بلا تحقیق روزہ بند

ہونے کے بعد کھایا پیا جائے اور بعد میں حقیقت حال کا انکشاف ہوا ہو کہ اس وقت صبح صادق ہو چکی تھی تو اس روزہ کو مکمل کیا جائے گا اور بعد میں قضا بھی کی جائیگی۔ ۱۰۔ باوجود حقیقت حال معلوم کرنے پر قدرت رکھنے کے صرف کسی کے قول پر اعتماد کر کے روزہ افطار کر لیا جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ ہنوز افطار کا وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے بلکہ علی الاحوط کفارہ بھی اور اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے یہ خیال کیا جائے کہ رات داخل ہو گئی ہے لیکن کھانے پینے کے بعد پتہ چلے کہ ہنوز رات داخل نہیں ہوئی تھی تو علی الاحوط قضا ہے۔ مگر واجب نہیں ہے۔ ۱۱۔ نماز واجب کے وضو کی کلی کے علاوہ مستحبی وضو کے لیے یا ویسے کلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا گیا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ ۱۲۔ ماہ رمضان میں جب جب آدمی ایک بار بیدار ہو اور دوبارہ سو جائے اور پھر صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اس دن غسل کر کے روزہ بھی رکھے گا اور اس کی قضا بھی واجب ہوگی۔ واللہ العالم۔

وہ روزے جنکی قضا نہیں ہے

sibtain.com

جو روزے نابالغی، جنون، کفر اصلی اور بے ہوشی کی حالت میں نہ رکھے گئے ہوں ان کی قضا نہیں ہے اور جس شخص کی بیماری اگلے رمضان تک طول پکڑ لے اس پر پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ فی روزہ ایک مد فقیر کو دینا بطور کفارہ واجب ہے اور اگر اثناء سال میں تندرست ہو جائے تو پھر قضا واجب ہے اور اگر سہل انگیزی کی وجہ سے نہ رکھے یہاں تک کہ دوسرا ماہ رمضان آجائے تو قضا کے ساتھ ساتھ ایک مد طعام فی روزہ کے حساب سے کفارہ بھی ادا کرے گا۔

متفرق مسائل۔

۱۔ قضا میں فوریت واجب نہیں ہے اگرچہ افضل ہے بلکہ مدت العمر تک قضا کی جا سکتی ہے۔

۲۔ جس کے ذمے قضا روزہ ہوں وہ مستحبی روزے نہیں رکھ سکتا۔

روزہ اور حیض ونفاس

اگر روزے کا پورا وقت عورت حیض ونفاس سے پاک رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ نہیں۔

بنابریں حیض و نفاس دن کے جس حصے میں بھی آجائے اگرچہ افطار سے چند منٹ پہلے ہی کیوں نہ آئے تب بھی وہ روزہ باطل ہو جائے گا اور اسکی قضا واجب ہوگی۔

﴿روزہ اور سفر﴾

سفر میں ماہ رمضان کا روزہ اور اسکی قضا کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور یہی حکم دیگر واجب روزوں کا ہے مگر چند صورتوں میں سفر میں روزہ صحیح ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مستحبی روزہ۔ اگر ماہ رمضان نہ ہو تو پھر سفر میں یہ روزہ رکھنا صرف مکروہ ہے اور اگر ماہ رمضان ہو تو پھر مستحبی روزہ بھی جائز نہیں ہے۔ ۲۔ نذر مشروط کا روزہ۔ اگر اس طرح نذر کی جائے کہ فلاں دن روزہ رکھوں گا اگرچہ سفر میں بھی ہوا۔ تو پھر منت پوری ہونے پر روزہ سفر میں بھی صحیح ہے۔ ۳۔ قبل از غروب عرفات سے نکلنے کا۔ کفارہ۔ اگر کوئی حاجی عمداً قبل از غروب عرفات سے نکل جائے تو اس کا کفارہ منیٰ میں عید کے دن اونٹ نحر کرنا ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کے عوض اٹھارہ روزے رکھے یہ روزے سفر میں صحیح ہیں۔ ۴۔ جب متمتع کو قربانی کا جانور نہ مل سکے۔ ا۔ حج تمتع والے کو اگر قربانی کا جانور نہ مل سکے تو اسکے عوض دس روزے رکھنا ہوں گے جن میں سے تین سفر میں یعنی مکہ میں رکھے گا اور سات گھر واپسی پر رکھے گا۔

﴿سفر اور روزے کے احکامات﴾

ماہ رمضان کا روزہ یا وہ روزہ جو سفر میں رکھنا صحیح نہیں ہے اسکی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں جو مع احکام بیان کی جاتی ہیں۔ ا۔ روزہ سے تھا کہ سفر کرنا پڑا۔ اس صورت میں اگر زوال شرعی سے پہلے ترخص پار کر جائے یعنی اس پر نماز قصر ہو جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا ورنہ اس روزے کو تمام کرے وہ صحیح متصور ہوگا۔ ۲۔ سفر میں روزے کا وقت شروع ہوا؟ وہ مسافر جو قصری ہے اگر روزے کے وقت کے اندر وطن اصلی یا مجازی کی ترخص کی حدود، اندر پہنچ جائے یعنی اسکی نماز پوری ہو جائے تو اسکی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ زوال سے پہلے ایسا ہوا؟ تو اس صورت میں روزہ رکھنا اور پورا کرنا واجب ہے جب کہ اس نے دن کا پہلا حصہ روزہ بند ہونے کے بعد سے اس وقت تک کوئی مبطل روزہ چیز استعمال نہ کی ہو۔ ۲۔ زوال کے بعد ایسا

ہوا؟ تو اس صورت میں اس دن کا روزہ درست نہیں البتہ امساک مستحب ہے۔ ایضاح۔ حضرت آیۃ اللہ نجفی کے نزدیک چونکہ سفر سے واپسی پر حد ترخص سے لیکر گھر پہنچنے تک اگر نماز پڑھی جائے تو اس میں قصر واتمام کا جمع کرنا احتیاط پر مبنی ہے لہذا روزے میں بھی یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے یعنی اگر ترخص کے بعد اور گھر پہنچنے سے پہلے زوال ہو تو اس دن روزہ پورا کرے اور قضا بھی کرے (ردائی)۔

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ جس شخص نے نماز میں قصر وتمام کو علی الاحوط جمع کرنا ہے وہ روزہ میں بھی یہ احتیاط کرے یعنی روزہ رکھے اور اسکی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۲۔ وہ مقامات جہاں مسافر کے لیے قصر کی بجائے نماز پوری پڑھنا جائز ہے جیسے مسجد الحرام۔ مسجد نبوی، روضہ امام حسینؑ اور مسجد کوفہ وہاں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے یعنی مسافر یہاں روزہ نہیں رکھ سکتا بلکہ یہ رخصت صرف نماز کے ساتھ مختص ہے۔

sibtain.com

مسئلہ ۳۔ جو شخص دس روزہ قیام کے قصد سے کہیں ایک چار رکعتی نماز پوری پڑھے اور پھر قیام کا ارادہ بدل جائے تو جب تک وہاں سے کوچ نہیں کرے گا تو جو نماز پڑھے گا وہ پوری پڑھے گا مگر ارادہ بدل جانے کے بعد روزہ نہیں رکھ سکتا۔ واللہ العالم۔

﴿ثبوت ہلال کے طریقے﴾

علی المشہور چاند کے ثابت ہونے کے چار طریقے ہیں۔ ۱۔ انسان خود دیکھے۔ ۲۔ شہرت عامہ ہو جس پر کذب کا گمان نہ ہو سکے۔ ۳۔ دو عادل گواہ گواہی دیں۔ ۴۔ پچھلا چاند شرعاً ثابت ہو اور اسے پورے تیس دن گذر جائیں۔

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ جس جگہ چاند نظر آئے وہ اور اس کے علاوہ اسکے شمالی وجنوبی محاذات اور مغربی علاقوں کے لیے ثابت ہو جائیگا یعنی رویت ہلال کے ثبوت میں افق کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ۲۔ اگر زوال آفتاب سے پہلے ہلال (مشرق کی طرف سورج کے پیچھے) نظر آجائے تو کیا اس دن پہلی تاریخ سمجھی جائیگی؟ یا اگر عشاء کے وقت فضیلت تک چاند غروب نہ ہو تو کیا اسے دوسری تاریخ کی علامت تصور کیا جائے گا؟ ان باتوں کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ۳۔ اگر عامہ میں یکم ذی الحجہ ہو جائے مگر شرعاً ثابت نہ ہو تو حج میں وقوف عرفات و مشعر کو احتیاط سے ادا کرنا ہوگا مثلاً اگر سعودی قانون کے مطابق چاند کا اعلان ہو جائے لیکن ہمارے شرائط کے مطابق ثابت نہ ہو تو وقوف عرفہ اور مشعر کا اضطراری وقوف ہی اگر ممکن ہو اور برائے نام اختیاری وقوف حاصل ہو سکے تو فبہا ورنہ آدمی فریضہ حج سے بری الذمہ نہ ہوگا اور اگر دونوں وقوف فوت ہو جائیں تو حج کو عمرہ مفردہ کے ساتھ بدل دینا احرام سے خارج ہونے کے لیے ضروری ہوگا اور حج اگلے سال ادا کیا جائے گا۔

اعتکاف کا بیان

sibtain.com

چند مخصوص شرائط کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ یہ فی نفسہ مستحب ہے۔ لیکن دو دن گذرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے اور نذر، قسم اور عہد سے بھی بالعارض واجب ہو جاتا ہے احادیث میں اس کا بے حد اجر و ثواب وارد ہے۔

شرائط صحت

اعتکاف کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

جو یہ ہیں۔

۱۔ عقل۔ ۲۔ ایمان۔ ۳۔ ہر عبادت کی طرح قصد قربت۔ ۴۔ روزہ۔ اور ضروری نہیں کہ روزہ اعتکاف کا ہی ہو بلکہ کسی طرح کا بھی روزہ ہو ماہ رمضان کا ہو یا اسکی قضا کا یا کوئی اور تو یہ اعتکاف کے لیے کافی ہے ۔۵۔ تین دن سے کم نہ ۔ زیادہ جس قدر رہو اور بنابراشہر واظہر دو دن گذرنے کے بعد تیسرا دن واجب ہو جاتا ہے اسی طرح چوتھا اور پانچواں دن گذرنے کے بعد چھٹا اور اسی طرح ہر مزید دو دن گذرنے پر تیسرا دن واجب ہو جائے گا۔ ۶۔ جامع مسجد میں ۔ لیعنی جہاں جامع الشرائط جمعہ ہوتا ہو نیز ضروری ہے کہ

ایک ہی مسجد میں بیٹھے اعتکاف بیٹھا جائے۔

۷۔ حدود مسجد سے بلا ضرورت نہ نکلنا۔ لیکن پیشاب پاخانہ غسل واجب مومن کی حاجت برآری، بیمار پرسی ۔ جنازہ میں شرکت اور ہر ضروری اور جائز کام کے لیے باہر نکلنا جائز ہے اگر بھول کر یا زبردستی نکالا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ جبر ختم ہونے اور یاد آنے پر واپس لوٹنا ضروری ہے۔

﴿محرمات اعتکاف﴾

مندرجہ ذیل چیزیں معتکف پر حرام ہیں۔

ا۔ جماع اور دیگر جنسی امور کی انجام دہی ۔۲۔ خوشبو سونگھنا۔۳۔ بیع و شراء کرنا ماسوا کسی خاص مجبوری کے کہ اس صورت میں جائز ہے۔۴۔ ذاتی غلبہ کی خاطر مجادلہ و مناظرہ کرنا مگر محض حق و حقیقت کے اظہار کے لیے بحث و مباحثہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

sibtain.com

﴿متفرق مسائل﴾

مسئلہ ا۔ مندرجہ بالا امور کے وقوع پذیر ہونے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے لیکن کفارہ فقط اس وقت واجب ہوتا ہے جب جماع سے اعتکاف کو باطل کیا جائے۔ اگرچہ رات کے وقت ہو۔

مسئلہ ۲۔ اگر کوئی معتکف ماہ رمضان میں دن کے وقت جماع کرکے اعتکاف باطل کرے تو اسکی وجہ سے دو کفارے واجب ہونگے ایک اعتکاف کا اور دوسرا روزے کا۔ واللہ العالم۔

﴿باب الجہاد﴾

غیبت کبریٰ کے دور میں جہاد ابتدائی ساقط ہے۔ اور جہاد دفاعی کے احکام عوام کو بھی معلوم ہیں چہ جائیکہ علماء کرام اس لئے ہم یہاں جہاد کی ان دونوں قسموں کو قلمزد کر کے اس کے اہم شعبہ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اور اسکے مراتب اور شرائط کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں۔

سو مخفی نہ رہے کہ اسلام کے واجبات و فرائض میں سے یہ ایک بڑا ہی اہم اور اعلیٰ فریضہ ہے جس کی قرآن و سنت میں بڑی اہمیت اور بہت فضیلت وارد ہوئی ہے اور اسے انبیاء کا راستہ، صلحاء کا طریقہ قرار دیا گیا ہے اور

تمام اسلامی فرائض کی ادائیگی کو اس سے وابستہ قرار دیا گیا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط کا اجمالی بیان

اس فرض کی ادائیگی کو موثر بنانے کی خاطر شرع اقدس میں اس کے چند شرائط مقرر کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ ۱۔ یہ فریضہ ادا کرنے والے کو پہلے معروف و منکر کی معرفت ہونی چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اس علم و معرفت کے بغیر اس اہم فریضہ کی ادائیگی ممکن ہے ۲۔ احتمال تاثیر یعنی امر و نہی کا فریضہ ادا کرنے والے کے نزدیک اس کے اثر انداز ہونے کا احتمال و امکان ہی اس کے وجوب کے لیے کافی ہے۔ اگرچہ ایک فیصد ہی کیوں نہ ہو۔ مخفی نہ رہے کہ یہ شرط اس صورت میں ہے کہ سب لوگوں کو معروف و منکر کا علم ہو مگر ان ہر عمل پیرا نہ ہوں۔ لیکن جب معروف و منکر کے پیمانے ہی بدل جائیں کہ لوگ معروف کو منکر اور منکر کو معروف، مستحب کو بدعت اور بدعت کو مستحب سمجھنے لگ جائیں تو اظہار حقیقت اور اتمام حجت کی خاطر امر و نہی بہر حال واجب ہو گا خواہ یقین ہو کہ لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ حدیث میں وارد ہے۔ اذا ظہرت البدع فی امتی فعلی العالم ان یظہر علمہ و من لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ۔ فرمایا جب میری امت میں بدعات و منکرات ظاہر ہو جائیں تو علماء پر لازم ہے کہ اپنے علم کا اظہار کریں اور جو یہ فریضہ انجام نہیں دیں گے اس پر خدا کی لعنت ہو گی (اصول کافی) ۳۔ عدم ضرر۔ یعنی امر و نہی کرنے والے کو اپنی جان، مال یا عزت و ناموس کے بارے میں ناقابل برداشت ضرر و زیاں کا علم یا ظن غالب نہ ہو۔ ورنہ یہ فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ واضح رہے یہ شرط بھی اس وقت ہے کہ جب لوگوں کو معروف و منکر کا علم تو ہو۔ مگر مقام عمل میں کوتاہی کرتے ہوں لیکن اگر لوگوں کی سوچ کے زاویے ہی بدل جائیں اور معروف منکر کے سانچے تبدیل ہو جائیں تو پھر اظہار حق بہر حال واجب و لازم ہے اگرچہ اس کی ادائیگی میں جان بھی جان آفرین کے حوالے کرنی پڑ جائے جس کی سب سے بڑی دلیل انبیاء و اوصیاء اور بالخصوص سید الشہداء کا اسوہ حسنہ ہے کہ۔ ع۔ سر داد و نداد دست در دست پرید۔ مخفی نہ رہے کہ مستحبات کی بجا آوری اور مکروہات سے منع کرنے کے بارے میں امر و نہی صرف مستحب ہے۔

﴿امر ونہی کے اقسام اوران کے مراتب کا بیان﴾

پوشیدہ نہ رہے کہ علماء اعلام نے امر ونہی کے چند اقسام اورانکے مختلف مراتب بیان کئے ہے ہیں۔ چنانچہ وہ اقسام تین ہیں۔ ا۔ قلبی ۔۲۔ لسانی ۔۳۔ جوارحی ۔اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ امر ونہی کی پہلی قسم یا پہلا مرتبہ دل ودماغ سے امر ونہی کرنا ہے یعنی واجب کے تارک اور حرام کے مرتکب شخص سے قلبی نفرت کا چہرہ کے اتار وچڑھاؤ سے اظہار کیا جائے اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملاقات نہ کی جائے ۔اور اگراس کا اثر نہ ہوتو اس سے روگردانی کی جائے اور میل جول کم کیا جائے ۔ بلکہ بالکل بند کیا جائے تا کہ اسے احساس ہو سکے کہ اسکے گناہ وعصیاں کی وجہ سے خدا کے نیک بندے اس سے نفرت کرتے ہیں ۔اور اگراس طریقہ کار کا بھی کوئی اثر نہ ہوتو پھر دوسری قسم یعنی زبان سے امر ونہی کا فریضہ ادا کیا جائے مگر یہاں بھی ادنی سے اعلی کی طرف قدم بڑھایا جائے ۔یعنی پہلے نرمی سے پند ونصیحت سے، ثواب وعقاب بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے اور اگر یہ طریقہ کار اثر انداز نہ ہوتو پھر گرمی سے اور تند لب ولہجہ سے تنبیہ کی جائے اور اگر یہ طریقہ کار بھی موثر ہو ثابت نہ ہوتو پھر تیسری قسم جوارحی پر عمل درآمد کیا جائے اور حالات و ظروف کو مدنظر رکھ کر قوت بازو سے برائی کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیا جائے ۔مگر ہر ہر مرحلہ پر بڑی حکمت عملی اور منصوبہ بندی سے قدم بڑھایا جائے ۔تا کہ فائدہ کی بجائے الٹا نقصان نہ ہو کیونکہ ۔ع۔ ہر سخن جائے وہر نکتہ مقامے دارد! ۔مخفی نہ رہے کہ اوپر امر ونہی کے جو تین شرائط بیان کئے گئے ہیں وہ لسانی وجوارحی امر ونہی سے متعلق ہیں ورنہ جہاں تک قلبی تنفر وانکار کا تعلق ہے وہ تو واجب مطلق ہے اور ہر حال میں ہر شخص پر واجب عینی ہے۔

فائدہ ۔واضح رہے کہ امر ونہی اور تبلیغ کی دو قسمیں ہیں ۔ا۔ لسانی ۔۲۔ عملی ۔ اگرچہ زبانی امر ونہی کی افادیت نا قابل انکار ہے ۔مگر یہ بات بھی نا قابل انکار ہے کہ سب سے زیادہ موثر اور دیر پا تبلیغ وہ ہوتی ہے جو اپنے عمل وکردار سے کی جائے لہذا آمر وناہی پر لازم ہے کہ وہ خود اپنے امر ونہی کا عملی نمونہ پیش کرے تا کہ اسکی تبلیغ موثر ہو انبیاء ومرسلین اور آئمہ طاہرین علیھم السلام کا طریقہ تبلیغ یہی تھا کہ وہ قول سے زیادہ

اپنے عمل و کردار سے تبلیغ کرتے تھے واللہ الہادی الی سواء السبیل۔

باب التجارۃ۔

مکاسب اور تجارت کے احکام

تجارت کے بارے میں احادیث کے اندر بے حد فضیلت وارد ہوئی ہے تجارت ایک مستحب اور بابرکت پیشہ ہے لیکن فی نفسہ حلال طریقے سے روزی کمانا تاکہ انسان اپنی ضروریات اور فرائض سے عہدہ برآ ہو سکے واجب ہے لیکن اس سلسلہ میں تجارت اور کاروبار کے احکام سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ کہیں لاعلمی کی وجہ سے کسی فعل حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھے اس سلسلے میں یہاں روزمرہ مسائل عمومی کا اجمالی بیان کیا جاتا ہے تفصیل کے لیے اصل کتاب ''قوانین الشریعہ'' کی طرف رجوع فرمائیں۔

مکاسب محرمہ

sibtain.com

شریعت اسلامیہ میں معاملات اور کاروبار کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔حرام ۲۔مکروہ ۳۔اور مباح۔ یہاں بالترتیب پہلے مکاسب محرمہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔اور بعدازاں مکروہ اور مباح مکاسب کا ذکر کیا جائے گا۔انشاء اللہ۔

مکاسب محرمہ

مکاسب محرمہ یعنی روزی کمانے کی وہ صورتیں جو شرعاً حرام ہیں۔انہیں چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔اول۔اعیان نجسہ کی بیع وشراء دوم ایسے کاموں کے ذریعے روزی کمانا جو فی نفسہ حرام ہیں سوم۔ایسی چیزوں کی تجارت وکاروبار کرنا جو فی نفسہ تو حرام نہیں لیکن ان کی غرض وغایت حرام ہے اور چہارم واجبات عینی یا کفائی پر اجرت لینا۔ذیل میں بقدر ضرورت ان امور کی قدرے وضاحت کی جاتی ہے۔

قسم اول عین نجس کی خرید وفروخت حرام ہے۔جیسے انسان اور حرام گوشت حیوان کا پیشاب وپاخانہ،خون، مردار، کتا،خنزیر۔اور شراب وغیرہ اور جیسا کہ کتاب قوانین الشریعہ میں غور وخوض کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔کہ متنجس

چیز کی خرید وفروخت دو شرائط کے ساتھ جائز ہے پہلی یہ کہ وہ چیز پاک ہوسکتی ہے اور خریدنے والے کو بتا بھی دیا جائے خصوصاً اس وقت جب کہ وہ کھانے یا پہننے سے متعلق ہو اور دوسری یہ کہ وہ متنجس چیزیں جو کہ پاک تو نہیں ہوسکتیں لیکن جو ایسے کاموں میں استعمال ہوں جن میں طہارت شرط نہیں ہے انکی خرید وفروخت جائز ہے بنابریں مٹی کا تیل اگر متنجس ہو جائے تو اس کی بیع وشرا حرام نہیں ہے لیکن اگر سرسوں کا متنجس تیل اگر بدن پر لگانے کے لیے بیچا یا خریدا جائے تو حرام ہوگا لیکن اگر چراغ میں جلانے کے لیے ہو تو انکی خرید وفروخت جائز ہے واضح رہے کہ شراب، کتا، خنزیر، اور دیگر نجس العین چیزوں کی خرید وفروخت حرام ہے لیکن شکاری کتا اس سے مستثنی ہے۔

﴿متفرق مسائل﴾

۱۔ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی جانوروں کی بیع وشراء جائز ہے لیکن بندر کی خرید وفروخت سے علی الاحوط اجتناب کرنا اولی ہے۔ ۲۔ جو چیزیں پاک نہ ہوسکتی ہوں جیسے گریس اور وہ تیل جو کھانے میں اور مشروط بالطہارت چیزوں میں استعمال نہیں ہوتے انکی خرید وفروخت جائز ہے۔ ۳۔ جو تیل وغیرہ سیال چیزیں دیار غیر سے آتی ہیں جب تک انکی نجاست کا علم ویقین نہ ہو اس وقت تک ان پاک تصور کیا جائے گا اور ان کا استعمال جائز ہوگا۔ ۴۔ کافر غلام کی خرید وفروخت جائز ہے اگرچہ وہ عین نجس ہے یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ کما لا یخفی۔

قسم دوم۔ یعنی جو کام فی نفسہ حرام ہیں ان کے ذریعے رزق کمانا حرام ہے انکی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تصویر سازی۔ اگر مجسمہ سازی ہے تو بالاتفاق حرام ہے لیکن نقاشی اور قلم سے تصویر بنانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اگرچہ بنا براقوی حرام ہے اور جہاں تک کیمرے کے ذریعے تصویر کا تعلق ہے تو علی الاحوط اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ لہذا ان چیزوں کو ذریعہ معاش نہیں بنانا چاہیے۔

۲۔ گانا۔ گانے کے ذریعے کمانا حرام ہے خواہ وہ ساز کے ساتھ ہو یا ساز کے بغیر واضح رہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گانے میں غلط اور فحش بات گائی جائے یا اخلاق وحکیمانہ نکات بیان کیے جائیں جائز

شاعری کی گئی ہو یا ناجائز سخنوری حتی کہ قرآن حکیم کی تلاوت ہو یا اللہ تعالی کی حمد وثناء رسول خدا کی نعت و منقبت ہو، یا مولا امیر علیہ السلام کا قصیدہ ہو یا سید الشہداء کا مرثیہ ہو سب غنا میں حرام ہیں بلکہ آخری پانچ صورتوں میں گناہ کی سنگینی اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ ایک غنا نفسہ حرام ہے اور دوسرا اس سے قرآن، خدا، رسولؐ اور امامؑ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی شراب پیئے اور وہ بھی کعبہ شریف میں بیٹھ کر۔ البتہ اچھی آواز سے پڑھنے میں جبکہ وہ عرفاً لہو ولعب اور غنا میں شمار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسکے معلوم کرنے کا دارومدار پیشہ ور گانے بجانے والے لوگوں کے بیان پر ہے۔

۳۔ نوحہ بباطل۔ زمانہ قدیم میں رواج تھا کہ مرنے والے پر پیشہ ور عورتیں (جن کا پیشہ نوحہ کرنا ہوتا تھا) بلائی جاتی تھیں جو مخصوص لب ولہجہ میں نوحہ کرتیں یعنی مرنے والے کے اوصاف بیان کر کے لوگوں کو رلاتی تھیں اسلام نے اسے جائز رکھا لیکن اس شرط کے ساتھ کے اس میں غناء اور جھوٹ اور دیگر حرام کاموں کی آمیزش نہ ہو۔ لہذا نوحہ بباطل حرام ہے اور اسکے ذریعہ روزی کمانا بھی حرام ہے۔ ۴۔ ظالموں کی امداد کرنا۔ ظالموں کی امداد کرنا اور اس کے ذریعہ سے روزی کمانا بھی حرام ہے

۵۔ مومن کی ہجو کرنا۔ نثر کی طرح شعر وشاعری کے ذریعہ مومن کی ہجو کرنا اور اسکی توہین کرنا حرام ہے اور یہ کام کر کے روزی کمانا بھی حرام ہے اور غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مومن کے پس پشت اسکے وہ عیب کرنا جو اسمیں پائے جاتے ہوں لیکن اگر وہ سنے تو اسے برا لگے یہ ایک سنگین گناہ ہے لیکن چند مقامات اس سے مستثنی ہیں۔

ا۔ جب مظلوم ظالم کی اس شخص کے پاس شکایت کرے جس سے انصاف وتحفظ فراہم ہونے کی توقع ہو۔ ب۔ مشورہ طلب کرنے والے آدمی کے سامنے کسی شخص کے حدود اربعہ بیان کرنا تاکہ اسے نقصان سے بچایا جاسکے۔ ج۔ کسی شخص کے فائدے کی خاطر اس کی غیبت کرنا۔ د۔ متجاہر بالفسق کی یعنی اس شخص کی جو علانیہ گناہ کرتا ہو اور کوئی پرواہ نہ کرتا ہو۔ ہ۔ مخالف حق اور بالخصوص بدعتی آدمی کی غیبت کرنا اس لئے جائز ہے تاکہ لوگوں کو اسکے دام تزویر سے بچایا جاسکے۔

sibtain.com

۶۔ غش خفی ۔ یعنی ملاوٹ کرنا۔ جیسے دودھ میں پانی ملانا، کھانڈ میں کھاد اور گھی میں گریس ملانا اور اسکے ذریعہ سے روزی کمانا حرام ہے۔

۷۔ تدلیس ماشطہ ۔ یعنی کنگھی پٹی کرنے والی عورت کا دھوکہ دہی کے ذریعہ روزی کمانا، جیسے کہ کسی کنیز کو جعلی بال لگا کر خوبصورت بنایا جائے تاکہ قیمت زیادہ لگے یا اس مقصد کی خاطر پاؤڈر وغیرہ لگا کر کسی بد صورت کو خوبصورت بنانا حرام ہے اور اسکے ذریعہ روزی کمانا بھی حرام ہے۔

۸۔ قیادہ ۔ یعنی دلالی کرنا اور دو اشخاص کو جنسی بے راہ روی کے لیے ملانا جو کہ بالاتفاق فعل حرام ہے اور اسے ذریعہ معاش بنانا بھی حرام ہے۔

۹۔ رشوت لینا یا دینا ۔ رشوت لینا تو بہر صورت حرام ہے لیکن اگر انسان ظالم سے اپنا جائز حق رشوت کے بغیر وصول نہ کر سکتا ہو تو دینا جائز ہے اسکے علاوہ ناجائز مطلب برآری کے لیے دینا بھی حرام ہے حدیث میں وارد ہے الراشی والمرتشی کلاھما فی النار۔

۱۰۔ جوا۔ کھیلنا فعل حرام ہے اور اسکے ذریعہ روزی کمانا بھی حرام ہے۔

۱۱۔ جادو کرنا یا سیکھنا اور سکھانا۔ اور اسکے ذریعہ روزی کمانا بالاتفاق حرام ہے۔ لیکن اگر جادو کی قلعی کھولنے اور اسکی حقیقت ظاہر کرنے کی خاطر سیکھا جائے تو جائز ہے۔ اس موضوع کی باقی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۲۔ کہانت ۔ کاہن وہ لوگ ہیں جو شیطانی عملیات سے جنوں وغیرہ کو قابو کرتے ہیں اور دور دور کے واقعات جنوں کے ذریعہ سے معلوم کر کے لوگوں کو ان کی اطلاع دیتے ہیں اور ان پر اپنی کبریائی کا رعب جماتے ہیں یہ حرام ہے اور اس کے ذریعہ روزی کمانا بھی حرام ہے۔

۱۳۔ شعبدہ بازی ۔ بنا بر مشہور حرام ہے۔ اور احتیاط وجوبی کی بنا پر اس کے ذریعہ کمانے سے اجتناب کیا

sibtain.com

جائے۔

۱۴۔ حفظ کتب ضلال۔ گمراہ کن کتب کو پڑھنا، پڑھانا اور شائع کرنا حرام ہے الا یہ کہ انہیں ابطال باطل کی خاطر رکھا جائے یا پڑھا جائے۔ انما الاعمال بالنیات۔

۱۵۔ سود لینا یا دینا۔ اسکے احکام بالتفصیل آئندہ آئیں گے۔ انشاء اللہ۔

۱۶۔ قرآن کی خرید و فروخت۔ قرآن کریم کی خرید و فروخت کے وقت اسکے گتے اور جلد بندی وغیرہ کی قیمت کا قصد کیا جائے تو صحیح ہے ورنہ اس کا جواز اشکال سے خالی نہیں ہے

قسم سوم۔ وہ چیزیں جو فی نفسہ حرام تو نہیں لیکن ان کی غرض و غایت حرام ہے۔ ان کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ آلات لہو ولعب بنانا۔ جیسے طبلہ ڈھول باجہ اور سارنگی وغیرہ۔ ۲۔ صلیب بنانا۔ ۳۔ کڑا وغیرہ بنانا۔ گو کہ کتاب مستطاب میں یہ مذکور ہے لیکن جیسا کہ مخفی نہیں کہ بعض لاعلم اور بعض جاہل خود ساختہ سنت امام زین العابدین علیہ السلام کے طور پر کڑا پہنتے ہیں لہذا ایسا کڑا وغیرہ بنانا اور اسکا پہننا اور اسکے ذریعہ روزی کمانا جائز نہیں ہے (روائی)۔ ۴۔ دشمن اسلام کو ہتھیار فروخت کرنا۔ ۵۔ شراب سازی کی خاطر انگور فروخت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

sibtain.com

قسم چہارم۔ جو واجبات شرعیہ مکلف پر عیناً یا کفایتاً واجب ہیں ان کی بجا آوری پر اجرت لینا حرام ہے۔ نیز وہ مستحبات جن میں قصد قربت شرط صحت ہے ان پر اجرت لینا بھی حرام ہے یہاں ایک روایت جو امیر المومنین سے مروی ہے بیان کرنا مناسب ہے روایت ہے کہ ایک شخص نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا امیر المومنین میں آپ سے محبت کرتا ہوں لیکن آنجناب نے فرمایا لیکن میں تجھ سے نفرت کرتا ہوں۔ اس نے پریشان ہو کر عرض کیا کیوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اجرت پر اذان دیتا ہے (من لا یحضرہ الفقیہ)۔

لمحہ فکریہ۔ آل محمد سے محبت کا دعویٰ کرنے والے اور حقیقی غلامان آل محمد کو مقصر کہنے والوں کے لیے یہ لمحہ

فکر یہ ہے کہ اگر امام علیہ السلام کا ذکر فضائل و مصائب مستحب ہے جو کہ یقیناً ہے اور ایسی عبادت ہے کہ جس میں قصد قربت معتبر ہے تو پھر اس پر اجرت طے کر کے لینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اس موضوع پر عالی جناب تقدس مآب آیۃ اللہ محمد حسین النجفی مدظلہ کی کتاب "اصلاح المجالس والمحافل میں بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے مومنین کرام اسکی طرف رجوع فرمائیں (ردائی)

مکاسب مکروہہ

شریعت مقدسہ اسلامیہ میں چند پیشے ایسے ہیں کہ جن کا اختیار کرنا اور ان کے ذریعہ روزی کمانا مکروہ ہے جو یہ ہیں۔ ۱۔ زرگری۔ ۲۔ کفن فروشی۔ ۳۔ بردہ فروشی۔ ۴۔ قصابی۔ ۵۔ گندم وغیرہ اجناس کی تجارت۔ ۶۔ جولاہا گری۔ ۷۔ رنگ سازی۔ ۸۔ حجامت گری یعنی پچھنے لگانے کا پیشہ۔ ۹۔ اجرت پر سانڈ دینا۔ ۱۰۔ ہر وہ پیشہ اور کام جس سے کام کرنے والے کی دنائت اور کمینگی ظاہر ہوتی ہو۔

sibtain.com

مکاسب مباحہ

جب سطور بالا میں مکاسب محرمہ اور مکاسب مکروہ کی تفصیل معلوم ہو گئی تو اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ان معاملات کے علاوہ جس قدر اور کاروبار ہیں وہ سب مباح ہیں واللہ ولی التوفیق۔

خرید و فروخت کی اقسام اور ان کے مختصر احکام

بیع و شرا کے بڑے بڑے اقسام چار ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نقد۔ جب عوضین اسی وقت ایک دوسرے کے حوالے کئے جائیں یہ مخصوص شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ ۲۔ نسیہ۔ یعنی قیمت اور مال دونوں ادھار۔ یہ قسم شرعاً حرام ہے۔ ۳۔ مال نقد اور قیمت ادھار۔ یہ قسم شرعاً جائز ہے۔ ۴۔ مال ادھار اور قیمت نقد۔

جسے بیع سلف و سلم کہا جاتا ہے یہ قسم بھی شرعاً جائز ہے۔

﴿بائع ومشتری کے شرائط﴾

بائع بیچنے والے اور مشتری خریدار کو کہتے ہیں ان میں چند شرائط کا ہونا تجارتی معاملہ کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے جو درج ذیل ہیں۔ ۱۔ صیغہ عقد۔ خرید وفروخت کے مخصوص معاملات میں جس زبان میں اور جن الفاظ کے ساتھ بھی معاملہ طئے ہو وہ صیغہ عقد کہلائیں گے جیسے کہ عموماً معاملات تجارت میں گفتگو کی جاتی ہے اس کے لیے کوئی خاص صیغہ یا کوئی خاص شرائط نہیں ہیں اور اس قسم کے تمام معاملات گفتگو کے بغیر قیمت اور جنس ایک دوسرے کے حوالے کرنا معاطاۃ کہلاتا ہے جو کافی ہے اور صحیح ہے۔ ۲۔ بلوغ۔ بائع اور مشتری ہر دو میں بلوغ معاملے کی صحت کے لیے شرط ہے لہذا نابالغ بچہ کا معاملہ درست نہیں ہے اگرچہ طفل ممیز ہی کیوں نہ ہو

۳۔ عقل ورشد۔ لہذا سفیہ اور بے وقوف قسم کے آدمی جسے اپنے نفع ونقصان کا احساس نہ ہو اور دیوانے کی بیع وشراء درست نہیں ہے۔ ۴۔ ملکیت یا ماذونیت۔ بیچنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جس چیز کو بیچ رہا ہے وہ اس کا مالک ہو یا مالک کی طرف سے اسے فروخت کرنے کی اجازت ہو اور اگر وہ مالک یا ماذون من المالک نہیں ہے تو ایسا معاملہ عقد فضولی کہلاتا ہے۔ جو علی الاظہر باطل ہے اور صرف عقد نکاح میں درست ہے اور اسکی پختگی اجازت پر موقوف ہے واللہ العالم۔

۵۔ اختیار۔ بائع اور مشتری کو بیع وشراء پر مجبور نہ کیا جائے بلکہ وہ اپنے ارادہ واختیار سے معاملہ کریں۔

﴿مال تجارت اور اسکی قیمت کے شرائط﴾

۱۔ ہر دو کا عین المال ہونا۔ یعنی جس شے کو خریدا جا رہا ہو وہ بھی مال ہو اور جو قیمت ادا کی جا رہی ہے وہ بھی مال کی قسم سے ہو لہذا صرف کسی چیز کی منفعت کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

۲۔ ملکیت۔ ہر دو میں شرعاً ملکیت ثابت ہو۔ لہذا آزاد آدمی کی بیع وشراء اور مشترکہ مال کی خرید وفروخت شریک کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

۳۔ قدرت۔ بر تسلیم بیچنے والا ایسی کوئی چیز فروخت نہیں کر سکتا جس کے تسلیم پر اسے قدرت واختیار نہ ہو

sibtain.com

جیسے کوئی شخص ہوا میں اڑتا ہوا کبوتر یا بھگوڑا غلام فروخت کرے تو یہ بیع وشراء جائز نہیں ہے۔

۴۔عدم شرکت۔جس چیز میں کسی بھی طرح کسی اور کی شراکت ہو جیسے وقف عام وہ چیز بھی بیچی نہیں جاسکتی۔

۵۔معلومیت۔مال اور اسکی قیمت کا معین ومعلوم ہونا ضروری ہے لہذا مجہول الحال مال کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

﴿مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ۱۔اگر بائع کی بتائی ہوئی مقدار سے مال کم نکلے تو مشتری کو معاملہ ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مسئلہ۲۔اگر کوئی شئے کسی شہر میں ماپی یا تولی جاتی ہے تو شہر کے دستور کے مطابق اسے ماپا یا تولا جائیگا۔لیکن احوط یہ ہے کہ اگر نص میں کسی چیز کے تولنے یا ماپنے کا ذکر ہو تو نص کے مطابق اس کا معاملہ کیا جائے۔

مسئلہ۳۔مشہور یہ ہے کہ بکریوں اور دنبوں کی کھال کو اتارنے سے پہلے اور اون کو کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن علی الاقوی اون کی فروخت اس حالت میں جائز ہے۔(واللہ العالم)

sibtain.com

مسئلہ۴۔اگر کسی چیز کی تعداد معلوم نہ ہو اور ہو بھی غیر محصور جیسے مچھلیوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور وہ غیر محصور بھی ہوں تو ان کی بیع جائز نہیں ہے الا یہ کہ بطور ضمیمہ ان کے ساتھ کوئی اور شئے مثلاً معلوم ومقبوض مچھلیاں شامل کر لی جائیں تو پھر یہ معاملہ جائز ہے۔اور یہی حکم اس دودھ کا ہے جو ہنوز تھنوں کے اندر موجود ہے جسکی مقدار معلوم نہیں ہے کہ اسکی بیع وشراء بھی ضمیمہ کے ساتھ جائز ہے اور اسکے بغیر جائز نہیں ہے۔

﴿سود﴾

سود جو کہ بالاتفاق حرام ہے اور ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جن کے ارتکاب پر جہنم کی وعید وتہدید کی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے چند احکام یہاں بیان ہو جائیں۔سود کے دو اقسام ہیں۔۱۔سود قرضی اور۔۲۔سود معاملی۔

۱۔سود قرضی۔۔یہ ہر اس چیز میں پایا جاتا ہے جسے بطور قرض دیا جائے اور قرض دیتے وقت اضافہ کی شرط لگائی

جائے مثلاً ایک من گندم ڈیڑھ من گندم کے عوض بطور قرض دی جائے یا آج پانچ انڈے پانچ ماہ کے لیے دس انڈوں کے عوض دیئے جائیں یہ سود قرضی کہلائے گا۔

۲۔سود معاملی۔سود معاملہ کے تحقق میں دو شرطیں ہیں۔ا۔اتحاد جنسی اور ۲۔عوضین کا مکیل یا موزون ہونا۔ا۔اتحاد جنسی۔یہاں جنس سے مراد کسی چیز کی نوع ہے یعنی عوض اور معوض کی نوع ایک ہو جیسے گندم ،جوار اور سونا چاندی وغیرہ الگ الگ جنس ہیں ہاں البتہ گندم و جو ایک جنس سمجھے جاتے ہیں۔بنابریں ایک من گندم کے عوض ایک من دو سیر گندم یہ موزون ہوں ناپے یا تولے جاتے ہوں لہذا جو چیز ناپی یا تولی نہیں جاتیں بلکہ گنی جاتی ہیں ان میں سو متحقق نہیں ہوتا بنابریں جو چیزیں گنی جاتی ہے جیسے بھیڑ ا بکری روپے پیسے وغیرہ یہاں ایک بکری کے بدلے دو بکریاں یا دو انڈوں کے عوض تین انڈے لینا اگرچہ سود نہیں ہے لیکن احوط یہ ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ (واللہ العالم)۔

sibtain.com

بنک کا معاملہ

بنک جو رقم سود کے عنوان سے اپنے حصہ داروں کو دیتا ہے تو چونکہ روپیہ بنک میں رکھا جاتا ہے وہ بطور قرض نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ بیع وشراء ہے اور نیز روپیہ نہ مکیل ہے اور نہ ہی موزون بلکہ معدود ہے یعنی گنا جاتا ہے علاوہ بریں رکھنے والا شرط بھی عائد نہیں کرتا کہ وہ اصل رقم سے زیادہ لے گا بلکہ بنک خود بخود اپنی خوشی سے وہ اضافہ دیتا ہے نیز اس سے کسی دوسرے مسلمان کی حق تلفی بھی نہیں ہوتی اس لئے یہ جائز ہے مگر احتیاط فی الدین کا تقاضا ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے اور صرف کرنٹ یا پھر شراکتی کھاتہ میں رکھا جائے لیکن سود جو بنک مقروضوں سے لیتا ہے۔وہ یقیناً سود ہے اس لئے یہ معاملہ حرام اور باطل ہے لہذا اس سے اجتناب واجب ہے۔واللہ العالم۔

بیع وشراء کے مختلف اقسام کے مسائل واحکام

مخفی نہ رہے کہ عوضین اور بائع کے خریدار کو اصل قیمت کے بتانے یا نہ بتانے کے اعتبار سے بیع وشراء کی کئی قسمیں ہیں جو مع اپنے مخصوص احکام کے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ بیع نقد۔ جب نقد کے عوض نقد کی خرید وفروخت ہو یعنی مال اور اسکی قیمت ہر دو نقد ہوں یہ جائز ہے اور اسکے شرائط و احکام وہی ہیں جو عوضین اور متعاقدین کے ہیں (جو اوپر مذکور ہیں)۔ ۲۔ بیع الدین بالدین جبکہ مال اور اسکی قیمت دونوں ادھار ہوں یہ معاملہ حرام ہے۔ ۳۔ بیع نسیہ۔ یعنی ادھار جس میں جنس نقد اور قیمت ادھار ہوتی ہے یہ قسم جائز ہے اور اسکے مندرجہ ذیل احکام ہیں۔

مسئلہ ۱۔ نقد اور ادھار کی قیمت میں تفاوت جائز ہے مثلاً نقد قیمت تیرہ روپے اور ادھار پندرہ روپے ہو تو یہ معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۔ ادھار میں واضح طور پر مدت معین ہونی ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر ادھار کی مدت تین سال سے زیادہ ہو تو یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴۔ اگر قیمت کی مدت ہنوز دور ہو تو بائع کو حق حاصل ہے کہ اس میں سے کچھ معاف کر کے جلدی وصول کر لے۔

sibtain.com

۴۔ بیع سلم وسلف۔ یہاں قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے اور جنس بعد میں لی جاتی ہے۔ اس کی صحت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ ایجاب وقبول۔ ۲۔ جنس مشخص ہو۔ ۳۔ وصف۔ یعنی اسکی صفات اور قسم وغیرہ معلوم ہو۔ ۴۔ احوط یہ ہے کہ بائع ومشتری کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے قیمت وصول کر لی جائے۔ ۵۔ مال کی مقدار معین ہو۔ ۶۔ مدت معین ہو۔ ۷۔ ادائیگی کے وقت اس جنس کا وجود ممکن ہو

توضیح۔ جس جنس کو آدمی نے بطور سلف خریدا ہو اور آگے اسے فروخت کرنا چاہے تو اسکی چار صورتیں ہیں۔ ۱۔ ابھی جنس حاصل کرنے کا وقت نہیں آیا اور وہ اسے نقد قیمت پر فروخت کرلے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ابھی تک وہ جنس بائع کی ملکیت میں نہیں ہے۔ ۲۔ مذکورہ بالا صورت میں اسے ادھار پر فروخت کرے یہ بیع بھی بیع الدین بالدین کے زمرے میں آتی ہے اس لئے باطل ہے۔ ۳۔ بائع جنس وصول کرنے کے بعد آگے نقد یا ادھار پر فروخت کرلے یہ جائز ہے۔ ۴۔ جنس کی وصول کا وقت تو آگیا مگر ابھی تک جنس کو اپنے قبضہ میں نہ لیا تو اس صورت میں بھی اسکی فروخت جائز نہیں ہے البتہ اسی بائع کے ہاتھ اسے فروخت

کرنا جائز ہے جس سے وہ جنس خریدی تھی۔ ۵۔ اگر وصولی کے وقت مطلوبہ مال گھٹیا نکلے مگر خریدار اسے قبول کرلے تو پھر معاملہ صحیح ہے۔ اور اگر خریدار چاہے تو معاملہ توڑ سکتا ہے۔

۵۔ بیع مساومت۔ خریدار کو اصل قیمت خرید بتائے بغیر مناسب داموں پر فروخت کرنا بیع مساومت کہلاتی ہے اور یہ تجارت کی بہت ہی عمدہ قسم ہے۔ ۷۔ بیع مواضعہ۔ خریدار کو اصل قیمت بتا کر اس سے کم پر فروخت کرنا بیع مواضعہ کہلاتی ہے جو کہ جائز ہے۔ ۸۔ بیع مرابحہ۔ خریدار کو مال کی اصل قیمت خرید اور اپنی محنت و مشقت جو اس پر کی ہے بتا کر آگے نفع پر فروخت کرنا یہ بھی ہے تو جائز مگر مکروہ ہے۔ ۹۔ ثمن اور مثمن مختلف ہوں تو اس صورت میں برابر یا عوضین کا ایک دوسرے سے کم یا زیادہ ہونا نقد ہو یا ادھار بہرحال جائز ہے جیسے گندم کے عوض جوار اور سونے کے عوض چاندی اور یہاں ثمن اور مثمن کے اختلاف کی وجہ سے سود لازم نہیں آتا۔ ۱۰۔ ثمن اور مثمن متحد ہوں۔ جیسے سونے کے عوض سونا اور گندم کے عوض گندم اس میں عوض و معوض میں کمی و بیشی کرنا سود کے زمرے میں آتا ہے جو سخت حرام ہے۔

sibtain.com

بیع صرف، یعنی سونے چاندی کی فروخت کے احکام

اگر سونے کے عوض سونا یا چاندی کے عوض چاندی کی بیع وشرای کی جائے تو اگر لینے یا دینے میں کمی یا بیشی کی جائے تو یہ سود ہے اور معاملہ باطل ہے اگرچہ اعلیٰ سونا گھٹیا سونے کے عوض فروخت کیا جائے اور اسی لئے گھٹیا سونے کی مقدار زیادہ مقرر کی جائے تو یہ بھی سود ہے اور باطل ہے لیکن اگر چاندی کے عوض سونا ہو اور سونے کے عوض چاندی تو پھر ثمن و مثمن کم وبیش ہو سکتے ہیں کیوں کہ یہاں سود لازم نہیں آتا بشرطیکہ دیگر شرائط معاملہ موجود ہوں نیز بائع و مشتری جدا ہونے سے پہلے عوضین ایک دوسرے کے حوالے بھی کردیں پس اگر اس شرط کے خلاف ورزی کی گئی تو معاملہ باطل متصور ہوگا۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۔ کھوٹ کی مقدار معلوم ہونے کی صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ جنس کے اتحاد کی صورت میں کم وبیش لینے یا دینے سے اجتناب کیا جائے اگرچہ زیادہ مقدار کو کھوٹ کی قیمت قرار دیا جاسکتا ہو۔

مسئلہ۲۔ موجودہ نوٹوں پر معاملے کے سلسلے میں بعض فقہاء کے قول کے مطابق اگر معاملہ فریقین نے اصل چاندی یا سونے پر معاملہ کیا مگر مقام قبض واقباض میں نوٹ لئے دیے تو کمی بیشی جائز نہ ہوگی اور یہ سود ہوگا لیکن اگر کاغذوں پر معاملہ ہوا ہے تو یہ معاملہ بیع صرف کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ واللہ العالم۔

﴿پھلوں اور سبزیوں کی بیع وشراء کے احکام﴾

مسئلہ۱۔ اگر پھل ظاہر ہونے سے پہلے ایک سال کے لیے ضمیمہ کے بغیر فروخت کیا جائے تو یہ بیع بنا بر مشہور باطل ہے لہذا احتیاط واجب کی بنا پر اس معاملہ سے اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ۲۔ پھل ظاہر ہونے سے پہلے ضمیمہ کے ساتھ اسکی بیع وشراء بنا براقوی جائز ہے مثلاً یہ کہ کوئی ایسی چیز ساتھ بیچی جائے جس کی بیع شرعاً جائز ہو۔

مسئلہ۳۔ اگر پھل ظاہر ہونے سے پہلے دو تین سال کے لیے معاملہ کیا جائے تو علی الاظہر یہ معاملہ جائز ہے جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور بعض فقہا بھی اسکے جواز کے قائل ہیں۔

مسئلہ۴۔ پھل کے ظاہر ہونے کے بعد مگر اسکے زرد یا سرخ ہونے سے پہلے ضمیمہ کے بغیر ایک سال یا اس سے زائد مدت کے لیے خرید وفروخت میں اختلاف ہے اگرچہ اقوی جواز ہے مگر احوط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس کا بطلان ظاہر نہیں ہے تاہم احوط یہ ہے کہ ضمیمہ کے بغیر ایسا معاملہ نہ کیا جائے۔ واللہ العالم۔

مسئلہ۵۔ کچے اور پکے پھل اگر ملے جلے ہوں تو انکی اکٹھی بیع وشرا جائز ہے۔

مسئلہ۶۔ سبزیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کا معاملہ درست نہیں ہے اور ظاہر ہونے کے بعد بلا اتفاق جائز ہے اور جو سبزیاں بار بار پودے کے ساتھ لگتی ہیں ان کے معاملے میں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ معاملہ کتنی بار کا ہے تاکہ خرید وفروخت میں کوئی ابہام نہ رہ جائے۔

مسئلہ۷۔ اگر کوئی شخص اپنا پھل دار درخت فروخت کرے تو بنا بر مشہور پھل مشتری کی ملکیت نہ ہوگا مگر یہ کہ مشتری نے شرط مقرر کرلی ہو کہ پھل اس کا ہوگا اور اگر پھل لگنے سے پہلے فروخت کرے تو پھر پھل خریدار کا

sibtain.com

ہوگا۔

مسئلہ ۸۔ اگر کوئی اپنے باغ کا پھل فروخت کرے اور اسکا کچھ حصہ اپنے لئے فروخت سے مستثنیٰ کر لے تو یہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۔ اگر پھل کا قبضہ لینے سے پہلے پھل تلف ہو جائے تو نقصان بائع کا متصور ہو گا جب کہ قبضہ کے بعد خریدار کا تصور کیا جائے گا۔

﴿بیع مزابنہ ومحاقلہ﴾

اگر کوئی شخص کھجور کا پھل جو ابھی درخت کے اوپر ہے اسی کھجور کے پھل کے عوض یا کسی اور کھجور کے پھل کے عوض فروخت کرے تو یہ بیع مزابنہ ہے جو بنا بر مشہور حرام ہے اور اگر گندم وغیرہ کا کھیت اس کھیت سے حاصل شدہ گندم یا دوسری گندم کے عوض فروخت کیا جائے تو اسے بیع محاقلہ کہا جاتا ہے یہ بھی علی المشہور حرام ہے۔ مگر تحقیق قول یہ ہے کہ اگر دوسرے درخت یا دوسرے کھیت کی آمدنی کے عوض معاملہ کیا جائے تو جواز قوت سے خالی نہیں ہے مگر احتیاط واجب اس میں ہے کہ اس معاملہ سے اجتناب کیا جائے۔ (واللہ العالم)

sibtain.com

﴿مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ احوط یہ ہے کہ دوسرے پھلوں میں بھی بیع مزابنہ سے اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ ۲۔ کھڑی فصل کی خرید و فروخت جائز ہے خواہ اسکے کاٹنے کا وقت آچکا ہو یا ابھی نہ آیا ہو اور پھر خریدار کی مرضی پر منحصر ہے کہ خواہ اسے باقی رکھ کر اس سے اناج حاصل کرے یا بطور چارہ کاٹ کو حیوانوں کو کھلادے۔

﴿حیوان ناطق اور صامت کی خرید و فروخت کا بیان اور اسکے احکام﴾

مسئلہ ۱۔ کافر اصلی کو غلام بنانا جائز ہے جبکہ وہ اہل اسلام کی امان میں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۔ کوئی انسان اپنے محارم کا غلام نہیں بن سکتا بلکہ وہ ان کی ملکیت میں داخل ہوتے ہی آزاد ہو جاتا ہے محارم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے شرعاً نکاح نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۳۔ مشہور یہ ہے کہ دارالحرب میں پڑا ہوا بچہ غلام بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہاں مسلمان نہ رہتے ہوں لیکن آل محمدؐ کے اقوال سے اسکی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے وہ بچہ بہر طور پر آزاد متصور ہوگا۔

مسئلہ۴۔ اگر حاملہ کنیز یا حاملہ جانور کو فروخت کیا جائے تو حمل بائع کی ملکیت ہوگا مگر یہ کہ مشتری نے پہلے نے شرط عائد کردی ہو کہ حمل اس کا ہوگا۔

مسئلہ۵۔ حق یہ ہے کہ غلام کسی شئی کا مالک تو ہوسکتا ہے لیکن وہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۶۔ جس کنیز کے ساتھ مالک نے صحبت کی ہو وہ فروخت سے قبل ایک حیض تک اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو جبکہ آنا چاہیے یعنی کسی بیماری کی وجہ سے نہ آتا ہو تو۔ پینتالیس دن تک انتظار کیا جائے تا کہ حمل کا حال معلوم ہوسکے۔ اور اگر مالک استبراء نہ کرے تو خریدار پر استبراء واجب ہے ہاں البتہ اس وقت استبراء واجب نہیں ہوتا جب کہ وہ کنیز کسی عورت کی ہو یا یائسہ ہو یا صغیرہ ہو یا معلوم الحمل حاملہ ہو یا حائضہ ہو۔

sibtain.com

مسئلہ۷۔ حیوان یا غلام کے کچھ حصے کی جیسے نصف یا ثلث یا ربع کی فروخت بھی جائز ہے۔

مسئلہ۸۔ جب خریدنے کے بعد عیب معلوم ہو تو اگر وہ عیب خریدنے سے پہلے موجود تھا تو پھر خریدار کو معاملہ کے فسخ کرنے یا تاوان لینے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر قبضہ سے پہلے پیدا ہوا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر خرید و فروخت کے بعد مگر قبضہ سے پہلے حیوان مر جائے تو نقصان بائع کا ہوگا اور خریدار قیمت واپس لے گا اور اگر قبضہ کرنے کے بعد تین دن کے بعد عیب پیدا ہوا ہو تو اب معاملے کے فسخ کرنے یا اس کا ارش یعنی تاوان لینے کا خریدار کو حق نہ ہوگا۔ واللہ العالم۔

خریدے گئے مال میں کیا کیا داخل ہے

اس کا دارومدار بیع و شراء کے وقت ادا کیے گئے الفاظ پر ہے مثلاً زمین کی خرید و فروخت میں درخت اور زراعت خریدار کی نہ ہوگی مگر یہ کہ پیشگی شرط عائد کی ہو۔ اگر کھجور کا درخت فروخت کیا جائے جب کہ اس پر

بور لگ چکا ہو تو پھل بیچنے والا کا ہو گا ورنہ خریدار کا ہو گا۔

﴿قبض واقباض کا بیان﴾

جب بیع وشراء کا معاملہ منعقد ہو جائے تو بائع ومشتری کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال وقیمت ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اب رہا یہ مسئلہ کہ قبضہ۔ ت مراد کیا ہے؟ تو اگر وہ مال منقول ہے تو اسے خریدار کے سپرد کیا جائے اور اگر جانور ہے تو اسکی رسی خریدار کو تھمائی جائے اور اگر مکان یا زمین ہے تو بائع وہاں سے اپنا قبضہ ختم کرے تاکہ مشتری اسے اپنے قبضہ میں لے سکے۔ آیا خرید کردہ چیز اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کی جاسکتی ہے یا نہ؟ تو اگر چیز مکیل یا موزوں ہے (ناپی تولی جانے والی ہے) تو اسکی بیع وشراء اس حال میں جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بیع تولیہ ہو۔ تو پھر جائز ہے۔ واللہ العالم۔

﴿خیارات﴾

sibtain.com

خیار سے مراد یہ ہے کہ بعض صورتوں میں بائع اور مشتری کو معاملہ کے توڑنے کا حق حاصل ہوتا ہے بعض اوقات یہ حق ہر دو فریق کو اور بعض جگہ صرف ایک فریق کو حاصل ہوتا ہے پھر بعض جگہ یہ حق صرف مشتری کو یہ حاصل ہوتا ہے کہ چاہے تو معاملہ توڑ دے یا اگر چاہے تو صحیح وعیب دار مال میں قیمت کا جو تفاوت ہے وہ بطور ارش (تاوان) بائع سے وصول کرلے وہ خیارات درج ذیل ہیں۔

۱۔ خیار مجلس۔ جب تک بائع ومشتری یا ان کے وکلاء معاملہ کرنے کے بعد ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں تب تک دونوں کو معاملہ توڑنے کا حق حاصل ہے۔ ہاں تین صورتوں میں یہ ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۔ عقد میں اس خیار کے سقوط کی پیشگی شرط عائد کی ہو۔

۲۔ بائع مال میں اور مشتری قیمت میں تصرف کرلے کیونکہ ایسا کرنا اصل معاملے میں بطلان کا سبب ہے ہاں البتہ اگر بائع قیمت میں اور مشتری مال میں تصرف کرلے تو اس سے معاملہ پختہ ہو جاتا ہے

۳۔ بائع اور مشتری کا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا اگرچہ چند قدم جدا ہوں۔

۲۔ خیار الحیوان۔ یہ خیار بائع کو نہیں بلکہ صرف مشتری کو حاصل ہے کہ وہ تین دن تک جب چاہے معاملہ ختم

کر سکتا ہے جب کہ خریدا ہوا مال غلام یا کنیز یا عام حیوان ہو۔ لیکن اگر قیمت میں حیوان دیا گیا ہو تو پھر بائع کو بھی یہ اختیار حاصل ہو گا۔ ہاں البتہ اگر پہلے خیار کے سقوط کی شرط کر لی گئی ہو یا معاملہ کے بعد اسے ساقط کر دیا گیا ہو۔ یا مشتری نے مال میں تصرف کیا ہو۔ تو پھر یہ خیار باقی نہیں رہتا۔

۳۔ خیار شرط۔ بائع اور مشتری خیار کے لیے جب کوئی جائز شرط مقرر کر لیں کہ اتنے عرصے تک معاملہ فسخ کر سکیں گے تو اسکے مطابق یہ خیار ثابت ہو گا لیکن ایسی شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو وہ قابل اعتناء نہیں ہے جیسے یہ کہ گھوڑا بیچنے والا یہ شرط عائد کرے کہ خریدار اس پر سوار نہ ہو گا آج کل جو مختلف چیزوں کے ساتھ خریدار کو گارنٹی دی جاتی ہے اسکی بھی یہی صورت ہے یعنی یہ جائز شرط ہے اور خیار شرط کے زمرے میں آتی ہے۔

۴۔ خیار غبن۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو اسکی عمومی قیمت سے بہت زیادہ فرق کے ساتھ کم و بیش قیمت پر فروخت کیا جائے مثلاً آج کل کوئی شخص دو ہزار کا سائیکل ڈیڑھ دو سو میں فروخت کر دے یا بیس پچیس روپے کی مرغی سو دو سو میں فروخت کی جائے تو اس فرق کو عادۃً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لہذا وہ فریق جسے نقصان پہنچا ہو اسے معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

sibtain.com

۵۔ خیار تاخیر۔ چونکہ نقد بیع و شرا کے بعد قبض و اقباض واجب ہے لہذا اگر فریقین میں سے کوئی فریق قبض و اقباض میں تاخیر اور پس و پیش کرے تو فریق ثانی کو معاملہ توڑنے کا اختیار حاصل ہے۔

واضح رہے کہ جو چیزیں جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے گوشت وغیرہ تو زیادہ سے زیادہ شام تک انتظار کیا جائے گا ورنہ بائع کو معاملہ توڑنے کا اختیار ہو گا۔ نیز واضح ہو کہ یہ خیار فقط اس وقت تک ہے جب تک بائع نے قیمت یا مشتری نے مال قبضہ میں نہ لیا ہو اور اگر ان میں سے ایک کام انجام پا گیا ہو تو یہ خیار ختم ہو جائے گا۔ ہاں البتہ اگر معاملہ کرتے وقت قبض و اقباض میں تاخیر کی شرط مقرر کی گئی ہو تو پھر وقت مقررہ تک انتظار لازم ہو گا۔

۶۔ خیار رویت۔ اگر خریدار کو معاملہ کرنے کے بعد معلوم ہو کہ اسکے خرید کردہ مال میں بیان کردہ

اوصاف موجود نہیں یا ان سے بھی زیادہ ہیں تو پہلی صورت میں مشتری کو اور دوسری صورت میں بائع کو معاملہ کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ بائع کو اوصاف زائدہ کا علم بعد میں ہوا ہو۔

۷۔ خیار عیب۔ اگر معاملہ کرنے کے بعد مال میں عیب کا علم ہو اور ہنوز اس مال میں تصرف نہ کیا گیا ہو تو خریدار کو معاملہ توڑنے کا خیار حاصل ہے اور تصرف کے بعد وہ ارش (تاوان) لے سکتا ہے مگر معاملہ توڑ نہیں سکتا لیکن کنیز کے معاملہ میں جب جماع کے بعد معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اس خیار کی بنا پر خریدار اسے واپس کر سکتا ہے مگر اس صورت میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ بھی واپس کرنا ہوگا۔ مخفی نہ رہے کہ چند عیوب ایسے ہیں کہ اگر کنیز خرید نے کے بعد ایک سال کے اندر اندر بھی پیدا ہوں تو تب بھی خریدار کو حق خیار ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں جذام۔ برص اور وہ ہڈی جو عورت کے اندام نہانی میں ہوتی ہے اور جماع کرنے سے مانع ہوتی ہے جیسا کہ باب النکاح میں فسخ نکاح کے ضمن میں اس کا مفصل بیان آئے گا۔

sibtain.com

۸۔ خیار تدلیس۔ اس سے مراد دھوکہ سے معاملہ کرنا ہے جیسے کہ حیوان کا دودھ دو وقت نہ دوھا جائے اور یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ حیوان بہت زیادہ دودھ دینے والا ہے اس صورت میں خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اگر معاملہ نہ توڑے تو ارش یعنی تاوان لینے کا حق نہیں رکھتا۔

﴿خیار کے چند مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ۱۔ یہ حق خیار فوری ہے لہذا اگر معلوم ہونے کے بعد صاحب حق اس کے استعمال میں تاخیر کرے تو اس سے یہ حق خیار ختم ہو جائے گا ماسوا مدت معینہ والے خیارات کے جیسے خیار حیوان، خیار شرط اور خیار تاخیر وغیرہ۔

مسئلہ۲۔ حق خیار کی صورت میں بھی متزلزل ملکیت فاضل ہو جاتی ہے جو اس حق کے عدم استعمال سے مستحکم ہو جاتی ہے لیکن دوسرے قول کے مطابق حق خیار کے ختم ہونے کے بعد ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے نزدیک پہلا قول صحیح ہے بنا بریں اگر خیار کے حق کے محفوظ ہوتے ہوئے بھی مال تلف ہو جائے تو نقصان مشتری کا سمجھا جائے گا۔

مسئلہ۳۔ بنا بر تصریح فقہا کرام یہ حق خیار قابل نقل وانتقال ہے لہذا اگر صاحب خیار مر جائے تو یہ حق اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائیگا۔

﴿تجارت کے چند مستحباب﴾

۱۔ تاجر کو چاہیے کہ کاروبار کرنے سے پہلے مسائل تجارت سے آگاہی حاصل کرے۔

۲۔ کاروبار کرنے میں میانہ روی سے کام لے زیادہ حرص نہ کرے۔

۳۔ تمام خریداروں کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔

۴۔ مال کی قیمت مقرر کرنے میں نرمی کرے۔

۵۔ اگر خریدار خیار کا حق نہ رکھنے کے باوجود سودا واپس کرنا چاہے تو کر لے۔

۶۔ بازار میں داخل ہوتے وقت اور کاروبار کی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے منقولہ دعائیں پڑھے (جو کہ

sibtain.com

قوانین الشریعہ میں مذکور ہیں)۔

۷۔معاملہ اور سودا کرنے میں خوب لے دے کرلے تاکہ دھوکہ سے محفوظ رہے ہاں البتہ چار مقامات پر ایسا نہ کرے۔۱۔قربانی کا جانور۔۲۔اور کفن خریدتے ہوئے۔۳۔سفر مکۃ المکرمہ کا کرایہ طئے کرتے ہوئے۔۴۔غلام خریدتے وقت۔

۸۔نماز کا وقت فضیلت داخل ہوتو کاروبار چھوڑ کر پہلے اسے ادا کرے۔

۹۔مال دیتے وقت اچھا دے اور لیتے وقت ناقص بھی قبول کرلے۔

۱۰۔جب کچھ نفع حاصل ہوتو مال فروخت کرنے میں جلدی کرے وغیرہ وغیرہ۔

تجارت کے چند مکروہات

۱۔بنابر مشہور مومن سے نفع لینا مکروہ ہے اور اگر لے تو کم لے

۲۔بائع کے لیے مال کی تعریف اور مشتری کے لیے تنقیص کرنا۔

۳۔سچی قسمیں کھانا۔

۴۔بین الطلوعین معاملہ کرنا۔

۵۔سفلہ اور کمینہ لوگوں سے معاملہ کرنا۔

۶۔امراض مزمنہ والوں سے معاملہ کرنا۔

۷۔معاملہ طئے کرنے کے بعد قیمت کم کرنے کی خواہش کرنا۔

۸۔دو آدمی جب معاملہ کر رہے ہوں تو ان میں دخل اندازی کرنا۔

۹۔حاضر آدمی کا مسافر کی وکالت کرتے ہوئے اس کا مال ومتاع فروخت کرنا۔وغیرہ

باب الشرکۃ

دو یا دو سے زیادہ اشخاص کا اپنی اپنی رقم ملا کر کاروبار کرنا جس کے نفع ونقصان میں وہ اپنے حصص کی نسبت سے باہم شریک ہوں گے شرعاً شرکت کہلاتا ہے۔

sibtain.com

شرکت کے شرائط۔ یہ بھی ایک معاملہ ہے لہذا اس میں بھی ایجاب وقبول عقل و بلوغ، اختیار و رغبت اور جس مال کے ذریعے شرکت ہو رہی ہے اس میں ممنوع التصرف نہ ہونا صحت کی شرائط ہیں۔

شرکت کے اقسام محرمہ کا بیان

بعض شراکتی کاروبار حرام ہیں جن میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ شرکت ابدان۔ مثلاً دو ہم پیشہ جیسے دو نائی یا دو غیر ہم پیشہ جیسے نائی اور لوہار یہ معاہدہ کریں کہ کمایا ہوا مال ملا کر مساوی تقسیم کریں گے۔

۲۔ شرکت معاوضہ۔ مثلاً دو شخص باہم معاہدہ کریں کہ ہر شخص انفرادی طور پر جو کمائے گا وہ دونوں کا مشترکہ ہوگا اور وہ جو نقصان اٹھائے گا وہ بھی دونوں کا مشترکہ نقصان متصور ہوگا۔

sibtain.com

۳۔ شرکت وجوہ۔ دو با اثر افراد اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر علیحدہ علیحدہ ادھار پر مال خریدیں گے پھر اسے فروخت کر کے اصل قیمت ادا کر کے منافع باہم برابر تقسیم کریں گے شرکت کی یہ تمام قسمیں شرعاً حرام اور ناجائز ہیں۔

شرکت کے متفرق احکام؟

مسئلہ ۱۔ یہ عقد جائز ہے نہ کہ لازم لہذا شرکاء جب چاہیں عقدِ شرکت ختم کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ اگر کسی شخص سے بغیر کوتاہی تمام مال ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے کیونکہ وہ امین ہے اور اگر اس صورت میں نزاع طول پکڑ جائے اور عدالت تک نوبت پہنچ جائے تو حاکم شرع کے سامنے عامل کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا۔

مسئلہ ۳۔ دو شریکوں میں سے ایک کے مرجانے سے عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر ورثہ اس معاملہ کو بحال رکھنا چاہیں تو پھر عقد جدید کی ضرورت ہوگی یعنی معاملہ از سر نو طئے کیا جائے گا۔ واللہ العالم۔

مسئلہ ۴۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ نفع و نقصان شرکاء کے مال کی نسبت سے نصفا نصف

یا ثلث یا ربع ہوتا ہے لیکن اگر ایک شخص زیادہ کام کرے یا صرف ایک شخص ہی کام کرے تو اسے زیادہ نفع دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۔ اگر اصل معاملہ میں کوئی خاص کاروبار کرنے کی شرط مقرر کی گئی ہو تو پھر تو وہی کیا جائے گا ورنہ عادت اور معمول کے مطابق ہر جائز کاروبار کیا جا سکتا ہے۔

باب المضاربت

مضاربت ایسے معاملہ کو کہتے ہیں جو کم از کم دو شخصوں کے درمیان ہوتا ہے۔ کہ مال ایک شخص کا ہوگا اور تجارتی کاروبار دوسرا کرے گا جو عامل کہلائے گا اس شرط پر کہ عامل نفع کی خاص مقدار مثلاً نصف یا ثلث یا ربع کا مالک ہوگا مگر نقصان میں وہ شریک نہ ہوگا۔ اور اگر مالک یہ شرط لگائے کہ نفع صرف اسی مالک کا ہوگا۔ تو ایسے معاملہ کو بضاعہ کہتے ہیں اس صورت میں عامل اجرۃ المثل یعنی عرفی مزدوری کا حقدار ہوگا۔ اور اگر مالک عامل سے کہے کہ نفع سارا تمہارا ہوگا تو اسے قرض کہا جائے گا۔ بشرطیکہ مالک بہ نیت قرض رقم دے۔

sibtain.com

عقد مضاربہ کے شرائط

یہاں بھی معاملہ کی صحت کے لیے وہی عمومی شرائط ہیں جو دوسرے معاملات میں ہیں یعنی عقل، بلوغ، آزادی، اختیار اور صیغہ اگرچہ مال حوالے کرتے وقت کسی بھی لفظ کے ذریعے معاملہ طے کرنا جائز ہے۔ مخفی نہ رہے کہ عقد مضاربہ عقود لازمہ میں سے نہیں ہے لہذا فریقین اور مالک و عامل کسی وقت بھی معاملہ ختم کر سکتے ہیں اور ہر ایک کی موت سے بھی معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

مضاربت کے مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۔ اگر مالک کوئی شرط نہ کرے تو عامل جس طرح چاہے نقد یا ادھار جو چاہے کاروبار کر سکتا ہے لیکن شرط کی صورت میں پابندی لازم ہے اور اگر وہ شرط کی پابندی نہ کرے تو نقصان کی صورت میں ضامن ہوگا۔

مسئلہ۲۔ عرفاً جو کام مزدوروں سے لینے کے ہیں ان کی مزدوری نفع سے یا مالک کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر عامل خود بقصد اجرت ایسا ضمنی کام کرے تو بعید نہیں کہ اس اجرت کا بھی حقدار ہو خصوصاً جب مالک کی اجازت بھی ہو۔

مسئلہ۳۔ جو سفر تجارت کی خاطر کیا جائے۔ اسکی تمام ضروریات اصل مال سے یا نفع سے پوری کی جائیں گی اگرچہ سفر قصری نہ ہو۔

مال مضاربہ کی شرائط

۱۔ مال عین ہو دین نہ ہو۔ ۲۔ قبضہ میں ہو۔ ۳۔ مال کی مقدار معلوم و متعین ہو علی الاحوط وجوباً ۴۔ خود مال معین ہو۔ اگر تیسری شرط کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے مالک اور عامل میں مال کی مقدار میں نزاع ہو جائے تو عامل کا حلفی قول مقدم و مقبول ہوگا مگر یہ کہ مالک دو معتبر گواہ رکھتا ہو۔

sibtain.com

نفع اور اسکے شرائط

۱۔ نفع کی مقدار بطور حصہ نصف یا ثلث وغیرہ ہونا ضروری ہے یہ نہیں کہ مثلاً نفع سے سو روپے تمھارے ہونگے۔

۲۔ اگر نفع کی مقدار کے بارے میں نزاع ہو جائے تو مالک کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا مگر یہ کہ عامل دو عادل گواہ رکھتا ہو۔

۳۔ اگر مال کی واپسی کے بارے میں نزاع ہو جائے تو عامل گواہوں سے ثابت کرے ورنہ مالک قسم کھائے تو عامل کو مال دینا ہوگا۔

۴۔ اگر کام شروع کرنے سے پہلے مالک معاملہ ختم کر دے تو عامل کو کچھ نہ ملے گا ہاں اگر کچھ کرنے کے بعد یا نفع حاصل ہو جانے کے بعد معاملہ ختم کرے تو عامل پہلی صورت میں اجرۃ المثل اور دوسری صورت میں نفع کے حصہ کا حقدار ہوگا۔

۵۔ عامل آگے اس معاملے میں کسی کو عامل مقرر نہیں کر سکتا مگر یہ کہ مالک اجازت دے تو اس

صورت میں وہ دوسرا عامل اسی مالک کا عامل تصور ہوگا۔

﴿باب الشفعہ﴾

مشترکہ ملکیت میں سے اپنا حصہ فروخت کرنے پر شریک کا خریدار سے اسی قیمت پر وہ حصہ جبراً خریدنے کا نام حق شفعہ ہے یہ حق فوری ہے اگر عمداً تاخیر کی جائے تو یہ حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جس میں شفعہ ہوسکتا ہے؟ غیر منقولہ جائیداد میں تو بلا اختلاف شفعہ ہوسکتا ہے لیکن باقی اموال میں اختلاف ہے اگرچہ شفعہ کی صورت میں شفیع اور مشتری کا باہم مصالحت کرنا احوط۔

﴿شفعہ کے شرائط﴾

۱۔ جائیداد تقسیم شدہ نہ ہو بلکہ دو شخصوں میں مشترکہ ہو۔ مگر جب کسی مکان کا راستہ مشترک ہو تو تقسیم کے بعد بھی یہ حق باقی رہتا ہے۔

sibtain.com

۲۔ شریک اپنا حصہ فروخت کرے اور اگر صدقہ یا ھبہ یا صلح یا حق مہر کے طور پر دے تو پھر شفعہ نہیں ہوسکے گا۔

۳۔ شریک صرف دو ہوں ایک بیچنے والا اور ایک شفعہ کرنے والا اور اگر دو سے زائد شریک ہوں تو بنابر مشہور شفعہ جائز نہیں ہے۔

﴿شفیع کے شرائط﴾

۱۔ جائیداد میں شریک ہو ورنہ کوئی پڑوسی ہو یا رشتہ دار جب تک بیچنے والے کے ساتھ شریک جائیداد نہ ہو تب تک حق شفعہ نہیں رکھتا۔

۲۔ جائیداد خریدنے پر قادر ہو اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنا کچھ مال ومتاع فروخت کر کے رقم کا انتظام کرسکتا ہے تو اسے تین دن کی مہلت دی جاسکتی ہے اور اگر کسی دور دراز مقام سے رقم لانے کا کہے تو پھر تین دن سے زیادہ کی مہلت بھی دی جاسکتی ہے۔

۳۔ اگر خریدار مسلمان ہے تو شفیع کو بھی مسلمان ہونا چاہیے۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۔ غائب بذریعہ وکیل۔ اور بچہ اور دیوانہ کا ولی شفعہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ دیوانہ، سفیہ اور صبی کا ولی شفعہ کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ان کی مصلحت ہو۔

مسئلہ ۳۔ حق شفعہ بیع وشراء کے بعد ہوتا ہے اگرچہ وہ معاملہ حق خیار کے ساتھ ہو۔

مسئلہ ۴۔ یہ حق فوری ہے اگر جان بوجھ کر دیر کی جائے تو یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۔ اگرچہ مشتری نے جائیداد ادھار پر خریدی ہو مگر شفیع کو پھر بھی نقد قیمت ادا کرنا پڑتی ہے

مسئلہ ۶۔ شفیع کے لیے مشتری سے جائز معاوضہ لے کر اپنے حق سے دستبردار ہونا جائز ہے بشرطیکہ شفعہ فی نفسہ جائز ہو۔ اور جو شفعہ شرعاً ناجائز ہو اس میں اس طرح کرنا جائز نہیں ہے

sibtain.com

مسئلہ ۷۔ قیمت کے متعلق اختلاف کی صورت میں مشتری اور شفیع میں سے شفیع کا قول قسم کے ساتھ یا مشتری کا بینہ یعنی شرعی گواہ کے ساتھ مقدم ومقبول ہوگا۔

مسئلہ ۸۔ بعض صورتوں میں شفعہ ساقط ہو جاتا ہے مثلاً وہ چیز بالکل سستی ہو مثلاً دس پندرہ روپے کی ہو اور مشتری اسے سو ڈیڑھ سو میں خریدے تو اس صورت میں شفیع یا تو شفعہ کر کے اسی قیمت پر واپس لے جس میں اس کا نقصان ہے یا پھر حق شفعہ سے دستبردار ہو جائے۔ یا گر اپنا حصہ بطور ہبہ یا ہدیہ کے عنوان سے منتقل کرے تو بھی حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے اور اگر بیچنے والا جائیداد فروخت کرنے سے پہلے اپنے شریک کو جس نے شفعہ کیا ہے پیش کرے اور وہ نہ خریدے تو پھر شریک کو حق شفعہ نہیں رہتا اور یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر شفیع اس حق کے استعمال میں عمداً دیر کرے تو اس سے بھی یہ حق ختم ہو جاتا ہے نیز اگر شفیع خود اپنے حق سے دستبرداری کا اظہار کر دے تو ان تمام صورتوں میں شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

﴿باب القرض﴾

قرض دینے کی احادیث میں بے حد فضیلت وارد ہوئی ہے لیکن اس کے کچھ شرائط و مسائل ہیں جو ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ قرض میں واپسی کی مدت کا معین کرنا ضروری ہے۔

﴿قرض کے مسائل اور احکام﴾

۱۔ عقد۔ چونکہ قرض بھی ایک عقد ہے لہذا اس میں بھی ایجاب وقبول ضروری ہے مگر اس کے لئے کچھ مخصوص صیغے نہیں ہیں لہذا جن الفاظ وعبارات کے ساتھ معاملہ طے پا جائے کافی ہے۔

۲۔ عقل۔ لہذا مجنون اگر قرض کا معاملہ کرے تو صحیح نہیں ہے۔

۳۔ رشد۔ بنابریں سفیہ (جسے سود وزیاں کا احساس نہ ہو) کا قرض لینا دینا درست نہیں ہے۔

sibtain.com

۴۔ بلوغ۔ لہذا نابالغ کا معاملہ قرض صحیح نہیں ہے۔

۵۔ مالک ہونا۔ اگر کوئی شخص کسی شے کا مالک ومختار نہیں ہے تو اس کا معاملہ قرض صحیح نہیں ہے۔

۶۔ ممنوع التصرف نہ ہونا۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اپنے مال میں ممنوع التصرف ہو تو اس کا معاملہ قرض صحیح نہیں تھا۔

۷۔ مال کا متعین ہونا۔ قرض کے مال کا مشخص ومعین ہونا صحت معاملہ کے لیے ضروری ہے۔

﴿قرض کے مختلف مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ قرض میں زیادتی کی شرط عائد کرنا بالاتفاق سود ہے خواہ یہ زیادتی عینی ہو جیسے دس روپے کے عوض بارہ روپے یا حکمی ہو جیسے گھٹیا مال کے عوض اعلیٰ مال یا دس روپے واپس کرنے کے علاوہ کچھ خدمت بھی لینا۔ لیکن اگر مقروض اپنی خوشی سے زیادہ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر قرضہ دیتے وقت اور لیتے وقت سکہ میں تبدیلی ہو جائے تو رائج الوقت سکہ واپس کیا

جائیگا۔ تاہم احوط یہ ہے کہ مصالحت کی جائے۔

مسئلہ ۳۔ مقروض پر حسب الوعدہ قرضہ کی ادائیگی واجب ہے اور ٹال مٹول کرنا گناہ کبیرہ ہے

مسئلہ ۴۔ اگر موت کا وقت قریب آجائے اور آدمی نے ہنوز قرضہ ادا نہ کیا ہو تو اپنے ورثہ کو اسکی ادائیگی کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۔ جب کوئی شخص قرضہ ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو اس کا قرضہ (خواہ اس کی مدت ادا باقی ہو) فوراً واجب الادا ہو جاتا ہے اور اس کا مال وراثت تقسیم کرنے سے پہلے اصل ترکہ سے واجب الادا ہوتا ہے (واللہ الموفق)۔

sibtain.com

﴿باب الرھن﴾

وہ مال جو قرضہ لینے والا قرضہ دینے والے کے پاس بطور وثیقہ رکھے اسے رہن کہتے ہیں اسکی کچھ شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

﴿رہن کے احکام﴾

رہن صرف اس حق کے عوض رکھی جا سکتی ہے جو دین ہو اور نہ کسی کے ذمہ واجب الادا ہو۔ خواہ قرض ہو یا حق مہر ہو یا ادھار وغیرہ تا کہ عدم ادائیگی کی صورت میں رہن کے ذریعے اپنا حق وصول کیا جا سکے۔

۲۔ رہن رکھی جانے والے شئے کا بیان۔ ضروری ہے کہ رہن رکھی جانے والی چیز عین المال ہو کیونکہ رہن کا قبضہ میں لینا ضروری ہے لہذا کسی چیز کی منفعت کی رہن جائز نہیں ہے نیز وہ چیز مملوکہ ہو اور پھر اسکی بیع وشراء بھی صحیح ہو تا کہ عدم ادائیگی کی صورت میں قرض خواہ اسے فروخت کر کے اپنا حق وصول کر سکے۔

راہن (رہن رکھنے والے) اور مرتہن (جس کے پاس رہن رکھی جائے) کی شرائط؟

دونوں کا بالغ، عاقل، جائز التصرف اور مختار ہونا ضروری ہے جیسا کہ تمام معاملات میں ان شرائط کا پایا جانا معاملہ کی صحت کے لیے ضروری ہے۔

﴿رہن کے مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ ۱۔ یہ بھی ایک عقد ہے لہذا یہاں بھی ایجاب وقبول ضروری ہے اگرچہ اس کا کوئی مخصوص صیغہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۔ راہن کو اس معاملہ کے فسخ کا حق نہیں ہے البتہ مرتہن اس معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۔ رہن پر مرتہن کا قبضہ معاملہ کی صحت کی شرط ہے۔

مسئلہ ۴۔ بنابر مشہور رہن شدہ چیز مرتہن کے ہاتھ میں امانت ہوتی ہے لہذا اگر باوجود کوتاہی نہ کرنے

کے تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۔ رہن سے متصل فوائد رہن میں شامل ہیں لیکن وہ جو متصل نہیں مثلاً بچہ اور اون وغیرہ اس کے رہن میں شامل ہونے میں اختلاف ہے اگرچہ مشہور دخول ہے مگر یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہیں ہے (واللہ العالم)۔

مسئلہ ۶۔ مرتہن کو چاہیے کہ راہن سے شرط کرے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں وہ رہن فروخت کر سکے گا اور اسی طرح اپنی موت کے بعد اپنے وارث اور وصی کے لیے یہ شرط مقرر کروائے ورنہ وہ اسے فروخت نہیں کر سکے گا مگر دو صورتوں ہیں۔

اول۔ جب راہن کی زندگی میں اس کے انکارِ حق کا اندیشہ ہو اور حاکم شرع کے پاس اثبات حق کے سلسلہ میں اسکے پاس کوئی بینہ نہ ہو۔

دوم۔ راہن کی موت کے بعد اسکے ورثہ کے انکار کا ظن غالب ہو اور ثبوت کے لیے بینہ نہ ہو۔

sibtain.com

مسئلہ ۸۔ راہن کے لیے مال میں ایسا تصرف جائز نہیں ہے جو اسے رھن سے خارج کر دے جیسے کہ غلام آزاد کرنا اور حیوان کا فروخت کرنا نیز مشہور یہ ہے کہ راہن و مرتہن ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر اس چیز میں تصرف نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر رہن شدہ مال جانور ہو تو چارہ ڈالنے کے عوض مرتہن اس کا دودھ استعمال کر سکتا ہے اور اس پر سوار بھی ہو سکتا ہے

مسئلہ ۹۔ جب رہن مرتہن کی کوتاہی سے تلف ہو جائے تو وہ راہن کو تلف والے دن کی قیمت کے مطابق بطور تاوان قیمت ادا کرے گا۔ وہو الاحوط۔

﴿باب الاجارۃ﴾

﴿کرایہ اور مزدوری کے مسائل﴾

جسے عرف عام میں مزدوری پر کام کرنا کہتے ہیں۔ جانور اور مکان وغیرہ کرائے پر دینا یا زمین ٹھیکہ پر دینا اسکی واضح مثالیں ہیں۔ اجارہ عقود لازمہ میں سے ہے جو طے پا جانے کے بعد مخصوص اسباب و حالات کے بغیر توڑا نہیں جا سکتا۔

﴿اجارہ کے شرائط﴾

۱۔ ایجاب وقبول خواہ جن الفاظ سے معاملہ طے پا جائے جیسا کہ بیع وشراء میں گذر چکا ہے بلکہ علی الاقوی بیع شرا کی طرح اس میں بھی معاطاۃ جاری وساری ہے۔

۲۔ موجر (مالک) مستاجر (کام لینے والا) اور اجیر (کام کرنے والا) میں عقل، بلوغ، قصد اور اختیار کا ہونا اور شرعاً ممنوع التصرف نہ ہونا ضروری ہے۔

۳۔ جو مال اجارے پر دیا جا رہا ہے وہ ہر دو فریق کے نزدیک معین ومعلوم۔

۴۔ موجر اجارہ پر دیے جانے والے مال کو تسلیم کرنے پر قدرت رکھتا ہو لہذا بھگوڑا غلام اور گم شدہ گھوڑا وغیرہ کو اجارے پر نہیں دیا جا سکتا۔

۵۔ اجارہ کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس مال سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو لہذا ناقابل کاشت بنجر زمین کا اجارہ، ناقابل رہائش مکان کا اجارہ، اندھے کو نگرانی پر متعین کرنے کا اجارہ اور گونگے کو پڑھانے پر متعین کرنے کا اجارہ بے وقوفانہ اور احمقانہ ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

۶۔ اجارہ پر دی جانیوالی چیز ایسی ہونی چاہیے کہ وہ اصل باقی رہے اور اسکی منفعت سے فائدہ اٹھایا جا سکے بنا بریں پھل اور روٹی، روٹی اور پانی کا اجارہ اور عاریہ پر دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ جب ان چیزوں سے استفادہ کیا جائے تو وہ ختم ہو جاتی ہیں۔

منفعت کی شرائط

۱۔ جس منفعت کا اجارہ ہو رہا ہے وہ اجرت پر دینے والے کی ملکیت ہو اور اگر یہ ملکیت اسے بطور اجارہ حاصل ہوئی ہو تو اصل مالک کی آگے اجارہ دینے کی اسے اجازت حاصل ہو۔

۲۔ یہ منفعت جائز اور مباح ہو لہذا کسی دوکان کا اس لئے کرایہ پر دینا کہ اس میں شراب بنائی یا بیچی جائے یا کسی شخص کو یہ کام کرنے کے لیے مزدور بنانا جائز نہیں ہے۔

۳۔ یہ منفعت معلوم و معین ہو جیسے کہ فلاں جگہ تک سواری یا فلاں مدت تک رہائش ورنہ اجارہ باطل ہوگا۔

۴۔ اگر کوئی چیز متعدد منافع رکھتی ہو تو اجارہ کرتے ہوئے اسکے خصوصی منافع یا تمام منافع کا تعین ضروری ہے۔ جیسے گھوڑا جو کہ سواری اور بار برداری کے کام آتا ہے تو اسکے منافع کی تعیین ضروری ہے۔

sibtain.com

اجرت کے شرائط

۱۔ ہر وہ شئے جو بیع و شرا میں قیمت بن سکتی ہے وہ اجارہ میں اجرت بھی بن سکتی ہے خواہ مال ہو یا منفعت۔

۲۔ اجرت معین معلوم ہو خواہ ناپ تول سے اور خواہ وصف سے۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۔ اجیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ خاص اور عام۔ خاص وہ جسے خاص مدت کے اندر خاص کام کے لیے مقرر کیا جائے اور شرط کی جائے کہ وہ خود ہی کام کرے گا تو ایسا مزدور اس کام کی تکمیل تک کسی اور کام کا مزدور نہیں بن سکتا۔ اور نہ کوئی اور کام شروع کر سکتا ہے اور دوسرا عام وہ ہے جسے اسطرح پابند نہ کیا جائے تو وہ دوسرا کام کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگرچہ موجر اجارہ کا معاملہ ہوتے ہی اجرت کا حقدار ہو جاتا ہے مگر جب تک وہ مال جس کا

اجارہ ہوا ہے مستاجر کے حوالہ نہ کردے جیسے مکان وغیرہ اور اگر اجارہ کا تعلق عمل سے ہے تو اس عمل کی تکمیل تک اجرت لازم نہیں ہوتی البتہ اسکے بعد بلاوجہ تاخیر جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۳۔ اگر کوئی شئے اجارہ پر لی جائے اور دینے والا یہ شرط نہ کرے کہ آگے کرایہ پر نہ دینا تو اسے دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اصل اجرت سے زیادہ پر نہ دے مگر یہ کہ اس نے اس چیز میں کوئی کام کیا ہو جیسے مکان میں سفیدی کی ہو کہ اس صورت میں اصل سے زیادہ پر دینا جائز ہے۔

مسئلہ۴۔ اگر کسی وجہ سے اجارہ باطل ہو جائے تو اگر اجارہ پر عمل نہیں ہوا یا کرایہ کی چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا تو پھر کچھ بھی واجب نہیں ہے ورنہ اجرت المثل لازم ہوگی۔ خواہ وہ مقررہ اجرت سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ۵۔ اجرت طئے کئے بغیر مزدور سے کام لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ۶۔ بنابر مشہور اجارہ ہو جانے کے بعد اس میں تاخیر جائز نہیں ہے بلکہ معاملہ ہوتے ہی مدت شروع ہو جاتی ہے اگرچہ اظہر یہ ہے کہ ہر دو فریق تاخیر کی شرط مقرر کریں مثلاً ایک ماہ کے بعد مدت شروع ہوگی تو درست ہے۔ واللہ العالم۔

مسئلہ۷۔ خیار مجلس، خیار حیوان اور خیار تاخیر کے سوا باقی تمام خیارات جیسے خیار عیب اور خیار غبن وغیرہ اجارہ میں جائز ہیں۔

مسئلہ۸۔ اگر مالک اپنے مکان یا حیوان وغیرہ کو اجارہ پر دینے کے بعد فروخت کردے تو اس سے اجارہ باطل نہ ہوگا۔ ہاں مال خریدار کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ مگر خریدار اجارہ کے اختتام کے بعد اس میں تصرف کر سکے گا اور اگر خریدار کو بعد میں علم ہو کہ اس مال کا اجارہ ہو چکا ہے تو اسے وہ معاملہ فسخ کرنے کا خیار حاصل ہوگا۔

مسئلہ۹۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز کرایہ پر لے لیکن اس سے استفادہ نہ کرے تو بھی اس پر کرایہ کا ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۰۔ اگر اجارہ کے بعد وہ چیز جس پر اجارہ ہوا ہے تلف ہو جائے تو اگر قبضہ سے پہلے یا قبضہ کے

sibtain.com

بعد مگر استفادہ سے پہلے تلف ہو جائے تو اجارہ باطل متصور ہوگا۔ اور اگر کچھ استفادہ کرنے کے بعد تلف ہو تو بقدر استفادہ اجرت کی ادائیگی لازم ہوگی۔

مسئلہ ۱۱۔ جب کوئی شخص گھوڑا یا گدھا کرایہ پر لے اور اس پر زیادہ بوجھ لادے یا چارہ نہ کھلائے اور پانی نہ پلائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اگر اسکی اسی کوتاہی سے اسکی قیمت کم ہو جائے یا اسمیں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اسے تاوان ادا کرنا پڑے گا اور اگر طے شدہ کام سے زیادہ کام لے تو کرایہ کے علاوہ اجرت المثل بھی لازم الاداء ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۔ جو چیز انسان پر عیناً یا کفایتاً واجب ہو اسکی اجرت نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۳۔ بنابر مشہور و منصور کرایہ پر لیا جانے والا مال مستاجر کے ہاتھ میں امانت ہوتا ہے لہذا اگر بلا کوتاہی ضائع ہو جائے یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو مستاجر ضامن نہیں ہوگا اور کوتاہی کی صورت میں ضامن ہوگا۔

sibtain.com

مسئلہ ۱۴۔ اگر کوئی چیز کسی کو اصلاح کے لیے دی جائے جیسے کپڑا سینے کے لیے، سونا زیور کے لیے اور اصلاح کرنیوالے سے ضائع ہو جائے یا خراب ہو جائے تو اگر چہ وہ کوتاہی نہ کرے تو بھی ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۔ اگر قصاب ذبح کے وقت حیوان کو غلط ذبح کرے تو ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۔ ختنہ کرنے والا اگر غلط ختنہ کرے جس سے بچہ کو کچھ نقصان ہو یا بچہ مر جائے تو وہ ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۔ موجر اور مستاجر کے درمیان کسی چیز کے کرایہ پر لینے دینے میں نزاع ہو جائے تو مدعی کو بینہ پیش کرنا پڑے گا ورنہ منکر کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہوگا۔

مسئلہ ۱۹۔ اگر مالک کہے کہ کرایہ پر دی گئی چیز واپس نہیں ملی جبکہ کرایہ دار ادائیگی کا دعویٰ کرے تو کرایہ پر لینے والا گواہ پیش کرے گا ورنہ مالک کا قسمیہ بیان مقبول ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۔ اگر کرایہ پر دیئے ہوئے مال کے تلف ہونے میں نزاع ہو جائے تو مستاجر کو اسکے تلف ہونے پر بینہ پیش کرنا پڑے گا ورنہ مالک کا قسمیہ بیان مقدم ہوگا۔

﴿باب المزارعہ﴾

مزارعت باتفاق علماء اسلام شرعاً جائز ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص اگر کسی کو اپنی مملوکہ زمین اس شرط پر دے کہ وہ اسے کاشت کرے اور اس کے محاصل سے ایک معین حصہ جو کہ مشاع ہو (نصف یا ثلث یا ربع) اسے دے تو یہ معاملہ مزارعت کہلاتا ہے۔ لیکن ہر معاملہ کے صحیح ہونے کے لیے کچھ شرائط ہوتے ہیں سو اس معاملہ کے بھی کچھ شرائط ہیں۔

﴿مزارعت کے شرائط﴾

۱۔ مالک و مزارع ہر دو عاقل، بالغ مختار اور مرید ہوں اور سفیہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے ممنوع التصرف نہ ہوں

۲۔ زمین کے محاصل میں سے مالک و مزارع کا حصہ بطور مشاع مقرر ہو۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ معاملہ اس طرح طے کیا جائے کہ فلاں حصے کی آمدن مالک کی اور فلاں حصے کی آمدن مزارع کی ہوگی یا مالک مزارع سے کہے کہ تم جس قدر چاہو مجھے دے دینا۔

۳۔ احتیاط وجوبی کی بنا پر مزارعت کی مدت معین ہونی چاہیے۔

۴۔ زمین قابل زراعت ہو لہذا اگر سیم وتھور یا پانی ناپید ہونے کی وجہ سے زراعت ممکن نہ ہو تو مزارعت صحیح نہ ہوگی۔

۵۔ فصل کا تعین بھی ضروری ہے کہ گندم کاشت کی جائے گی یا جو وغیرہ۔

۶۔ جو زمین مزارعت پر دی جائے وہ بھی معلوم و معین ہونی ضروری ہے۔

۷۔ آبیانہ، کھاد اور بیج وغیرہ کے معاملے کو بھی واضح طور پر طے کیا جائے کہ یہ مالک کے ذمہ ہوگا یا مزارع کے یا دونوں کے؟

۸۔ ایجاب و قبول بھی ضروری ہے خواہ جس زبان اور جن الفاظ کے ساتھ ہوں۔

sibtain.com

﴿مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ ۱۔ ٹھیکہ پر لی گئی زمین بھی مزارعت پر دی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر مزارع مالک کے ساتھ طے شدہ معاہدے کے خلاف کوئی دیگر فصل کاشت کرے تو مالک کو معاملہ کے فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اس صورت میں فصل مزارع کی ہوگی اور مالک کو زمین کی اجرت المثل دی جائے گی۔

مسئلہ ۳۔ اگر مزارعت کا معاملہ کسی وجہ سے باطل ہو جائے تو بیج جس کا ہوگا فصل وہ برداشت کرے گا اور دوسرا اجرت المثل لے گا۔

مسئلہ ۴۔ اگر مدت مزارعت ختم ہو جائے اور ہنوز فصل تیار نہ ہوئی ہو تو مالک کو زمین خالی کروانے کا حق حاصل ہوگا۔

مسئلہ ۵۔ مزارع بلا عذر کاشت نہ کرے جبکہ زمین اسکے قبضہ میں ہو تو مالک کو کرایہ دے یعنی اجرت المثل دے گا۔

sibtain.com

مسئلہ ٦۔ چونکہ مزارعت عقود لازمہ سے ہے لہذا مزارع یا مالک کی موت سے معاملہ باطل نہیں ہوتا بلکہ ان کے وارثوں کی طرف لوٹتا ہے۔

مسئلہ ۷۔ فصل تیار ہونے پر ایک فریق دوسرے فریق کا حصہ اپنے پاس سے ادا کر کے سارے فصل کو اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۔ اگر مالک اور مزارع میں نزاع ہو جائے کہ مزارع عاریۃ کا دعوی کرے اور مالک مزارعہ کا۔ تو اگر مزارع کے پاس گواہ نہ ہوں تو مالک کا قسمیہ قول مقدم ہوگا۔ (واللہ العالم)۔

﴿باب الوکالہ﴾

وہ کام جو اصل شخص کے بغیر بھی انجام پذیر ہو سکتے ہوں ان میں وکالت جائز ہے جیسے نکاح، طلاق اور بیع وشراء وغیرہ لیکن وہ کام جو اصل شخص کے بغیر انجام نہ پا سکتے ہوں جیسے نماز روزہ وغیرہ عبادات ان میں کسی کو وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔

﴿وکیل اور موکل کے شرائط﴾

۱۔ دونوں بالغ ہوں، عاقل ہوں قصد رکھتے ہوں، مختار ہوں اور سفیہ نہ ہوں۔

۲۔ وکالت مطلق ہو یعنی کسی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو۔

۳۔ وکیل عقلاً اور شرعاً وہ کام کرنے پر وکالتاً قدرت رکھتا ہو۔

۴۔ جس کام کے کرنے میں اسلام شرط ہے اس میں وکیل کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔

sibtain.com

۵۔ جو کام وکیل نے کرنا ہے اس کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔

﴿وکالت کے متفرق مسائل﴾

مسئلہ۱۔ وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں ہے اس لئے فریقین جب چاہیں اسے ختم کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۲۔ وکالت میں کوئی خاص صیغہ ضروری نہیں ہے بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ معاملہ طے ہو جائے وہ کافی ہیں۔

مسئلہ۳۔ جو کام شرعاً کسی آدمی کے لیے حرام ہے اس میں کسی کو وکیل بھی نہیں بنایا جا سکتا مثلاً محرم کے لیے نکاح حرام ہے لہذا وہ کسی کو نکاح کے لیے وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ۴۔ وکیل آگے کسی شخص کو اپنے موکل کی اجازت کے بغیر وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ۵۔ اگر وکیل کے لیے کچھ معاوضہ مقرر کیا جائے تو کام کی انجام دہی کے بعد اسکی ادائیگی لازم ہے

مسئلہ ۶۔ وکیل یا موکل کی موت، بے ہوشی یا دیوانگی سے وکالت کالعدم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۔ اگر موکل اپنے وکیل کو معزول کر دے تو باضابطہ اطلاع سے پہلے وکیل کے تصرفات جائز ہوں گے۔

مسئلہ ۸۔ اگر موکل کا کچھ مال وکیل کے قبضہ میں ہو تو وہ امین متصور ہوگا۔

تبصرہ۔ مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں معلوم ہو گیا کہ آج کل کی موجودہ عدالتی وکالت شرعاً بطور پیشہ تب اپنائی جا سکتی ہے جب کہ وکیل کوئی خلاف شرع کام نہ کرے بلکہ شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے محض مظلوم کی دادرسی کرنے اور اسے انصاف دلانے کی کوشش کرے اور بوقت ضرورت قوم و ملت کی بے لوث خدمت کرے ورنہ بصورت دیگر یہ پیشہ حرام ہوگا۔ کما لا یخفیٰ۔

sibtain.com

﴿باب الوقف﴾

اصل مال کو روکنا اور اسکے منافع سے استفادہ کو عام کرنا جیسے زمین، مکان، درخت اور حیوان وغیرہ وقف کہلاتا ہے لہذا جو شخص اپنی عاقبت سنوارنے کی خاطر کوئی چیز وقف کرتا ہے تو یہ ایک قسم کا صدقہ جاریہ ہے اور بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے البتہ اس کے کچھ شرائط اور احکام ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

﴿وقف کی شرائط﴾

۱۔ صیغہ وقف کا جاری کرنا خواہ جس زبان اور جن الفاظ و عبارات سے یہ مقصد ادا ہو جائے اگرچہ احوط یہ ہے کہ عربی میں ہو۔

۲۔ قبض واقباض کرنا جو کہ واقف کی اجازت سے ہو۔ ہاں اس قبض کی کیفیت جدا جدا ہے۔

۳۔ قصدِ دوام۔ یعنی کسی چیز کے وقف کرنے میں ہمیشہ کا قصد لازم ہے بنا بریں اگر کوئی چیز مخصوص افراد اور انکی اولاد در اولاد کی خاطر ابداً سے باد تک وقف کی جائے اور وہ اتفاقاً ختم ہو جائیں تو پھر وہ چیز وقف فی سبیل اللہ متصور ہوگی۔ اور ہر کار خیر میں صرف ہو سکے گی۔

۴۔ وقف منجز ہو۔ کسی شرط سے مشروط اور کسی خاص صفت پر معلق نہ ہو۔

۵۔ واقف خود کو وقف سے خارج کردے۔ لہذا کوئی شخص اپنے اوپر کوئی چیز وقف نہیں کر سکتا ہاں البتہ اگر وقف کسی جہت عامہ کے لیے ہے جیسے مسجد تو واقف اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے اور اگر کسی عنوان عام کے تحت وقف ہو جیسے فقراء کے لیے اور اتفاقاً خود واقف بھی اس عنوان کے تحت داخل ہو جائے تو علی الاظہر اس سے استفادہ کر سکتا ہے البتہ اگر واقف یہ شرط عائد کرے کہ اس وقف سے اسکے مہمانوں کے اور اہل وعیال کے اخراجات ادا کئے جائیں گے تو بظاہر یہ شرط جائز ہے۔

﴿جس چیز کو وقف کیا جا رہا ہے کے شرائط؟﴾

sibtain.com

اس چیز میں مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں۔

۱۔ عین مال ہو اور موجود ہو۔ ۲۔ مملوک ہو اور وہ بھی بالفعل۔ ۳۔ چیز ایسی ہو کہ اصل کو باقی رکھ کر اسکی منفعت سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ جیسے زمین، مکان اور حیوان وغیرہ لہذا اگر چیز ایسی ہو کہ جب تک اصل تلف نہ ہو تب تک اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جیسے روٹی۔ پانی اور پھل وغیرہ تو اس کا وقف کرنا درست نہیں ہے۔ ۴۔ وہ شے قبض و اقباض کے قابل ہو لہذا جس کا قبض و اقباض ممکن نہ ہو اس کا وقف کرنا صحیح نہ ہوگا۔

﴿وقف کرنے والے کی شرائط﴾

۱۔ مشہور بین الفقہاء یہ ہے کہ واقف میں بلوغ شرط ہے۔ لہذا نابالغ بچہ کا وقف صحیح نہیں ہے مگر ایک قول یہ ہے کہ جس لڑکے کی عمر دس برس ہو اور ممیز ہو اس کا برمحل وقف صحیح ہے یہ قول قوت سے خالی نہیں ہے۔ اگرچہ احوط قول مشہور ہے۔

sibtain.com

۲۔ عقل۔ لہذا دیوانہ، سفیہ کا وقف صحیح نہیں ہے۔

۳۔ جائز التصرف ہو۔ لہذا ممنوع التصرف شخص کا وقف صحیح نہیں ہے۔

۴۔ ارادہ و اختیار۔ لہذا غافل، مدہوش اور مجبور شخص کا وقف صحیح نہیں ہے۔

﴿وقف کے مسائل متفرقہ﴾۔

مسئلہ ۱۔ وقف اپنے لئے صحیح نہیں ہے لیکن اسکی تولیت اپنے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۲۔ جسے متولی بنایا جائے اسے واقف بھی نہیں ہٹا سکتا۔ الا یہ کہ وہ خائن ہو جائے اور منشائے واقف کے مطابق عمل نہ کرے تو اسے ہٹایا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر وقف کرنیوالا متولی کے لیے تنخواہ مقرر نہ کرے اور متولی اعزازی طور پر کام نہ کرنا چاہے تو وقف کی آمدنی سے اجرۃ المثل لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۴۔ اگر متولی معزول ہو جائے یا اسے معزول کر دیا جائے تو حاکم شرع متولی ہوگا اور اگر حاکم

شرع موجود نہ ہو یا اس تک رسائی ممکن نہ ہو تو پھر یہ حق مومن عادل کو حاصل ہوگا۔

﴿موقوف علیہ کی شرائط﴾

وقف خاص (جو کسی شخص یا اشخاص اور انکی اولاد کے لیے ہو) میں موقوف علیہ کی چار شرائط ہیں

۱۔وہ موجود ہو اگر چہ بصورت حمل ہو لہذا معدوم پر وقف صحیح نہیں ہے۔مگر وقف عام میں ان کا وجود ہر زمانہ میں ضروری نہیں ہے صرف اس کا امکان کافی۔

۲۔تملک کے قابل ہو۔یعنی جس پر وقف کیا جائے اس میں مالک بننے کی اہلیت ہو لہذا جانوروں پر کوئی چیز وقف صحیح نہیں ہوگا۔

۳۔موقوف علیہ۔یعنی جس پر وقف کیا جا رہا ہے معین و مشخص ہو۔لہذا مبہم جیسے دو شخصوں میں سے ایک پر دو مسجدوں میں سے ایک پر وقف کرنا صحیح نہ ہوگا۔

۴۔وقف میں قصد قربت ممکن ہو۔یعنی وہ کوئی ایسا کام ہو جس سے قرب خداوندی کا حصول ممکن ہو یعنی وہ کوئی کار خیر ہو لہذا گناہ و عصیان کے کام پر وقف صحیح نہ ہوگا۔

sibtain.com

﴿وقف کے مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ۱۔جب کوئی شخص شرعی طریقہ پر کوئی چیز وقف کر دے تو وہ چیز اسکی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے بعد ازاں اسمیں اور ایک اجنبی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

مسئلہ۲۔جب کوئی چیز مسلمان فقراء پر وقف کی جائے۔اس سے شیعہ مسلمان مراد ہوں یا سنی؟ یا ہر دو؟ اس کا فیصلہ شاہد حال سے کیا جائے گا مثلاً واقف شیعہ ہے تو اس سے شیعہ فقراء مراد ہونگے اگر واقف سنی ہے تو سنی فقراء مراد ہونگے۔مگر یہ کہ واقف ایسا وسیع المشرب مسلمان ہو کہ اسکی نظر میں اس اختلاف کی کوئی اہمیت نہ ہو تو پھر ہر دو مراد ہونگے۔واللہ العالم۔

مسئلہ۳۔اگر کوئی مسجد خراب ہو جائے،شہر ویران ہو جائے تب بھی وہ جگہ ابد الآباد تک حکم مسجد میں رہے گی اور اگر موقوف علیہ چیز (مسجد یا مدرسہ) وغیرہ ختم ہو جائیں تب بھی وقف شدہ چیز

واقف کی اولاد کی طرف نہیں لوٹے گی ہر کار خیر پر صرف کی جائیگی۔

مسئلہ۴۔اگر وقف موبد ہے اور جہات عامہ کے لیے ہے۔مساجد، مدارس یا فقراء مساکین کے لیے تو اسکی بیع وشرا حرام ہے اور اگر موبد نہیں ہے تو اتفاق رائے سے اسے فروخت کر سکتے ہیں جبکہ اسکے فروخت میں زیادہ فائدہ ہو یا ان میں اس قدر اختلاف ہو کہ جس کی وجہ سے اس چیز کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اس کا فروخت کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۵۔کسی چیز کے وقف ہونے کے ثبوت چار طریقے ہیں۔

۱۔یقین۔خواہ شہرت عامہ سے ہو یا کسی اور طریقہ سے ۔۲۔دو عادل گواہوں کی گواہی سے ۔۳ صاحب ید۔(قبضہ والے شخص) کا اقرار ۔۴۔کتابت وتحریر سے۔لہذا اگر کسی کتاب وغیرہ پر لکھا ہو کہ وہ وقف ہے۔تو ظاہر ہے کہ اسے وقف ہی سمجھا جائیگا۔

sibtain.com

﴿حبس﴾

حبس بھی وقف ہی کی قسم ہے۔کہ یہاں اصل کو روک کر اسکے منافع سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے لیکن دو فرق ہیں۔اول۔یہ کہ وقف میں چیز مالک کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے جب کہ حبس میں ایسا نہیں ہوتا۔دوم۔یہ کہ وقف دائمی ہوتا ہے جب کہ حبس دائمی نہیں ہوتا بلکہ مقررہ مدت کے لیے ہوتا ہے۔الغرض حبس کی بھی وہی شرائط ہیں جو وقف کے سلسلے میں بیان ہوئی ہیں۔

﴿حبس کے مسائل متفرقہ؟﴾

مسئلہ۱۔حبس کی تین قسمیں ہیں۔۱۔سکنی ۔۲۔عمری ۔۳۔رقبی ۔تفصیل کے لیے قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

مسئلہ۲۔اگر دس سال تک کوئی مکان کسی کے لیے حبس کر دیا جائے اور وہ پانچ سال کے بعد مر جائے تو باقی پانچ سال کی سکونت کا حق اسکے ورثہ کو حاصل ہوگا۔

مسئلہ۳۔اگر کوئی شخص کسی شئے کو اللہ کی رضا جوئی کے لیے فقراء کے لیے کچھ مدت تک یعنی حبس

کرے تو اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اسے رجوع کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

مسئلہ۴۔ جس شخص کے لیے کوئی مکان حبس کر دیا جائے اور کوئی قید نہ لگائی جائے کہ کون قیام کرے گا تو وہ متعلقہ ضروریات کے علاوہ اپنے بیوی بچوں اور مہمانوں اور نوکروں چاکروں کو بھی وہاں ٹھہرا سکتا ہے۔

مستحبی صدقہ کا بیان

صدقہ وخیرات کی بے حد فضیلت وارد ہوئی ہے حتی کہ یہ قضائے مبرم کو ٹال دیتا ہے۔ صدقہ جذام، جنون اور ڈوبنے، جلنے سے اور دیگر ستر قسم کے امراض مزمنہ سے باذن اللہ بچاتا ہے اور اوقات مخصوص جیسے شب جمعہ اور روز جمعہ وغیرہ اور مخصوص طبقوں جیسے عزیز واقارب اور پڑوسیوں کو صدقہ دینے کی بھی زیادہ تاکید وفضیلت وارد ہوئی ہے۔ واللہ الموفق

مسائل متفرقہ

sibtain.com

مسئلہ۱۔ صدقہ میں ایجاب وقبول ضروری نہیں ہے بلکہ بطور معاطاہ اس کا دینا اور مستحق کا لینا کافی ہے۔

مسئلہ۲۔ مستحبی صدقہ میں قصد قربت اس کی صحت کی شرط ہے۔ ورنہ وہ محض ہبہ یا ہدیہ متصور ہوگا۔

مسئلہ۳۔ اس قصد قربت سے دیا گیا صدقہ کا واپس لینا جائز نہیں ہے اگرچہ اجنبی کو دیا جائے۔

مسئلہ۴۔ صدقہ میں استحقاق وایمان کی شرط نہیں ہے مالدار اور نادار اور مومن وغیرہ مومن بلکہ مسلمان وکافر کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ ناصبی یا حربی نہ ہو البتہ مومن کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ۵۔ بنابر مشہور صدقہ دینے والے کی شرائط میں عقل، بلوغ اور جائز التصرف ہونا شامل ہے اگرچہ اقوی یہ ہے کہ دس سالہ طفل ممیز کا صدقہ دینا جائز ہے۔

کتاب النذر والیمین والعھد

نذر کے احکام؟ اللہ کی رضا جوئی کے لیے کسی حاجت برآری پر یا بغیر حاجت برآری۔ کسی صالح کام

کے انجام دینے کا نام ہے ۔نذر کے صحیح اور واجب الاداء ہونے کی دس شرائط ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔نذر ماننے والا مسلمان ہو۔۲۔بالغ ہو۔۳۔عاقل ہو۔۴۔باختیار ہو۔۵۔سفیہ نہ ہو۔۶۔قصد قربت ہو۔۷۔اجازت۔لہذا غلام،اولاد اور زوجہ کی نذر میں آقا،والد اور شوہر کی اجازت ضروری ہے اور اگر انکی اجازت کے بغیر منت مانیں تو آقا، والد اور شوہر ان کی نذر کالعدم کر سکتے ہیں۔۸۔صیغہ۔احتیاط واجب ہے کہ حتی الامکان صیغہ عربی میں ادا کیا جائے۔ہاں بامر مجبوری اسکے ترجمہ پر اکتفا بھی کیا جاسکتا ہے۔۹۔قدرت۔یعنی آدمی نذر والے کام کی انجام دہی پر قدرت رکھتا ہو۔۱۰۔جس کام کی انجام دہی کی نذر کی جائے وہ اللہ کی اطاعت ہو اور اسے محض اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے انجام دیا جائے۔

﴿نذر کے مسائل و احکام﴾

sibtain.com

مسئلہ۱۔نذر صرف خدا کے ذاتی یا صفاتی نام کے ساتھ صحیح ہوتی ہے۔لہذا اگر نذر کے وقت اللہ تعالی کا نام نہ لیا جائے تو نذر منعقد نہیں ہوگی۔

مسئلہ۲۔جس کام کی منت مانی جائے اگر وہ کام ہو جائے تو منت کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر کام نہ ہو تو پھر واجب نہیں ہے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ نذر ماننے سے پہلے وہ حاجت پوری ہو چکی تھی تو نذر واجب الاداء نہ ہوگی۔

مسئلہ۳۔نذر میں اطاعت اور عمل صالح کی بجا آوری ضروری ہے لہذا ایسے کام کے ترک کی نذر کرنا جس کا کرنا ترجیح رکھتا ہو یا ایسے کام کے ارتکاب کی نذر جس کا نہ کرنا کرنے سے بہتر ہو صحیح نہیں ہے ۔لہذا احرام کے کرنے کی منت ماننا یا مستحب کام کے ترک کی نذر کرنا صحیح نہیں ہے۔لیکن ایسے مباح کام کی نذر کرنا جس کا کرنا نہ کرنے سے کسی طرح بہتر ہو صحیح ہے۔

مسئلہ۴۔اگر نذر کی مخالفت کی جائے تو کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا پڑتا ہے یا دس فقیروں کو کھانا

کھلانا یا ان کو کپڑے دینے پڑتے ہیں اور اگر اس کا مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھے جائیں گے لیکن احوط یہ ہے کہ کفارہ تب ہے جب بوجہ مجبوری نذر پر عمل درآمد نہ کیا جا سکے لیکن اگر نافرمانی کے طور پر ایسا کیا جائے تو احوط یہ ہے کہ ماہ رمضان کے روزہ توڑنے والا کفارہ ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۵۔ نذر میں جن خصوصیات کا لحاظ رکھا گیا ہو اسکی ادائیگی میں ان کا ملحوظ رکھنا ضروری ہو گا کام ہو جانے کے بعد اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

﴿قسم کا بیان﴾

اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا۔ تو قسم کے مطابق عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جس کام کے کرنے کی قسم کھائی ہے وہ حرام یا مکروہ نہ ہو اور جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہے وہ واجب یا مستحب نہ ہو۔ بہر حال جس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی جائے اس میں عقلاً و شرعاً کوئی بہتری کا پہلو ضرور ہونا چاہیے۔

sibtain.com

﴿قسم کے اقسام﴾

قسم چار قسم کی ہوتی ہے۔

۱۔ لغو۔ جو لوگ بطور تکیہ کلام کھاتے رہتے ہیں جو کہ ایک مذموم بات ہے یہ لغو ہے۔

۲۔ ابطال۔ باطل یا احقاق حق کے لیے یعنی کسی غلط بات کے غلط قرار دینے کے لیے یا صحیح بات کو صحیح قرار دینے کے لیے قسم کھائے۔

۳۔ قسم مناشدہ۔ جو کسی سے کوئی بات منوانے کے لیے کسی کو دی جاتی ہے۔ مثلاً تمہیں اللہ کی قسم میری بات سن کر جانا۔

۴۔ قسم عقد۔ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا۔

پہلی تین قسم کی قسموں پر کچھ بھی واجب نہیں ہوتا البتہ آخری قسم کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

قسم کے معتبر ہونے کے شرائط

قسم عقد کے معتبر ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ بلوغ ۔، رشد، عقل اور ارادہ واجازت وغیرہ جیسا کہ تمام شرعی معاملات میں یہ شرائط پہلے اور ابھی اوپر نذر کے بارے میں مذکور ہیں۔

۲۔ صیغہ کا ادا کرنا۔ اگر عربی میں قسم کھائی جائے تو حروف واؤ۔ باؤ۔ تاؤ کے ساتھ ہو جیسے واللہ باللہ تاللہ یا دوسری زبان میں یوں کہے کہ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں فلاں کام کروں گا یا فلاں کام ترک کرونگا تو یہ قسم منعقد ہو جائیگی۔

۳۔ اجازہ۔ اولاد، غلام اور بیوی اگر والد، آقا اور شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائیں تو والد اولاد کی آقا غلام کی اور شوہر بیوی کی قسم کو باطل کر سکتا ہے جیسا کہ نذر کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔

sibtain.com

۴۔ شرعی جواز اور قدرت۔ جس شئے کی قسم کھائی جائے اس کا جائز ہونا ضروری ہے نیز اس کام کے کرنے کی قدرت بھی لازم ہے۔ ۵۔ قسم صرف اللہ کے نام کی ہو اسکے علاوہ کسی چیز کی نہ ہو۔ جیسا کہ صیغہ میں بیان ہوا ہے کہ قسم اللہ کے نام کے علاوہ منعقد نہیں ہوتی اور اللہ کے ناموں سے کسی بھی ذاتی جیسے اللہ یا صفاتی نام کا لینا کافی ہے جیسے رحمٰن، رحیم، خالق اور رازق وغیرہ۔

قسم کا کفارہ

اگر قسم کو پورا نہ کیا جائے تو ایک غلام آزاد کیا جائے گا یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا پڑے گا یا دس مسکینوں کو لباس دیا جائے گا یا تین روزے رکھے جائیں گے اور اگر قسم دو یا زیادہ کاموں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کی کھائی جائے تو پھر کسی بھی کام کے نہ کرنے پر کفارہ واجب ہوگا۔

کما لا یخفیٰ۔

﴿عہد﴾

اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کے کام کرنے یا نہ کرنے کا عہد کرنا عہد کہلاتا ہے اسکی صحت کے شرائط بھی وہی ہیں جو نذر وقسم کے سلسلہ میں بیان ہوئے ہیں اس میں بھی صیغہ عہد کا اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی نام کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اور کسی ایسے کام کے ترک یا ارتکاب کا عہد کرنا صحیح نہیں ہے جس کے ترک یا ارتکاب میں کوئی شرعی رجحان نہ ہو۔

﴿عہد شکنی کا کفارہ﴾

عہد کے خلاف ورزی کا کفارہ علی المشہور روزہ ماہِ رمضان والا ہے جو ابھی مذکور ہوا ہے۔

﴿باب الامانۃ والودیعہ﴾

sibtain.com

اگر کوئی شخص بغرض حفاظت اپنا مال کسی کے پاس رکھے تو یہ اقدام امانت کہلاتا ہے۔

﴿امانت کے احکام ومسائل﴾

مسئلہ ۱۔ امانت کا ایجاب وقبول جس زبان میں اور جن الفاظ کے ساتھ ادا کیا جائے کافی ہے

مسئلہ ۲۔ امانت گذار اور امانت دار ہر دو کو عاقل، بالغ اور مختار ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۳۔ اگر امین مال کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے اور پھر مال ضائع ہو جائے تو امین ضامن نہ ہوگا۔

مسئلہ ۴۔ جب مالک امین سے اپنے مال کا مطالبہ کرے تو امین کے لیے فوراً واپس کرنا لازم ہے

مسئلہ ۵۔ اگر امین پر آثار موت طاری ہوں تو واجب ہے کہ امانت کو اسکے مالک تک پہنچانے کا انتظام کرے اور اگر نہ کر سکے تو پھر وصیت کر جائے۔

مسئلہ ۶۔ اگر مالک اور امین میں مال کے تلف ہو جانے میں نزاع ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ امین کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہوگا۔ واللہ العالم۔

﴿باب العاریہ﴾

بلا معاوضہ اپنا مال دوسرے کو استفادہ کرنے کے لیے دینا شرعاً عاریہ کہلاتا ہے جو کہ کار ثواب ہے۔

﴿عاریہ کے احکام و شرائط؟﴾

مسئلہ۱۔ جن الفاظ کے ساتھ یہ معاملہ طئے ہو جائے کافی ہے۔

مسئلہ۲۔ عاریہ میں ضروری ہے کہ اصل چیز موجود رہے صرف اسکی منفعت سے فائدہ اٹھایا جائے اور اگر استعمال سے اصل مال ختم ہو جائے تو اس کا عاریہ صحیح نہیں ہے۔ بنا بریں خورد و نوش کی چیزوں کا عاریہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ۳۔ عاریہ لینے اور دینے والے کا عاقل بالغ اور مختار و مالک ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ۴۔ عاریہ لینے والا امین کی طرح ہوتا ہے لہذا کوتاہی کے بغیر ضامن نہیں ہے ہاں البتہ اگر کوتاہی کرے یا اس چیز سے زیادہ استفادہ کرے جس کی وجہ سے چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

sibtain.com

مسئلہ۵۔ مالک کے مطالبے پر مال کا واپس کرنا لازم ہے۔

مسئلہ۶۔ عاریہ پر لی گئی چیز کو اصل مالک کی اجازت کے بغیر آگے عاریۃً نہیں دیا جا سکتا۔

مسئلہ۷۔ عاریہ عقود جائزہ میں سے ہے لہذا فریقین کو جب چاہیں اسے ختم کرنے کا حق حاصل ہے۔

مسئلہ۸۔ اگر معیر اور مستعیر میں اس چیز کے تلف ہونے میں اختلاف ہو جائے تو یہاں بھی امانت کے نزاع والے احکام لاگو ہونگے۔ واللہ العالم۔

﴿باب الھبہ﴾

(ھبہ کے احکام ومسائل)

کسی کو کچھ تحفہ یاہدیہ دیناھبہ کہلاتا ہے روایات میں ہدیہ پیش کرنے اور اسکے قبول کرنے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے اس سے محبت بڑھتی ہے اور نفرت کم ہوتی ہے۔اس کے کچھ شرائط ہیں جن میں سے بعض کا واہب سے تعلق ہے اور بعض کا موہوب کے ساتھ اور کچھ کا مال موہوب سے ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔چنانچہ واھب کا مکلف ہونا ضروری ہے یعنی عقل، بلوغ، مختار اور جائز التصرف ہو۔

۲۔موہوب لہ خود یا اس کا وکیل اور اسکے صغیر السن ہونے کی صورت میں اس کا ولی اسے قبض کرے۔

۳۔موہوب چیز عین المال ہو اور قابل قبضہ ہو اور فی نفسہ جائز ہو لہذا کسی حرام چیز کا ھبہ جائز نہیں ہے

۴۔ایجاب وقبول خواہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ادا ہو جائے۔

sibtain.com

۵۔جس مال کا ھبہ کیا جائے اس کا واھب کی ملکیت ہونا۔کیونکہ کسی کے مال کا کسی کو ھبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿مسائل واحکام﴾

مسئلہ۱۔چونکہ ھبہ عقود جائزہ میں سے ہے لہذا واہب کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے ھبہ واپس لے لے سوائے ھبہ دین کے ہاں البتہ مندرجہ ذیل صورتوں میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے اور عقد لازم ۔ا۔ھبہ کا کوئی عوض لے لیا جائے۔۲۔وہ مال موھوب لہ کی ملکیت سے خارج ہو چکا ہو یا تلف ہو چکا ہو۔۳۔اس کی ہیت بدل چکی ہو مثلاً اگر وہ لکڑی ہے تو موھوب لہ نے اس سے میز بنا لیا ہو۔۴۔موھوب لہ رشتہ دار ہو اور میاں بیوی کا بھی یہی حکم ہے۔۵۔ھبہ بقصد قربت یعنی ثواب کے حاصل کرنے کے لیے کیا ہو۔

مسئلہ۲۔اگر قبضہ سے پہلے موھوب لہ مر جائے تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے۔

﴿باب الغصب﴾

کسی کے مال پر ناجائز طور پر قبضہ جما لینا غصب کہلاتا ہے یہ کام شرعاً و عقلاً ہر طرح ایک نہایت ہی قبیح اور حرام ہے۔

﴿غصب کے مسائل و احکام﴾

مسئلہ۱۔ جو چیز غصب کی جائے اس کا واپس کرنا واجب ہے اور اگر تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز مثلی تھی تو اس کی مثل اور اگر قیمی تھی تو اسکی قیمت واپس کی جائیگی۔

مسئلہ۲۔ اگر کسی طرح غاصب کا مال اس شخص کے ہاتھ لگ جائے جس کا مال اس نے غصب کیا ہے تو اسے حق حاصل ہے کہ اس مال میں سے اپنا حق وصول کر لے۔

مسئلہ۳۔ اگر غاصب اس غصبی مال میں کوئی ایسا تصرف کرے جس سے اسکی قیمت بڑھ جائے مثلاً سونے کا گوشوارہ بنا دے یا کپڑا سی کر لباس تیار کر دے۔ تو اسے واپس کرتے وقت اجرت کا حقدار نہیں ہوگا اور اگر اس عمل سے مال کی قیمت کم ہوگئی ہو تو اصل کی واپسی کے ساتھ اس کمی کا تاوان بھی ادا کرے گا۔

مسئلہ۴۔ اگر کوئی غاصب کسی کا مکان غصب کرے تو مکان کی واپسی پر مدت غصب کا کرایہ بھی ادا کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ۵۔ غصبی مال کے فوائد خواہ متصل ہوں جیسے اون یا منفصل ہوں جیسے بچہ تو وہ بھی اصلی مالک کے ہوں گے اور وہ اگر تلف ہو جائیں تو وہ بھی غاصب کو ادا کرنا پڑیں گے۔

sibtain.com

﴿باب اللقطہ﴾

لقطہ کے معنی اس ضائع شدہ مال کے ہیں جو کسی کو ملے اور اسکا مالک معلوم نہ ہو اسکی تین قسمیں ہیں۔ ا۔ انسان۔ جسے ملقوط یا لقیط کہتے ہیں۔ ۲۔ حیوان۔ جسے ضالہ کہتے ہیں۔ ۳۔ مال جسے خصوصی طور پر لقطہ کہتے ہیں۔

﴿قسم اول کے احکام﴾

اس سے وہ طفل غیر ممیز مراد ہے جو کسی کفیل و سرپرست کے بغیر کہیں پڑا ہوا مل جائے اس کی تین صورتیں ہیں یا تو دارالاسلام سے ملے گا یا دارالکفر سے جہاں مسلمان بھی آباد ہیں یا ایسے دارالکفر سے جہاں کافر ہیں اور اگر کوئی مسلمان ہے تو برائے نام اور شاذ و نادر پہلی دونوں صورتوں میں بچہ مسلمان اور آزاد تصور ہوگا اور تیسری صورت میں اسے غلام بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اٹھانے والا مسلمان، بالغ، عاقل اور آزاد ہو۔

sibtain.com

﴿قسم دوم کے احکام﴾

اگر کوئی حیوان آباد جگہ یا کسی چراگاہ میں موجود ہے اگرچہ غیر آباد جگہ پر ہے اور اسکے بھوک و پیاس یا درندوں کی وجہ سے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہے تو اس کا پکڑنا جائز نہیں ہے اور اگر پکڑے گا تو ضامن ہوگا ہاں البتہ دوسری صورت میں اس کا پکڑنا جائز ہے اور اگر اسے پکڑے تو سال بھر اسے اپنے پاس رکھے گا اور اعلان کرے گا اور اس کا چارہ اسکے ذمہ ہوگا بعد ازاں بقصد ملکیت اپنے پاس رکھے گا یا اس کی قیمت بطور صدقہ غرباء میں تقسیم کریگا۔

﴿تیسری قسم کے احکام۔﴾

اول تو ایسے مال کو اٹھانا مکروہ ہے اور اگر اٹھایا جائے تو یا تو حرم کے اندر سے اٹھایا جائے گا یا پھر باہر سے بہرصورت اگر وہ درہم سے کم ہو تو اسے اعلان کے بغیر ملکیت بنایا جاسکتا ہے بعد ازاں اگر مالک مل گیا اور مال موجود ہوا تو اسکے حوالے کر دیا جائے گا اور اگر صرف ہو گیا تو اسکی ادائیگی لازم

نہیں ہے اور اگر درہم یا اس سے زیادہ ہو تو سال بھر اعلان کرنا پڑے گا اگر مالک نہ مل سکا تو مالک کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے گا یا پھر اپنے پاس حفاظت سے رکھے گا اور مرتے وقت اصلی مالک تک پہنچانے کی وصیت کی جائے گی یا بقصد تملک اس میں تصرف کرے گا اور اگر یہ مال حرم کے اندر سے ملے تو پھر یا تو اسے صدقہ کیا جائے گا یا حفاظت سے رکھا جائے گا اور بقصد تملک اسے اپنا مال قرار نہیں دیا جا سکتا

ایضاح۔ اگر مال صدقہ دینے کے بعد مالک مل جائے اور وہ صدقہ کرنے پر راضی نہ ہو تو اس کا مثل یا اسکی قیمت ادا کرنا پڑے گی اور ثواب صدقہ دینے والے کو مل جائیگا۔

لقطہ کے بعض مسائل واحکام؟

مسئلہ ۱۔ اگر کسی مکان سے کچھ مال ملے تو اگر وہ مکان آباد ہے تو وہ مال اس کے رہنے والوں کا متصور ہوگا اور اگر ویران ہے تو پھر اٹھانے والے کا ہوگا۔

sibtain.com

مسئلہ ۲۔ اگر کسی شخص سے کوئی جانور خریدا جائے اور ذبح کرنے پر اسکے پیٹ سے کچھ مال ملے تو فروخت کرنے والے سے دریافت کیا جائیگا پس اگر وہ لاعلمی ظاہر کرے تو خریدار کا ورنہ بائع کا تصور ہوگا۔

مسئلہ ۳۔ اگر کوئی شخص بازار سے یا دریا سے مچھلی لے کر آئے اور اسکے پیٹ سے کچھ مال برآمد ہو تو وہ اسی شخص کا متصور ہوگا۔

مسئلہ ۴۔ اگر مال اٹھانے والا سال کے دوران میں مرجائے تو اعلان وغیرہ احکام میں اسکے وارث اس کے قائمقام ہونگے۔ واللہ العالم

باب النکاح

عقد وازدواج عام حالات میں سنت مؤکدہ اور بعض حالات میں واجب ہو جاتا ہے خالق حکیم نے فطرۃ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کا شیدا بنایا ہے اور ایک کو دوسرے کا لباس قرار دیا ہے اس اجتماع کے بغیر نہ سکون ملتا ہے اور نہ ہی بے چینی دور ہوتی ہے۔ لہذا اس جنسی جذبہ کی تسکین کا اہتمام کرنا دین اسلام کے فطری ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔

عقد نکاح کی تعریف اور اسکے احکام

عقد نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے مرد و عورت میں جنسی تعلقات کا قائم کرنا جائز ہو جاتا ہے اور مرد و عورت پر باہم کچھ حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔ عقد نکاح کی تین قسمیں ہیں ا۔ نکاح دائمی ۲۔ نکاح موقت اور ۳۔ ملک یمین۔ انکی تفصیل ذیل میں الگ الگ بیان کی جاتی ہے۔

sibtain.com

نکاح دائمی اور اسکے احکام

واضح رہے کہ اس عقد کو دائمی مجازاً کہا جاتا ہے ورنہ خود حضرت انسان کا قیام اس دنیا میں دائمی نہیں تو اسکا معاملہ کیا دائمی ہوگا بقول غالب۔

؎ عمر بھر کا تو نے پیمان وفا باندھا تو کیا   عمر کو بھی تو نہیں ہے پائیداری ہائے ہائے

مطلب یہ ہے کہ یہ عقد جب واقع ہو جائے تو طلاق یا موت کے بغیر ختم نہیں ہوتا۔ لہذا اسے عقد منقطع یعنی متعہ کے بالمقابل اضافی حیثیت سے دائمی کہا جاتا ہے۔

عقد کے صحیح ہونے کے شرائط

ا۔ یہ عقد فی نفسہ جائز ہو ۲۔ حق مہر کا تعین کیا جائے ۔۳۔ زوجین اس پر راضی ہوں ۔۴۔ صیغہء عقد جاری کیا جائے ۔۵۔ ولی شرعی کی اجازت ہو۔ مذکورہ بالا شرائط کی تفصیل۔

ا۔ عقد فی نفسہ جائز ہو حرام نہ ہو۔ جیسے محرم عورت سے نکاح کرنا یا شوہر دار عورت سے عقد

کرنا وغیرہ وغیرہ خلاصہ یہ کہ عورت محرم نہ ہو، شوہر دار نہ ہو، عدت میں نہ ہو اور مرد عورت کا کفو بھی ہو نیز کسی او جہ سے جیسے لعان وغیرہ سے اس عورت سے نکاح حرام نہ ہو تو ایسی عورت سے عقد ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ اگر مومنہ ہو تو دینی کفایت کا مطلب ایمان وعقیدہ کی درستگی میں کفایت ہے لہذا مومنہ لڑکی کا نکاح غیر مومن لڑکے سے جائز نہیں ہے اور جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو اس میں اسلام کافی ہے لہذا مرد کا خواہ مومن ہو یا عام مسلمان اس کا عقد نکاح ایک مسلمان عورت سے جائز ہے۔ اور مسلمان مرد کا فرہ عورت سے اور مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح حرام ہے۔

۲۔ عقد نکاح پڑھنے سے پہلے حق مہر کا تعین ضروری ہے۔ جو مرد وعورت یا انکے اولیاء کی صوابدید پر منحصر ہے جو قلیل بھی ہو سکتا ہے اور کثیر بھی البتہ مہر السنہ پانچ سو درہم ہے بہتر ہے کہ اس سے زیادہ نہ ہو۔ اور چونکہ درہم کا وزن ساڑھے تین ماشہ ہے لہذا اسکے حساب سے جس قدر چاندی بنے اسکے رائج الوقت نرخ کے مطابق روپیوں میں حق مہر مقرر کیا جائے اور عقد واقع ہوتے ہی عورت اس کی مالک بن جاتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ عندالعقد اسکی ادائیگی کر دی جائے۔

۳۔ فریقین راضی ہوں۔ یعنی ہونے والے میاں بیوی اگر بالغ ہوں تو ان کا نکاح پر راضی ہونا ضروری ہے البتہ اگر کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر ان کا نکاح پڑھ دے تو معلوم ہونے پر اگر وہ راضی ہو جائیں تو یہ عقد صحیح متصور ہوگا۔ جسے عقد فضولی کہا جاتا ہے۔

۴۔ صیغہء عقد جاری کیا جائے۔ محض قلبی طور پر عورت مرد کا راضی ہونا کافی نہیں ہے بلکہ صیغہ کا جاری کرنا ضروری ہے جس کے کچھ شرائط ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ ایجاب عورت کی طرف سے اور قبول مرد کی طرف سے ہو یا ان کے وکیل یا ولی کی طرف سے۔

۲۔ اگر عربی میں عقد پڑھا جائے جو کہ افضل ہے تو لفظ زوجت یا انکحت پر اکتفا کیا جائے۔

۳۔ عقد میں قصد انشاء ضروری ہے یعنی یہ ارادہ کرنا ضروری ہے کہ اب ان صیغوں کے ذریعہ طرفین کو میاں بیوی بنایا جا رہا ہے۔

sibtain.com

۴۔ بنا بر مشہور یہ عقد منجز ہو کسی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو۔

۵۔ عقد سے پہلے دلہا اور دلہن کا نام یا اشارے سے تعین کیا جائے۔

۶۔ صیغہ پڑھنے والا عاقل، بالغ، مختار اور قاصد ہو۔

۷۔ عقد متعہ میں مدت کا تعین بھی ضروری ہے۔

۸۔ نیز متعہ میں زوجت اور انکحت کی بجائے لفظ متعت استعمال کیا جائے۔

۴۔ ولی شرعی کی اجازت۔ نابالغہ کا عقد تو ولی شرعی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں ہے البتہ بالغہ و رشیدہ اور باکرہ کا ولی شرعی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز ہے یا نہ؟ اس میں فقہاء میں خاصا اختلاف ہے۔ مگر تحقیقی قول یہ ہے کہ لڑکی اور اسکے شرعی ولی دونوں کی اجازت ضروری ہے۔ واضح رہے کہ باکرہ لڑکی کی اجازت میں اسکی خاموشی کافی ہے جبکہ اس سے اسکی رضا ثابت ہوتی ہو بخلاف مطلقہ یا بیوہ کے کہ اسکی اجازت میں قولی صراحت ضروری ہے اور اگر جبر و اکراہ سے نکاح کیا جائے تو باطل ہے۔

sibtain.com

نکاح موقت (متعہ) اور اسکے احکام؟

اسکی بھی وہی شرائط ہیں جو عقد نکاح کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی عورت کا کسی کے نکاح و متعہ یا عدت میں نہ ہونا اور محرم نہ ہونا وغیرہ وغیرہ مزید برآں ضروری ہے کہ۔

۱۔ مدت کا تعین کیا جائے۔ مدت متعہ کا واضح طور پر تعین اور اس کا صیغہ میں ذکر کرنا عقد متعہ کی صحت کی شرط ہے۔ اس مدت کی کمی و بیشی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ بس جس قدر مدت پر طرفین راضی ہو جائیں وہی صحیح ہے البتہ وہ مدت اوسط اور عرفی عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

۲۔ مہر کا تعین و ذکر۔ متعہ کے عقد کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ اس میں صیغہ کے دوران مہر کا تذکرہ لازماً کیا جائے۔ اور اگر عقد کے ضمن میں اسے نظر انداز کیا گیا تو عقد متعہ باطل متصور ہوگا بخلاف عقد دائمی کے کہ وہ اسکے بغیر بھی صحیح ہوتا ہے۔ البتہ اس صورت میں مہر المثل ادا کرنا پڑتا ہے

۳۔ تعدد۔ نکاح دائمی میں ضروری ہے کہ چار سے زیادہ عورتیں بیک وقت نکاح میں نہ ہوں متعہ میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے۔

ایضاح۔ واضح رہے کہ نکاح متعہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو نکاح دائمی کی اولاد کے ہوتے ہیں البتہ متعہ والی عورت نان ونفقہ اور میراث کا حق نہیں رکھتی۔

۴۔ طلاق کا نہ ہونا۔ عقد متعہ میں طلاق نہیں ہے بلکہ مدت کے ختم ہو جانے یا شوہر کے مدت بخش دینے سے یہ عقد ختم ہو جاتا ہے۔

﴿ملک یمین اور اسکے احکام﴾

sibtain.com

مملوکہ کنیزوں سے مراد کفار کی وہ عورتیں ہیں جو صحیح جہاد کے نتیجہ میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں یا جنہیں مسلمان کفار سے یا جنہیں مسلمان حربی کافروں سے خرید کر لائیں یا اس نسل کی خرید و فروخت فرمائیں۔ تو جس طرح زوجت یا متعت کو مقررہ شرائط کے ساتھ شرع اقدس نے زوجیت کے تعلق کا جواز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس ملکیت کو اس تعلق کے جواز کا تیسرا سبب قرار دیا ہے۔

﴿ملک یمین کے متفرق احکام﴾

مسئلہ ۱۔ جس طرح متعہ میں عورتوں کی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے ایسے ہی کنیزوں کی بھی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر ملک یمین کے طور پر دو بہنیں یا ماں بیٹی کسی شخص کی ملکیت ہوں تو ان سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۔ غلام یا لونڈی اپنے آقا کی اجازت کے بغیر باہم یا کسی اور جگہ نکاح کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

مسئلہ۴۔غلام ماں، باپ کی اولاد بھی غلام متصور ہوتی ہے۔اور اگر ماں یا باپ میں سے کوئی ایک آزاد ہو تو پھر اولاد آزاد متصور ہوگی۔

﴿وہ عیوب جن کی وجہ سے دائمی نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔﴾

ویسے تو عقد نکاح عقود لازمہ سے ہے جو عموماً موت یا طلاق کے بغیر ختم نہیں ہوتا مگر شرع اقدس نے بعض مخصوص مقامات وحالات میں مرد یا عورت کو اس عقد کے فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے طلاق کا اختیار تو فقط مرد کو ہے البتہ فسخ کا اختیار مرد و عورت ہر دو کو حاصل ہے مگر مخصوص مقامات جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

عورت کے وہ عیوب جن کی وجہ سے مرد کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے۔

۱۔جذام۔۲۔برص۔۳۔شرم گاہ میں ہڈی یا زائد گوشت جو جماع سے مانع ہو یا جس کی وجہ سے جماع کرنا مشکل ہو۔۴۔افضاء۔یعنی حیض و پیشاب یا حیض و پاخانہ کا راستہ ایک ہونا۔۵۔اندھا ہونا۔۶۔جنون۔۷۔زمین گیر ہونا یعنی چلنے پھرنے کے قابل نہ ہونا۔بلکہ بعض آثار و فتاویٰ سے آشکار ہوتا ہے کہ عورت کا لنگڑا پن بھی ان عیوب میں سے ہے کہ جن کی وجہ سے مرد نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

مرد کے وہ عیوب جن کی وجہ سے عورت کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱۔دیوانگی۔خواہ عقد سے پہلے ہو یا بعد میں پیدا دخول سے پہلے ہو یا بعد میں عارضی اور دوری ہو یا مستقل۔۲۔خصی ہونا۔۳۔آلہ تناسل کا کٹا ہوا ہونا جس کی وجہ سے جماع پر بالکل قادر نہ ہو۔۴۔نامرد ہونا۔اگر یہ عیب دخول کے بعد پیدا ہو تو پھر فسخ کا حق نہیں رہتا لیکن اگر پہلے ہو تو عورت خود عقد فسخ نہیں کرسکتی۔بلکہ حاکم شرع سے رجوع کریگی اور حاکم شرع مرد کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج معالجہ دے گا اور اگر سال کے بعد بھی مرد تندرست نہ ہو سکے تو پھر عورت عقد فسخ کر سکے گی۔

sibtain.com

متفرق مسائل

مسئلہ۱۔ جنون، جذام، برص اور شرمگاہ میں ہڈی پر مرد کو حق فسخ بلا اختلاف حاصل ہے البتہ باقی عیوب میں احوط یہ ہے کہ عورت مرد سے طلاق حاصل کرے۔ واللہ العالم۔

مسئلہ۲۔ جس کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہو اور وہ اسے استعمال نہ کرے اور اس عقد پر راضی ہو جائے تو پھر یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۳۔ فسخ نکاح میں صیغہ، گواہ یا طہر کی کوئی شرط نہیں ہے کیونکہ خیار الفسخ طلاق نہیں ہے۔

مسئلہ۴۔ دخول کے بعد اگر عورت نکاح فسخ کرے تو وہ پورے حق مہر کی حقدار ہو گی۔

مسئلہ۵۔ فسخ نکاح کا حق تب حاصل ہوتا ہے جب نکاح کے وقت ان عیوب کا علم نہ ہو۔

مسئلہ۶۔ اگر مرد دخول کے بعد نکاح فسخ کرے تو عورت کو مہر ادا کرے گا لیکن وہ عورت کے ولی سے وصول کرے گا جس نے اسے دھوکہ دیا ہے۔

sibtain.com

مسئلہ۷۔ جب نامردی کی وجہ سے عورت نکاح فسخ کرے تو وہ نصف مہر کی حقدار ہو گی۔

مسئلہ۸۔ اگر مرد عورت کا عیب معلوم ہونے کے بعد اس سے مجامعت کرے تو اس کا حق فسخ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح اگر عورت مرد کا عیب معلوم ہونے کے بعد اس سے جماع کروائے تو پھر اس کا حق فسخ ختم ہو جاتا ہے۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

بنیادی طور پر ایسی عورتوں کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ وہ عورتیں جن سے نکاح نہیں ہو سکتا اور بوجہ مقدس رشتہ کے ان سے وہ پردہ بھی ضروری نہیں ہے جو کہ نامحرم سے کیا جاتا ہے۔

قسم دوم۔ وہ عورتیں جن سے نکاح تو نہیں ہو سکتا مگر محرم کی طرح ان سے پردہ کی پابندی ختم نہیں ہوتی بلکہ پردہ واجب ہوتا ہے۔

قسم اول۔ ایسی خواتین کو محرم کہا جاتا ہے اور یہ محرمیت تین طرح سے حاصل ہوتی۔ ۱۔ نسب سے ۔۲۔ سبب سے اور۔۳۔ رضاعت سے۔

۱۔ نسب سے۔ جیسے ماں، بہن، بیٹی، خالہ۔ پھوپھی، دادی، نانی، بھانجی، بھتیجی اور نواسی و پوتی وغیرہ وغیرہ

۲۔ سبب سے۔ اسے مصاہرت بھی کہا جاتا ہے۔

یعنی نکاح کرنے سے جو رشتے پیدا ہوتے ہیں جیسے بیٹے پوتے اور نواسے کی بیوی، ساس، مدخولہ عورت کی بیٹی اور باپ دادا کی منکوحہ وغیرہ۔

۳۔ رضاعت سے۔ اگر کوئی بچی یا بچہ کسی عورت کا مخصوص شرائط کے ساتھ دودھ پی لے تو وہ عورت اس کی رضائی ماں بن جاتی ہے اور جو رشتہ اپنی ماں کی وجہ سے حرام ہوتا ہے وہ اسکی وجہ سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔ نیز اس عورت کا شوہر بھی باپ کے حکم میں ہوتا ہے۔

sibtain.com

رضاعت کے شرائط و احکام

شریعت مقدسہ میں رضاعت کے کچھ شرائط ہیں جن میں سے بعض کا تعلق بچہ سے ہے اور بعض کا مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) سے ہے جن کی بقدر ضرورت تفصیل حسب ذیل ہے۔

دودھ پینے والے بچہ کے شرائط۔ شرعی رضاعت کے ثبوت کے لیے دودھ پینے والے بچہ میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ دو سال قمری کی عمر کے اندر اندر دودھ پیے۔ ۲۔ پستان سے منہ لگا کر بطریق معروف دودھ پیئے۔ ۳۔ کم از کم پندرہ بار سیر ہو کر پیے۔ البتہ بعض روایات کی بنا پر دس بار پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

یا ایک شب و روز تک پیے۔ ۴۔ پندرہ بار یا علی الاحوط دس رضاعتوں سے رضاعت تب ثابت ہوگی جب ان کے درمیان بچہ اور غذا نہ کھائے یا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیے اور یہی حکم شب و روز دودھ

پینے کا ہے۔

۵۔ بچہ ایک ہی عورت کا دودھ پئے اور اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور بچہ بالترتیب سات بار ایک عورت کا اور آٹھ بار دوسری عورت کا دودھ پئے تو اس سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

﴿دودھ پلانے والی عورت کے شرائط﴾

دودھ پلانے والی عورت میں حسب ذیل شرائط معتبر ہیں۔

۱۔ دودھ حلال مقاربت کے نتیجہ میں ہو۔ وطی بالشبہ کا بھی یہی حکم ہے۔ لہذا اگر کسی عورت کا دودھ مباشرت کے بغیر خود بخود اتر آئے یا زنا کے نتیجہ میں آئے تو اس سے شرعی رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

۲۔ دودھ ایک مرد عورت کا ہو لہذا جس قدر رضاعت ضروری ہے اگر اس کی کچھ مقدار ایک عورت پلائے اور کچھ اور عورت یا وہ مرد جس کا دودھ ہے وہ بدل جائے تو شرعی رضاعت ثابت نہ ہوگی تفصیل کے لیے "قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ" کی طرف رجوع کیا جائے۔

sibtain.com

﴿رضاعت کے متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ جس بچے نے کسی عورت کا مقررہ شرائط کے تحت دودھ پیا ہے وہ اس عورت اور اسکے خاوند کا رضاعی بیٹا متصور ہوگا اور وہ میاں بیوی اسکے رضاعی ماں باپ متصور ہونگے اور انکی مائیں اسکی دادیاں، نانیاں، انکی بہنیں اسکی پھوپھیاں اور خالائیں اور انکی اولاد اس کے بہن بھائی متصور ہونگے اور ان پر نسبی رشتہ داروں والے احکام مرتب ہونگے۔

مسئلہ ۲۔ رضاعی بیٹی کا خاوند بھی محرم ہوگا۔ کہ وہ داماد قرار پائے گا۔

مسئلہ ۳۔ دودھ پینے والے کے بہن، بھائی اس کے رضاعی ماں باپ پر حرام نہ ہونگے اور نہ ہی انکی اولاد کے ان سے رشتے ممنوع ہونگے۔

مسئلہ ۴۔ اگر کسی شخص کی ایسی دو بیویاں ہوں کہ ایک بڑی ہو اور دوسری دودھ پیتی بچی اور جوان بیوی مذکورہ بالا شرائط کے تحت اپنی چھوٹی سوکن کو دودھ پلادے تو وہ دونوں بیویاں اس شخص پر حرام ہو

جائیں گی۔ کیونکہ اس طرح بڑی بیوی خاوند کی ساس ہو جائیگی اور چھوٹی بیوی خاوند کی رضاعی بیٹی بن جائیگی۔

مسئلہ ۵۔ اگر کوئی نانی اپنے نواسے یا نواسی کو مذکورہ بالا شرائط کے مطابق دودھ پلائے تو اس بچے کی ماں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی کیونکہ وہ شوہر بیٹے کے رضاعی بہن بن جائے گی۔

دودھ پلانے اور بچہ کی تربیت کے مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۔ عورت پر بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ اس لئے وہ شوہر سے شرعاً اجرت لے سکتی ہے جبکہ رضاعت کی مکمل مدت دو سال ہے۔

مسئلہ ۲۔ نصوص و فتاوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو سال تک بچہ کی تربیت کرنے کی زیادہ حقدار ماں ہے اور اگر عورت کو طلاق ہو جائے تو پھر بچہ کی تربیت کون کرے گا ماں یا باپ؟ مشہور یہ ہے کہ بچہ کی دو سال تک اور بچی کی سات سال تک ماں تربیت کرنے کی زیادہ حقدار ہے مگر نصوص میں بچہ بچی کی کوئی تفریق نہیں ہے بلکہ علی الاحوط سات سال تک ماں زیادہ حقدار ہے اسکے بعد باپ کا حق فائق ہے بشرطیکہ ماں مسلمان ہوں۔ جبکہ بچہ مسلمان ہو۔ آزاد ہو۔ عاقلہ ہو اور عقد ثانی نہ کرے اور اگر بچہ کا باپ غلام ہو یا مر جائے یا کافر ہو جائے تو پھر ماں دوسرے رشتہ داروں پر بہر حال مقدم ہے۔

کس کس کا نان ونفقہ کس کس پر واجب ہے

مسئلہ ۱۔ مخفی نہ رہے کہ نان ونفقہ کے وجوب کے اسباب تین ہیں۔ ۱۔ زوجیت ۔ ۲۔ قرابت ۳۔ ملکیت۔

۱۔ زوجہ دائمہ کا نان ونفقہ، رہائش اور ضروریات زندگی شوہر پر واجب ہیں بشرطیکہ زوجہ مطیع و فرماں بردار ہو اور اگر وہ وظیفہ زوجیت انجام نہ دے اور نافرمان ہو جائے تو پھر اس کا یہ حق ساقط ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ طلاق بائن والی عوت نان ونفقہ کی حقدار نہیں ہوتی جبکہ طلاق رجعی والی ہوتی ہے۔ ماں باپ اور انکے آباؤ اجداد اور اپنی اولاد اور انکی اولاد کا نان ونفقہ بدو شرط آدمی پر

واجب ہے۔ اول یہ کہ وہ غریب و نادار ہوں اور کمانے سے عاجز ہوں دوم یہ کہ یہ شخص مالدار ہو اور انکے اخراجات کے برداشت کی بالفعل یا بالقوہ طاقت رکھتا ہو۔ ۲۔ کنیز و غلام اور مملوکہ حیوان کے خورد و نوش کا تمام خرچہ مالک پر واجب ہے لہذا حیوان کو چارہ کھلانے پانی پلانے میں کوتاہی نہ کی جائے۔ نیز اس پر طاقت برداشت سے زیادہ بوجھ نہ لادا جائے۔ واللہ یحب المحسنین

قسم دوم۔ اسکی مثالیں درج ذیل ہیں۔ ۱۔ وہ عورت جو ایک بار حضرت رسولخدا کی زوجیت میں آجائے وہ امت پر حرام مؤبد ہے۔ ۲۔ جس عورت سے لعان ہو جائے وہ لاعن پر حرام موبد ہو جاتی ہے۔ ۳۔ بنا بر مشہور جس عورت کو تین مرتبہ بائن طلاق دی جائے اور دوبارہ محلل کے ذریعہ رجوع کیا جائے نویں بار حرام مؤبد ہو جاتی ہے۔ ۴۔ وہ عورت جس سے کسی شخص نے عمداً و علماً حالت احرام میں نکاح کیا ہو بنا بر مشہور وہ حرام مؤبد ہے۔ ۵۔ وہ لڑکا جس سے نعوذ باللہ کسی نے بدفعلی کی ہو اسکی ماں، دادی، نانی، بہن اور بیٹی وغیرہ اور پوتی و نواسی اس شخص پر حرام مؤبد ہو جاتی ہیں۔ ۶۔ وہ شوہر دار عورت جس سے کسی نے زنا کیا ہو وہ زانی پر حرام مؤبد ہے۔ ۷۔ اگر شوہر دار عورت سے عمداً و علماً نکاح کیا جائے تو وہ حرام مؤبد ہو جاتی ہے۔ ۸۔ جس عورت کی ماں سے زنا کیا ہو وہ عورت اس زانی پر حرام مؤبد ہوتی ہے۔

۹۔ نو سال کی عمر مکمل ہونے سے پہلے اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جماع کرے اور اس کی وجہ اس کا افضاء ہو جائے تو اس سے ہمیشہ کے لیے مباشرت حرام ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ جس عورت سے عدت رجعی میں عمداً نکاح کیا جائے یا اس سے زنا کیا جائے وہ بھی ناکح اور زانی پر حرام مؤبد ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

باب الطلاق

طلاق کا شرعی مفہوم۔ کسی عورت کو حبالہ عقد سے خارج کرنے اور اس معاہدہ کے توڑنے کو جو نکاح کے وقت ہوا تھا کو طلاق کہا جاتا ہے اور یہ گاجر مولی کی خریداری یا گڈے گڈی کا کھیل نہیں ہے کہ یونہی واقع ہو جائے بلکہ مذہب حق شیعہ خیرالبریہ میں جو کہ دین اسلام کی حقیقی تصویر ہے طلاق کے ایسے کڑے شرائط ہیں کہ جب تک ان کو مدنظر نہ رکھا جائے تب تک طلاق واقع ہوتی ہی نہیں ہے۔ جو کہ درج ذیل میں یوں کہنا صحیح ہوگا کہ طلاق کے کچھ ارکان ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مطلق۔ (طلاق دینے والا) ۲۔ مطلقہ۔ (جس کو طلاق دی جارہی ہے)۔ ۳۔ صیغہ ، طلاق ۴۔ اشہاد (گواہ مقرر کرنا) ان ارکان اربعہ کی کچھ تفصیل و توضیح یوں ہے۔

مطلق۔ (طلاق دہندہ کی شرائط) اسکی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ بلوغ۔ دس سال سے کم عمر کے بچے کی طلاق تو بالاتفاق درست نہیں ہے البتہ دس سالہ طفل ممیز کی طلاق کی صحت میں اختلاف ہے متاخرین میں مشہور یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے اگرچہ صحت والا قول قوت سے خالی نہیں ہے مگر احوط یہ ہے کہ قول مشہور کے مطابق عمل کیا جائے۔

۲۔ عقل۔ لہذا جنون اور نشہ اور بے ہوشی کی حالت میں طلاق دینا صحیح نہیں ہے بے شک ولی شرعی نابالغ بچہ کا عقد کر سکتا ہے لیکن طلاق وہ بھی نہیں دے سکتا۔ ہاں البتہ جو بچہ بحالت جنون بالغ ہوا ہو اس کا ولی اسکی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے جبکہ بچے کی اس میں مصلحت ہو

۳۔ اختیار۔ لہذا اگر کوئی کسی کو جان، ناموس یا مال کی دھمکی دے اور وہ دھمکی اس کے لئے یا سکے متعلقین کے لیے مضر ہو اور وہ دفع ضرر سے عاجز ہو اور دھمکی دینے والا دھمکی پر عمل درآمد بھی کر سکتا ہو تو اس صورت میں مجبور و مکروہ آدمی کی دی گئی طلاق صحیح نہ ہوگی بلکہ باطل متصور ہوگی۔

۴۔ قصد۔ یعنی طلاق دینے والا اپنے قصد و ارادے سے اور طلاق کی نیت سے طلاق دے۔ ورنہ دوسرے معاملات کی طرح طلاق درست نہ ہوگی۔

sibtain.com

مطلقہ کی شرائط۔

اس میں پانچ شرطیں ہیں۔

۱۔ وہ عورت اپنی بیوی ہو۔ لہذا مملوکہ یا کسی اجنبیہ عورت کو طلاق نہیں دی جاسکتی۔

۲۔ وہ نکاح دائمی ہو۔ لہذا متعہ عورت کو طلاق نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ طہر جس میں شوہر نے مباشرت نہ کی ہو۔ لہذا اس طہر میں جس میں شوہر عورت سے جماع کر چکا ہو طلاق نہیں دی جاسکتی اس کے لئے اگلے طہر کا انتظار کرنا پڑے گا۔ البتہ یہ شرط حاملہ اور چھوٹی بیوی یعنی نابالغہ، یائسہ اور مسترابہ میں نہیں ہے۔

نیز شوہر کے حاضر نہ ہونے کی صورت میں بھی یہ شرط ساقط ہو جائیگی جس کی تفصیل آرہی ہے انشاء اللہ۔ مخفی نہ رہے مسترابہ سے مراد وہ عورت ہے جس کو کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو جب کہ سن وسال کے اعتبار سے آنا چاہیے ہاں بنا بر مشہور مقاربت کے تین ماہ بعد اسے طلاق دی جاسکتی ہے

۴۔ عورت معین ہو۔ جب طلاق دینے والے شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو پھر عورت کو نام یا اشارہ سے معین کر کے طلاق دینا ضروری ہے ورنہ طلاق صحیح نہ ہوگی۔

۵۔ حیض ونفاس سے پاک ہو۔ یہ شرط اس صورت میں ہے کہ جب عورت مدخولہ ہو اور شوہر حاضر ہو لہذا اگر عورت غیر مدخولہ ہو یا شوہر حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو تو پھر حیض ونفاس میں بھی طلاق درست ہے۔

شوہر کے غائب ہونے کے مسائل

مسئلہ ۱۔ اگر کوئی شوہر اس طرح غائب ہے کہ اپنی زوجہ کی حالت معلوم نہیں کرسکتا تو پھر یہ شرط ساقط ہے لیکن اگر شوہر مباشرت کرے پھر سفر پر چلا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے احوط یہ ہے کہ طلاق اس قدر انتظار کرے کہ اس کو طہر کا علم یا ظن حاصل ہو جائے۔ مزید احتیاط اس میں ہے کہ تین ماہ تک انتظار کرے۔

مسئلہ۲۔ اگر شوہر طہر میں جماع نہ کرے اور غائب ہو جائے تو پھر طلاق دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ فی الواقع حیض و نفاس میں بھی واقع ہو۔

مسئلہ۳۔ اگر شوہر عورت کے پاس ہو حاضر تو ہو لیکن اس کے کوائف معلوم نہ کر سکتا ہو تو وہ بمنزلہ غائب کے متصور ہو گا یا اگر غائب ہو مگر اسکے کوائف معلوم کر سکتا تو وہ بمنزلہ حاضر کے متصور ہو گا۔

صیغہ

جب تک لفظ "طلاق" کے ساتھ صیغہ طلاق جاری نہ کیا جائے تب تک طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہ کہ صیغہ بھی کسی لاحقہ کے ساتھ ہو جیسے فلانہ طالق یا انت طالق یا ھذہ طالق وغیرہ نیز یہ صیغہ منجز ہونا ضروری ہے۔ کسی شرط یا صفت پر معلق نہ ہو۔ نیز حتی الامکان عربی زبان میں ہونا ضروری ہے نیز بحالت اختیاری کتابت و تحریر سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

sibtain.com

اشہاد

دو عادل گواہوں کے سامنے صیغہ طلاق جاری ہونا ضروری و لازمی شرط ہے ورنہ طلاق بے معنی ہوگی اور درست نہ ہوگی۔ واللہ العالم۔

اقسام طلاق

بنیادی طور پر طلاق کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ طلاق بدعت اور ۲۔ طلاق سنت۔

۱۔ طلاق بدعت۔ اگر مندرجہ ذیل ارکان میں سے کسی رکن یا شرائط میں سے کسی شرط کا فقدان ہو جائے تو یہ طلاق بدعت کہلاتی ہے جو شرعاً واقع نہیں ہوتی۔ اور اگر بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق بھی ہے تو بدعت لیکن اس صورت میں ایک طلاق منعقد ہو جاتی ہے اور دو فضول قرار پاتی ہیں۔

﴿طلاق سنت﴾

جوطلاق شرائط کے مطابق ہو وہ طلاق سنت کہلاتی ہے پھر اسکی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بائن اور ۲۔ رجعی۔

طلاق بائن۔ وہ طلاق جس میں رجوع نہ ہوسکتا ہو وہ طلاق بائن کہلاتی ہے جیسے۔

۱۔ غیر مدخولہ کی طلاق۔ ۲۔ نابالغہ کی طلاق۔ ۳۔ یائسہ کی طلاق۔ ۴۔ طلاق خلع۔ ۵۔ مبارات۔ ۶۔ دوبار رجوع کے ساتھ تیسری بار یا کنیز میں ایک رجوع کے ساتھ دوسری طلاق بائن طلاقیں متصور ہوتی۔

ایضاح۔ طلاق بائن کبھی تو عدت کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی بغیر عدت کے جیسے غیر مدخولہ، نابالغہ اور یائسہ کی طلاق بائن بغیر عدت کے ہوتی ہے اور باقی میں عدت ہوتی ہے۔

sibtain.com

طلاق رجعی۔ اس طلاق میں عدت کے دوران رجوع ہوسکتا ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ رجعی عدی اور ۲۔ رجعی غیر عدی تفصیل حسب ذیل ہے۔

رجعی عدی۔ شوہر مقررہ شرائط کے ساتھ طلاق دے پھر رجوع کر کے اس سے مقاربت کرے اور اگلے طہر میں پھر طلاق دے دے اور عدت کے دوران رجوع کرے اور پھر طلاق دے دے تو اب تیسری طلاق بائن ہوگی اور حلال ہونے کے لیے محلل کی ضرورت ہوگی اس طرح یہ عورت اپنے شوہر پر حلال ہو جائیگی اور یہ شخص اگر پھر اسے جماع کے بعد اگلے طہر میں طلاق دے دے اور پھر رجوع کر کے مقاربت کرے پھر طلاق دے دے اور پھر یہ رجوع کر کے مقاربت کرے اور اگلے طہر میں پھر چھٹی بار طلاق دے دے تو پھر طلاق بائن ہو جائیگی اور پھر محلل کی ضرورت ہوگی تب پہلے شوہر پر حلال ہوگی اور پھر اگر پہلا شوہر اس سے جماع کرنے کے بعد اگلے طہر میں طلاق دے دے پھر عدت کے دوران رجوع کرے اور پھر جماع کے بعد آٹھویں بار طلاق دے دے او راگلے طہر میں رجوع کے مقاربت کرے اور اس سے اگلے طہر میں پھر نویں بار طلاق دے دے تو

اب نہ صرف یہ بائن طلاق ہوگی بلکہ عورت حرام مئوبد ہو جائے گی۔

طلاق رجعی غیر عدی۔ یہ بھی رجعی عدی کی طرح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ یہاں شوہر ہر طلاق کے بعد رجوع نہیں کرتا بلکہ عدت گذارنے کے بعد از سر نو نکاح کرتا ہے اور اس طرح تین بار طلاق دیتا ہے اور جب تیسری بار بائن ہو جاتی ہے تو محلل کے ذریعہ اسے حلال کرتا ہے اور پھر عدت گذارنے کے بعد نیا نکاح کرتا ہے چھٹی بار پھر محلل کی ضرورت ہوگی اور اگر پھر اسی طرح دو بارہ طلاق دے اور پھر نکاح کرے تو نویں بار پھر محلل کی ضرورت ہوگی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور ہر تیسری بار محلل کی ضرورت پیش آئے گی مگر یہاں حرمت ابدی نہیں اور یہی طلاق رجعی عدی اور طلاق رجعی غیر عدی میں فرق ہے۔

عدت

sibtain.com

۔عورت کو طلاق اور شوہر کی وفات کے بعد کچھ مدت کے لیے اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھنا پڑتا ہے۔ اسے عدت کہتے ہیں۔

طلاق کی عدت

طلاق کی عدت گذارنا غیر مدخولہ، یائسہ اور نابالغہ کے علاوہ ہر عورت کے لیے ضروری ہے اور طلاق کی عدت صیغہ طلاق جاری ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے اگر چہ زوجہ کو علم نہ بھی ہو۔

عدت کی مدت

آزاد عورت جبکہ مدخولہ اور مستقیمۃ الحیض ہو اسکی مدت تین طہر ہے ایک وہ جس میں طلاق واقع ہوئی ہے اور اسکے بعد جب دوبارا اسے حیض آئے گا تو دوسرے کے بعد تیسرے طہر میں عدت ختم ہو جائیگی اور اگر عورت مسترابہ ہے یعنی کسی بیماری کی وجہ سے اسے حیض نہیں آتا تو اسکی عدت تین ماہ قمری ہے اور اگر حاملہ عورت کو طلاق ہو جائے تو اسکی مدت عدت وضع حمل ہے اس کے بعد ختم ہو

جاتی ہے اگر چہ دو دن کے بعد بچہ متولد ہو جائے اور اگر تین ماہ تک بھی وضع حمل نہ ہو تو پھر بھی وضع حمل کے بعد ہی عدت ختم ہو گی۔

متعہ والی عوت کی عدت

متعہ کی مدت ختم ہونے کے بعد اسکی عدت دو طہر ہے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو پھر سینتالیس دن ہے اور اگر حاملہ ہے تو پھر وضع حمل ہے۔

عدت وفات؟

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ خبر وفات سے لے کر چار ماہ دس دن تک عدت وفات گذارے گی اور حاملہ ہونے کی صورت میں چارہ ماہ دس اور وضع حمل میں سے جو مدت زیادہ ہوگی اس کا اعتبار کیا جائے گا اس دوران عورت نہ زینت کرے گی اور نہ ہی خوشبو استعمال کریگی ۔شریعت میں ''حداد'' کہا جاتا ہے۔واضح رہے کہ جس عورت کا شوہر کافر ہو جائے وہ بھی عدت وفات گذارے گی اور اسکے بعد فارغ ہو جائیگی اور بنا بر مشہور کنیز میں عدت وفات دو ماہ پانچ دن ہے۔

sibtain.com

مطلقہ رجعیہ کے احکام؟

رجعی طلاق میں عدت کے دوران مرد یا عوت کا نان ونفقہ واجب ہوتا ہے اور وہ اسکی بہن سے شادی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ابھی اسکی زوجہ کے حکم میں ہے اور وہ اسے گھر سے بھی نہیں نکال سکتا۔

رجوع کرنے کا طریقہ

طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر شوہر کو جو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے وہ قول سے بھی ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی جیسے اس سے مباشرت کرے یا شہوت سے اسے چھوئے یا اس کا بوسہ لے اور یہ سب کچھ بھول کر نہ کرے بلکہ جان بوجھ کر بقصد رجوع کرے تو اس سے رجوع ثابت ہو جائے

گا اور طلاق ختم ہو جائے گی۔

﴿مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کے احکام؟﴾

اگر شوہر گم ہو جائے اور پتہ نہ ہو کہ مر گیا ہے یا زندہ ہے تو اس صورت میں سب سے بہتر یہی ہے کہ حاکم شرع کی طرف رجوع کیا جائے اور اسکے حکم سے چار سال تک اسے تلاش کیا جائے گا اگر مل جائے تو فبھا ورنہ حاکم شرع اسے طلاق کا صیغہ جاری کر کے فارغ کر دے گا اور عورت عدت وفات گذارے گی بعد ازاں آزاد ہو جائیگی۔

﴿طلاق کی بعض دیگر اقسام کا بیان﴾

مخفی نہ رہے کہ طلاق بائن کی دو اور مخصوص قسمیں بھی ہیں۔

۱۔خلع اور ۲۔مبارات۔

sibtain.com

۱۔طلاق خلع؟ جہاں عورت شوہر کو کسی بھی وجہ سے مثلاً اسکی بدصورتی یا بدخلقی کی وجہ سے پسند نہ کرتی ہو اور وہ حاکم شرع سے رجوع کر کے اپنا حق مہر یا اس سے بھی زیادہ رقم دے کر طلاق حاصل کرے تو اسے خلع کہتے ہیں۔

۲۔طلاق مبارات۔ جب دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہوں اور عورت زرمہر دے کر طلاق لے اس طلاق میں مرد حق مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہاں ناپسندیدگی دونوں طرف سے ہے۔ واضح رہے کہ ان طلاقوں میں بھی طلاق کے وہی عمومی شرائط معتبر ہیں جو پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔

﴿باب الظہار﴾

اپنی بیوی کو مخصوص شرائط کے ساتھ کسی نسبی یا علی الاظہر رضاعی محرم عورت جیسے ماں، بہن اور بیٹی وغیرہ کی پشت یا کسی دیگر عضو سے تشبیہ دینا ظہار کہلاتا ہے۔ اسکی وجہ سے اپنی بیوی سے مقاربت حرام ہو جاتی ہے اور کفارہ ادا کیئے بغیر حلال نہیں ہوتی اور یہ کفارہ ماہ رمضان کا روزہ توڑنے والا

کفارہ ادا کئے بغیر مجامعت کی گئی تو ایک اور کفارہ واجب ہو جائے گا۔

ظہار کے شرائط۔ ظہار فی نفسہ حرام ہے۔ لیکن درج ذیل شرائط کے ساتھ متحقق ہو جاتی ہے۔

۱۔ بنابر مشہور بلوغ ۔۲۔ عقل ۔۳۔ قصد ۔۴۔ اختیار ۔۵۔ غیظ وغضب کی حالت میں نہ ہو۔ ۶۔ بیوی منکوحہ سے ہو نہ کہ متعہ یا مملوکہ سے ۔ ۷۔ عورت ایام حیض ونفاس میں نہ ہو۔ ۸۔ اور اگر حیض میں نہ ہو تو اس طہر میں اس سے مباشرت نہ کی ہو ۔ ۹۔ دو عادل گواہوں کے روبرو ظہار کیا جائے ۔ ۱۰۔ عورت مدخولہ ہو۔ ۱۱۔ بنابر مشہور صیغہ ظہار منجز ہو مشروط نہ ہو

﴿ظہار کے متفرق مسائل﴾

مسئلہ ۱۔ اگر شوہر ظہار شدہ عورت کو طلاق رجعی دے کر رجوع کرے تو اس سے ظہار کا کفارہ ساقط نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اس صورت میں رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت ختم ہو جائے اور بعد از اں اس سے عقد جدید کرے تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

sibtain.com

مسئلہ ۲۔ اگر ظہار کرنے کے بعد مرد کفارہ ادا کر کے رجوع نہ کرے تو عورت حاکم شرع سے رجوع کریگی جو شوہر کو تین ماہ کی مہلت دے گا کہ یا تو کفارہ ادا کر کے حق زوجیت ادا کرے یا طلاق دے کر اسے فارغ کرے۔

باب الایلاء

شوہر اگر قسم کھائے کہ وہ اپنی زوجہ سے مباشرت نہیں کرے گا تو یہ۔ ایلاء کہلاتا ہے اور اسکی کچھ شرائط ہیں۔ ا۔ عقل ، بلوغ، قصد اور اختیار۔ ۲۔ قسم یعنی اللہ تعالی کے ذاتی یا صفاتی نام کے ساتھ کھائی جائے۔ ۳۔ مقصد عورت کو ضرر پہنچانا ہو۔ ۴۔ ہمیشہ کی قسم ہو یا کم از کم چار ماہ سے زائد مدت کی۔ ۵۔ زوجہ منکوحہ دائمی ہو۔

۶۔ مدخولہ ہو۔

(ایلاء کے مسائل واحکام؟)

مسئلہ ا۔ ایلاء کا شرعی حکم یہ ہے کہ یا تو عورت اس مصیبت پر صبر کرے یا پھر حاکم شرع کی طرف رجوع کرے جو اسکے شوہر کو دو باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا کہ یا تو کفارہ دے کر حقوق زوجیت ادا کرے یا اسے طلاق دے کر فارغ کرے۔

مسئلہ ۲۔ اگر شوہر ایسی عورت کو طلاق دے کر رجوع کرے تو اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا البتہ اگر طلاق کے بعد رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت گذر جائے اور پھر عقد جدید کرے تو کفارہ ساقط ہو جائے گا

مسئلہ ۳۔ قسم کا کفارہ پہلے گذر چکا ہے کہ بنا بر مشہور دس آدمیوں کو کپڑا پہنانا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ۔ یا تین روزے رکھنا۔

sibtain.com

باب اللعان

جب شوہر اپنی زوجہ پر زنا کی تہمت لگائے اور پیدا ہونے والے بچے کو اپنا بیٹا تسلیم نہ کرے اور پھر زنا کو ثابت نہ کر سکے یہاں تک کہ باہمی لعنت کرنے تک نوبت پہنچ جائے تو یہ فعل لعان کہلاتا ہے۔

اس لعان کے واقع ہونے کے کچھ شرائط ہیں

۱۔ شوہر زنا کا چشم دید دعویٰ کرے جب کہ عورت انکار کرے۔ ۲۔ شرعی چار گواہ موجود نہ ہوں۔ ۳۔ زوجہ دائمی ہو۔ ۴۔ زوجہ گونگی نہ ہو۔ ۵۔ دونوں عاقل و بالغ ہوں۔ ۶۔ حاکم شرع کے سامنے لعان واقع ہو۔

لعان کا طریقہ

پہلے مرد چار بار اللہ کی قسم کھا کر اپنی بات کو سچا قرار دے اور پانچویں بار کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اور پھر عورت چار بار اللہ کی قسم کھا کر شوہر کو جھوٹا قرار دے اور پانچویں بار کہے اگر یہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

sibtain.com

لعان کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۔ امکانی صورت میں لعان حتی الوسع عربی میں ہو تو بہتر ہے مجبوری کی صورت میں دوسری زبان میں بھی ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۔ ملاعنہ کے فوراً بعد نکاح فسخ ہو جائے گا اور وہ ایک دوسرے پر حرام مؤبد ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۳۔ شوہر سے قذف اور عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائیگی۔

مسئلہ ۴۔ وہ بچہ اس باپ کا نہیں رہے گا البتہ ماں کے ساتھ ماں بیٹے والے احکام لاگو ہونگے۔

باب الصید ولذباحۃ

ذبح کے مسائل واحکام؟ مخصوص شرائط کے تحت کسی جانور کے ساتھ ایسا عمل کرنا کہ جس سے اسکی موت واقع ہو جائے اور مرنے کے بعد وہ حلال یا پاک ہو جائے ذبح کہلاتا ہے۔

واضح رہے کہ کتے اور سور کو چھوڑ کر (جو کہ نجس العین ہیں) باقی ہر جانور شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے البتہ جو حلال گوشت جانور ہیں ان کا کھانا بھی حلال ہو جاتا ہے جبکہ باقی کا کھانا جائز نہیں ہوتا البتہ انکا چمڑا وغیرہ دوسرے مشروط بالطہارت کاموں میں استعمال ہو سکتا ہے

ذبح کی شرائط حسب ذیل ہیں

sibtain.com

۱۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ اگرچہ ممیز بچہ یا عورت ہی ہو طاہر ہو یا غیر طاہر بالغ ہو یا نابالغ۔ ختنہ شدہ ہو یا غیر مختون۔ اندھا ہو یا بینا غرضیکہ اس کا ذبح جائز ہے۔ مخفی نہ رہے کہ ذابح میں عدالت یا تشیع کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ اس کا صرف مسلمان ہونا کافی ہے بشرطیکہ نصب وعداوت اہلبیت یا غلو وتفویض کے بدعقیدہ کی وجہ سے محکوم بہ کفر وشرک نہ ہو۔

۲۔ زیر گردن سے اس طرح ذبح کیا جائے کہ ذبیحہ کی چار بڑی رگیں کٹ جائیں ان چار رگوں کے صحیح کٹنے کی علامت یہ ہے کہ گھنڈی سر کی طرف ہو۔

۳۔ بحالت اختیاری لوہے کے آلے سے ذبح کرنا اور مجبوری کی حالت میں کوئی بھی تیز دھار والی شئے کافی ہے۔

۴۔ ذبح کے وقت خداوند عالم کا نام لیا جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ لفظ اللہ کے ساتھ کوئی تعظیمی لفظ بھی شامل کیا جائے جیسے بسم اللہ اللہ اکبر یہی حکم ذبح اور شکار کا ہے صرف لفظ اللہ پر اکتفا کرنے میں اشکال ہے۔

۵۔ جانور کا پیٹ، سینہ اور پیر عرفاً قبلہ کی طرف ہوں اور بہتر یہ ہے کہ ذابح خود بھی روبقبلہ ہو البتہ

مجبوری میں یہ شرط ساقط ہو جاتی ہے۔

۶۔ گردن کے نیچے سے ذبح کیا جائے لہذا اگر پس گردن سے ذبح کیا جائے تو جائز نہ ہوگا۔

۷۔ اگر ذبح کے وقت جانور کا زندہ ہونا یا مردہ ہونا مشکوک ہو تو ذبح کے صحیح ہونے اور اسکے گوشت کے حلال ہونے کے لیے اس کا کچھ حرکت کرنا اگرچہ دم ہلائے یا آنکھ گھمائے ضروری ہے ورنہ حرام متصور ہوگا۔

۸۔ ذبح کے وقت خون جوش مار کر نکلے اور اگر سرے سے خون نہ نکلے یا دھار مار کر نہ نکلے تو جانور حلال متصور نہ ہوگا۔

وضاحت۔ مندرجہ بالا پہلی دو شرطیں تو قطعی ہیں کہ اگرچہ بھول کر یا غفلت سے ترک ہو جائیں تو ذبیحہ مردار متصور ہوگا۔ البتہ باقی شروط اگر بھول کر ترک کی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر عمداً ترک جائیں تو پھر ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔

sibtain.com

واضح رہے کہ اللہ کا نام بھی اگر عمداً یا جہالت کی وجہ سے ترک ہو جائے تو پھر ذبیحہ حرام ہے اور اگر بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو حلال ہے۔ فتدبر۔

﴿نحر کا بیان﴾

اونٹ کے تزکیہ کے لیے شرع اقدس نے نحر مقرر کیا ہے لہذا اگر اسے ذبح کیا جائے اور وہ مر جائے تو وہ حرام متصور ہوگا اور نحر کا طریقہ یہ ہے کہ چار رگیں کاٹنے والی شرط کے علاوہ باقی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے اونٹ کو روبقبلہ کر کے بٹھا کر یا لٹا کر گردن اور سینہ کے درمیان والے گڑھے میں نیزہ یا چھرا گھونپا جائے بعد ازاں جان نکلنے پر اونٹ حلال اور مزکی شمار ہوگا۔

واضح رہے کہ اگر اونٹ کو ذبح اور دوسرے جانور کو نحر کیا جائے تو وہ حرام متصور ہونگے۔ ہاں البتہ اگر ہنوز ان میں کچھ رمق حیات باقی ہوں تو اونٹ کو نحر اور دوسرے جانور کو ذبح کر لیا جائے تو حلال ہو جائیں گے۔

﴿ذبح کے مسائل متفرقہ؟﴾

مسئلہ۱۔ جو جانور کنویں وغیرہ میں گر جائے اور مرنے والا ہو تو اسے تیز دھار آلے سے ایسا زخم لگانا جس سے کہ وہ مر جائے کافی ہے یہاں چار رگیں کاٹنے والی شرط ساقط ہے لیکن باقی شرطوں کا حتی الامکان خیال رکھا جائے گا۔

مسئلہ۲۔ جو جانور ایسی حالت میں ہے کہ اگر اسے ذبح نہ کیا گیا تو پھر بھی مر جائے گا اس کا حالت زندگی میں ذبح کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ۳۔ ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے اگر مکمل بچہ مردہ حالت میں نکلے تو وہ حلال متصور ہوگا بشرطیکہ اس کی موت اسکی ماں کے ذبح کے نتیجے میں واقع ہوئی ہو اور وہ شکم مادر سے مردہ برآمد ہو۔ اور اگر زندہ برآمد ہو تو پھر ذبح کے بغیر حلال نہ ہوگا۔

sibtain.com

﴿شکار کے احکام؟﴾

ذبح کے علاوہ بھی بعض جانور شکار سے حلال ہو جاتے ہیں بشرطیکہ شکار شرعی شرائط کے مطابق ہو اور شکار سے صرف وحشی اور جنگلی جانور حلال ہوتا ہے شکار تین طرح سے ہوتا ہے

﴿شکار کے اقسام﴾

۱۔ کتے سے۔ ۲۔ شکاری پرندہ سے اور۔ ۳۔ ہتھیار سے۔

﴿کتے کے ذریعہ سے شکار﴾

اسکی درج ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ کتا سدھایا ہوا ہو جس کا معیار یہ ہے کہ جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو چلا جائے اور جب روکیں تو رک جائے اور اسے شکار کھانے کی عادت نہ ہو بلکہ مالک کے لیے پکڑے اور روکے۔ ۲۔ کتا چھوڑنے والا ذبح کی طرح مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم میں ہو جیسے طفل ممیز

۳۔ چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اگر جان بوجھ کر یا جہالت کی وجہ سے اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شکار حرام متصور ہوگا۔ ۴۔ بقصد شکار کتا چھوڑا جائے۔ لہذا اگر خود بخود چھوٹ جائے یا کسی اور مقصد کے لیے چھوڑا جائے اور وہ اتفاقاً شکار کو پکڑے تو حلال نہ ہوگا۔ ۵۔ شکار کی موت کتے کے زخم لگانے کی وجہ سے واقع ہو اگر وہ کسی اور وجہ سے مر جائے تو حلال نہ ہوگا۔ ۶۔ جب شکار پر پہنچیں تو وہ پہلے مر چکا ہو یا ہنوز زندہ ہو مگر ذبح کی مہلت نہ ملے کہ وہ مر جائے ورنہ اس کا ذبح کرنا واجب ہوگا اس کے بغیر اس کا کھانا حلال نہ ہوگا۔ ۷۔ شکار میں کافر کا کتا یا ایسے مسلمان کا کتا شریک نہ ہو جس کے مالک نے جہلاً یا قصداً اللہ کا نام نہ لیا ہو انکا مشترکہ مارا ہوا شکار حلال نہ ہوگا۔ ۸۔ جانور کا شکار جو حلال ہے فقط سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایضاح۔ جس جگہ شکار کو کتے نے زخم لگایا ہو اس جگہ کا پاک کرنا واجب ہے۔

sibtain.com

شکاری پرندہ یعنی باز و شکرہ وغیرہ کے ساتھ شکار کا بیان

ان پرندوں کے ساتھ شکار کرنے کا شرعی قانون یہ ہے کہ ان کا مارا ہوا حلال گوشت پرندہ حلال نہیں ہے۔ اگرچہ انہیں بسم اللہ پڑھ کر بھی چھوڑا جائے۔ کیونکہ یہ صرف کلب معلم کے ساتھ مخصوص ہے ہاں البتہ ان کا شکار کردہ پرندہ تب حلال ہوتا ہے کہ آدمی زندہ شکار پر پہنچ جائے اور اسے شرعی طریقہ پر ذبح کرے ورنہ وہ مردار متصور ہوگا۔ واللہ العالم

ہتھیار سے شکار کرنا

چند شرائط کے ساتھ ہتھیار سے مارا ہوا شکار بھی حلال ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ شکاری مسلمان ہو۔

۲۔ اللہ کا نام لے کر ہتھیار چلائے جیسا کہ ذبح میں ذکر ہوا ہے۔

۳۔ جانور کو ذبح کرنے کی مہلت نہ ملے

۴۔ شکار کرنے کا ہتھیار تیز دھار ہو جیسے نیزہ یا تیر اگرچہ لوہے کا نہ ہو۔ لہذا لکڑی یا پتھر سے مارے

گئے جانور پر شکار کا حکم لاگو نہ ہوگا۔

نوٹ۔ موجود دور کی بندوق اور گولی کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا اس پر ہتھیار سے شکار والے احکام عائد ہوتے ہیں یا نہ؟ اگرچہ بعض اعلام نے فرمایا ہے کہ جب بندوق چھروں والی ہو اور شکار کے لیے ہی بنائی جائے اور چھرے باریک بھی ہوں تو اس کا مارے ہوئے شکار کا حلال ہونا بعید نہیں ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ اگر تو ایسے شکار کو مرنے سے پہلے ذبح کر لیا جائے۔ تو ٹھیک ورنہ اس کے کھانے سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ چھرے بالعموم گول ہوتے ہیں نوکدار نہیں ہوتے جو صرف بارود کے زور سے جسم میں گھستے ہیں ورنہ نوکدار نہ ہونے کی وجہ سے ان میں نفوذ کی استعداد نہیں ہوتی۔ واللہ العالم۔

مچھلی اور ٹڈی کا تزکیہ؟

sibtain.com

مچھلی کا تذکیہ دو طرح ہوتا ہے۔ ا۔ اسے زندہ حالت میں پانی سے پکڑا جائے اور وہ باہر آکر مرے ۔۲۔ پانی سے باہر آنے اور مرنے سے پہلے اسے قبضہ میں لیا جائے۔ مخفی نہ رہے کہ مچھلی کے پکڑنے والے کے لیے اسلام یا خدا کا نام لینے کی شرط نہیں ہے لہذا اگر اسے کوئی کافر بھی پانی سے زندہ پکڑے تو یہ ہر اس شخص کے لیے حلال ہوگی جسے اس بات کا علم ہو کہ کافر نے اسے زندہ پکڑا ہے اور جدا ازاں مری ہے اور ٹڈی کا بھی یہی تذکیہ ہے کہ اسے ہاتھ سے یا کسی آلہ سے زندہ پکڑا جائے۔ (واللہ العالم)

ایضاح۔ ٹڈی سے مراد ٹڈی دل ہے جسے عربی میں جراد کہتے ہیں جو پرے باندھ کر نباتات وغیرہ پر حملہ کرتی ہے۔

باب الاطعمہ والاشربہ

اسلام کے ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس میں ہر ہر شعبہ زندگی کے بارے میں جامع ہدایات موجود ہیں۔ انہی شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ خورد و نوش کا بھی ہے اس کے بارے میں اسلام نے کچھ قواعد و ضوابط مقرر کیے ہیں اور بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیا ہے۔ سو مخفی نہ رہے کہ تین قسم کے جانور کھائے جاتے ہیں۔

۱۔ بحری جانور۔ ۲۔ بری چوپائے۔ ۳۔ پرندے۔ ذیل میں تینوں قسموں کے مختصر احکام بیان کیے جاتے ہیں۔

خشکی کے حلال و حرام چوپائے

چوپایوں میں وہ تمام سمدار چوپائے جن کے پیر بکری کی طرح ہوتے ہیں وہ حلال ہیں سوائے خنزیر کے اور جن کے سم گھوڑے کی طرح ہوتے ہیں وہ مکروہ ہیں اور جتنے بھی چوپائے ناخن دار ہوتے ہیں وہ حرام ہیں۔ واضح رہے کہ ہاتھی اور گینڈا جو بظاہر سمدار ہیں وہ اس ذیل میں نہیں آتے کیونکہ ان کے سم نما متعدد ناخن ہوتے ہیں جو بظاہر سم معلوم ہوتے ہیں لہذا وہ حرام ہیں۔ اور اونٹ کے دو الگ الگ سم ہیں لہذا وہ حلال ہے۔ اسی طرح گائے بھینس، بھیڑ، بکری اور بز کوہی نیل گائے اور ہرن بارہ سنگا حلال ہیں۔ اور گھوڑا وغیرہ مکروہ جانور ہیں اور ہر قسم کے درندے اور گیدڑ، لومڑ، بجو اور بلی، چوہے وغیرہ نیز تمام مسوخات حرام ہیں۔

حلال و حرام پرندے؟

۱۔ کبوتر بجمیع اقسامہ۔ ۲۔ فاختہ بجمیع اقسامہ۔ ۳۔ چڑی بجمیع اقسامہ۔ ۴۔ لالی بجمیع اقسامہ۔ ۵۔ تلیر و تیتر بجمیع اقسامہ۔ ۶۔ بٹیر بجمیع اقسامہ۔ ۷۔ مرغابی بجمیع اقسامہ۔ ۸۔ بطخ بجمیع اقسامہ۔ ۹۔ اور مرغ بجمیع اقسامہ حلال ہیں ان کے علاوہ جو مشہور پرندے حرام ہیں وہ یہ ہیں

۱۔ گدھ، شاہین، کوا، چمگادڑ، مور، باز، شقرہ، طوطا مینا وغیرہ۔

sibtain.com

﴿غیر منصوص جانوروں کی حلت وحرمت کا معیار﴾

واضح ہو کہ جس جانور اور پرندہ کی حلت وحرمت میں کوئی نص نہ ہو اسکے متعلق احادیث میں کچھ علامات مقرر ہیں جن کو مدنظر رکھ کر ان کے حلال وحرام ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ مثلاً حیوان میں یہ ضابطہ ہے کہ جس کے ناخن اور دو لمبے دانت ہوں وہ حرام ہیں اور جو ایسا نہیں ہے وہ حلال ہے ۔اور پرندے میں دو علامتیں ہیں۔ ا۔ جو پرندہ اڑتے وقت پر مار کر اڑے وہ حلال ہے۔ اور جو پر جما کر اڑے وہ حرام ہے اور اختلاف کی صورت میں جو اکثر ہو اس پر عمل کیا جائیگا۔ ۲۔ جس پرندہ میں ان تین علامات میں سے کوئی ایک پائی جائے وہ حلال ہے اور جس میں کوئی ایک بھی نہ پائی جائے وہ حرام ہے۔ وہ علامات یہ ہیں۔ ا۔ پوٹا جس میں دانے جمع ہوتے ہیں جو حلق کے پاس ہوتا ہے۔ ۲ چھٹی۔ پوٹے کے بعد اس میں غذا تحلیل ہوتی ہے۔ ۳۔ خار جو کانٹا سا پرندہ کی ٹانگ کی پچھلی طرف ہوتا ہے اور اگر ان مذکورہ بالا دو علامتوں میں بھی اختلاف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ پہلی علامت کا معیار مقدم ہوگا۔ واللہ العالم۔

sibtain.com

﴿حلال وحرام سمندری مچھلیاں﴾

ہر وہ مچھلی جو چھلکے دار ہو وہ حلال ہے۔ ان چھلکوں کو عرف عام میں سیپ کہتے ہیں۔ باقی تمام مچھلیاں حرام ہیں۔

﴿حلال وحرام حشرات الارض﴾

حشرات میں سے فقط ٹڈی، دل حلال ہے۔ باقی سب حرام ہے۔

﴿کھانے کے متفرق مسائل؟﴾

مسئلہ ا۔ واضح رہے کہ ہر نجس العین اور متنجس شئی کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۔ ہر مضر اور نشہ آور چیز کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۳۔ مٹی کا کھانا بھی علی المشہور حرام ہے۔ لیکن خاک شفاء بقدر چنے کے دانے کے اور وہ بھی بغرض شفاء جائز ہے۔

مسئلہ ۴۔ ہر وہ چیز جو خبیث ہو اور انسانی طبیعت اس سے نفرت کرتی ہو وہ حرام ہے جیسے جوئیں وغیرہ۔

وہ جانور جو اصلاً تو حلال تھے مگر کسی عارضی وجہ سے حرام ہو گئے

وہ جانور حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وہ جانور جس نے خنزیر کا دودھ اس قدر پیا ہو کہ اس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں مضبوط ہو گئی ہوں مگر یہ حکم دیگر نجس العین چیزوں پر لاگو نہیں ہوتا جیسے کافرہ عورت یا کتیا کا دودھ

۲۔ جس جانور سے کسی آدمی نے بدفعلی کی ہو۔ اگرچہ دخول حشفہ کی حد تک ہو اس کا گوشت اور دودھ حرام ہو جاتا ہے۔

sibtain.com

۳۔ وہ جانور جسے انسانی پاخانہ کھانے کی عادت ہو اور وہ اس میں عرفاً بدنام ہو جائے الغرض وہ انسانی فضلہ اس قدر کھائے جس سے اس کا گوشت پوست اگ آئے وہ حرام ہو جائے گا لیکن شرعی استبراء کے بعد حلال ہو جائے گا۔

نوٹ۔ پہلی دو قسموں اور ان کی آئندہ نسل کو بھی حرام سمجھا جائے گا لیکن انسان کی بدفعلی سے قبل ان کے جو بچے پیدا ہو چکے ہوں گے وہ حلال ہوں گے اور ایسے جانور کا شرعی حکم یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے اور اگر یہ فعل بد کرنے والا مالک نہ ہو تو جانور کی قیمت اسکے مالک کو ادا کرے گا اور اس پر شرعی تعزیر بھی جاری کی جائے گی۔

جانور کا استبراء

نجاست خور جانور کو کچھ مدت تک (بند) رکھنا تا کہ اس سے یہ بدنامی اور اسکا اثر زائل ہو جائے اور بنا بر مشہور مچھلی کو ایک دن۔۔ مرغی کو تین دن تک۔ بطخ کو سات دن، بکری کو دس دن، گائے کو تیس

دن اور اونٹ کو چالیس دن تک نجاست سے روکنا اور پاک غذا کھلانا استبراء کہلاتا ہے۔

﴿حلال جانور کے حرام اجزاء کا بیان﴾

حلال جانور میں مندرجہ ذیل اجزاء حرام ہوتے ہیں ۱۔خون ۲۔گوبر ۳۔آلہ تناسل ۴۔خصیہ ۵۔بچہ دانی ۶۔تلی ۷۔مثانہ ۸۔پتہ ۹۔حرام مغز جو پشت کی ہڈی میں ہوتا ہے ۱۰۔خرزہ دماغ جو چنے کے دانے کے برابر وسط دماغ میں ہوتا ہے ۱۱۔آنکھ کا ڈھیلا ۱۲۔حرام مغز کے اردگرد دو زرد پٹھے جو سر سے لے کر دم تک ہوتے ہیں۔ ۱۳۔وہ گول گول غدود جو گرہ نما گوشت میں ہوتے ہیں۔

sibtain.com

﴿باب الوصیہ﴾

عام حالات میں وصیت کرنا مستحب اور مریض کے لیے سنت مؤکدہ ہے اور جس شخص کے ذمہ خالق یا خلق کے کچھ حقوق واجب الاداء ہوں اس پر ان کے بارے میں وصیت کرنا واجب ہے اور جب آثار موت ظاہر ہوں تو پھر ان حقوق و فرائض کی ادائیگی کا وقت تنگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے آدمی اس وقت ادا نہ کر سکے تو اپنے وارثوں کو ان کی اطلاع دینا اور ادائیگی کی وصیت کرنا واجب ہوتی ہے۔

﴿وصیت کے اقسام﴾

وصیت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ تملیکیہ۔ ۲۔ عہدیہ۔

وصیت تملیکیہ۔ کے چار ارکان ہیں۔ ۱۔ صیغہ وصیت۔ خواہ جن الفاظ سے ہو اور نہ بول سکنے کی صورت میں اشارہ سے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ ۲۔ موصی۔ یعنی وصیت کرنے والے میں چھ شرطیں معتبر ہیں۔ ۱۔ بلوغ۔ جبکہ علی الاقویٰ طفل ممیز کی وصیت بھی صحیح ہے ۲۔ عقل۔ ۳۔ اختیار ۔ ۴۔ رشد۔ یعنی سفیہ و احمق نہ ہو۔ ۵۔ حریت۔ یعنی آزاد ہو۔ ۶۔ خودکشی کا مرتکب نہ ہو۔

۳۔ موصی بہ۔ جس چیز کی وصیت کی جائے اس میں دو شرطیں معتبر ہیں۔ ۱۔ وہ مال حلال ہو اور اسکی منفعت بھی جائز ہو۔ ۲۔ اس مال کی مقدار ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو۔

﴿مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ ۱۔ اگر ایک ثلث سے زیادہ کی وصیت کی جائے تو زائد مال میں اسکی صحت۔ وارثوں کی رضا مندی پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۲۔ اس ثلث سے واجبات اور رد مظالم کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کا ثلث مراد ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر کوئی شخص دو قسم کی وصیت کرے تو دوسری وصیت نافذ العمل ہو گی۔

sibtain.com

مسئلہ۴۔ اگر کسی حرام کام کی وصیت کی جائے تو اس پر عمل جائز نہ ہوگا۔

۴۔ موصی لہ۔ یعنی جس کے بارے میں وہ وصیت کی جائے اسکی شرط یہ ہے کہ وہ موجود ہو لہذا آئندہ زمانہ میں متوقع الوجود کے بارے میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے لیکن حمل کے بارے میں وصیت کی جا سکتی ہے۔

﴿وصیت عہدیہ﴾

﴿اسکے تین ارکان ہیں﴾

۱۔ صیغہ۔ ۲۔ موصی۔ ۳۔ موصی بہ۔

(وہ امور جن کی وصیت مقصود ہو مثلاً کفن دفن وغیرہ)۔

اور اگر وصیت پر عمل درآمد کسی خاص شخص کے ذمہ لگایا جائے تو وہ موصی لہ اور چوتھا رکن قرار پائے گا۔ واضح رہے کہ وصیت عہدیہ میں موصی لہ کے لیے قبول کرنا صحت کی شرط نہیں ہے۔

sibtain.com

(وصی کی شرائط) اگر مرنے والا اپنے چھوٹے بچوں کی نگہداشت یا وصیت پر عمل کے لیے کسی خاص شخص کو اپنا وصی بنائے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ پہلی صورت میں افضل و مستحب ہے بہر حال وصی میں چار شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ بلوغ۔ جبکہ وصی تنہا ہو ورنہ دو کی صورت میں ایک کا بالغ ہونا کافی ہے۔

۲۔ عقل۔

۳۔ اسلام۔ جبکہ مرنے والا مسلمان ہو اور اگر وصی مرتد ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی

۴۔ دیانت و امانت۔ الغرض موصی لہ کا ثقہ و امین ہونا کافی ہے۔

﴿مسائل متفرقہ﴾

مسئلہ۱۔ ایک سے زائد آدمیوں کو وصی بنانا جائز ہے۔

مسئلہ۔۲۔وصی بمنزلہ امین کے ہوتا ہے لہذا اگر کوئی مال اس کی کوتاہی کے بغیر ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

مسئلہ۳۔وصی اور موصی۔موصی کی زندگی میں وصیت کو ختم کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۴۔ہر جائز وصیت پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنا حرام ہے

﴿مریض کے مالی تصرف کا بیان﴾

اگر کوئی مریض مرض الموت میں مبتلا ہو تو اقوی یہ ہے کہ وہ اپنے مال میں جس قدر چاہے ہر طرح کا جائز تصرف کر سکتا ہے لیکن احوط یہ ہے کہ اگر ایک ثلث سے زائد مقدار میں تصرف کرنا چاہے تو اپنے ورثہ کو اعتماد میں لے کر ان کو راضی کر لے۔ واللہ العالم۔

﴿پردے کا اہم مسئلہ﴾

sibtain.com

اللہ جل جلالہ۔کا فرمان ہے۔کہ اے مسلمانو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔اس لئے انسان کی حقیقی فلاح اسی میں ہے کہ وہ احکام اسلامی کی اتباع کرے اور خواہ مخواہ کی مادر پدر آزادی کو نام نہاد روشن خیالی کی آڑ میں اپنے لئے جائز نہ بنائے۔آج کل کے اس دور میں پردے جیسی انتہائی اعلیٰ وارفع انسانی قدر کو نام نہاد تعلیم یافتگان کی اکثریت ایک فرسودہ اور دقیانوسی چیز خیال کرتی ہے۔حالانکہ اس حکم شرعی کی اطاعت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ خدائے حکیم وعلیم کا حکم ہے جن انسان نما جانوروں نے شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی اپنا۔شعار بنائی وہ خود اب اس پر پچھتا رہے ہیں لیکن ذلت ورسوائی کے اس بھنور سے نکلنا اب ان کے لیے ممکن نہیں رہا۔

پردہ عورت کی عزت وتکریم کی اعلیٰ ترین قدر ہے لیکن آج کی نام نہاد تعلیم یافتہ عورت خود کو کنیزوں بلکہ حیوانوں کی سطح تک گرانے کو اپنی عزت اور اپنا حق سمجھ رہی ہے سچ ہے کہ شیطان نے انہیں ان کے کرتوت اچھے کر دکھائے ہیں۔قطع نظر پردے کے دیگر لامتناہی حکم ومصالح سے اس کی یہی حکمت ہی کافی ہے کہ یہ زنا سے بہت بڑی رکاوٹ ہے اور اس بھیانک اور فعل قبیح سے بچنے کا ایک

بہترین ذریعہ ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ زنا کے خلاف ایک ڈھال ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے نامحرم کے ساتھ خلوت کی ممانعت اور نامحرم کے جسم کو نہ چھونے کے حکم کے ساتھ ساتھ نامحرم عورت کو دیکھنے پر جو پابندی عائد کی ہے یہ ایک بہت بڑی برائی کے سامنے رکاوٹ کھڑی کی ہے گویا یہ تین حفاظتی دیواریں ہیں جو ایک نازک اور مقدس چیز یعنی عورت کی عصمت کو بچانے کے لیے زنا کے عفریت کے سامنے کھڑی کی گئی ہیں ظاہر ہے جو ان تین باتوں سے مجتنب رہے گا۔ وہ زنا جیسی بدترین لعنت سے محفوظ رہے گا۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم فلانہ کو بیٹی کی نظر سے دیکھتے ہیں یا بہن سمجھتے ہیں لہذا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ہم سے پردہ کرے تو یہ ایک نہایت ہی جاہلانہ اور بے وقوفانہ بات ہے۔ حکم شریعت یہ ہے کہ نامحرم عورت کیطرف دیکھنا فی نفسہ حرام ہے اور کسی نامحرم کو محرم کہنے سے وہ محرم بن نہیں جاتی۔ اسی لئے عورت کو حکم ہے کہ خود کو نامحرم سے چھپائے۔ واضح رہے کہ بے پردگی اور محرم و نامحرم کے مسائل میں امتیاز نہ کرنا ہی وہ سب سے بڑی بے حیائی اور بے غیرتی ہے جو زنا جیسی شیطنت میں گرفتار کروانے کی محرک ہے دعا ہے کہ خداوند عالم محمد وال محمد علیھم السلام کے صدقے بالخصوص جناب صدیقہ کبریٰ وصغریٰ کے صدقے ہمارے معاشرے کے مردوں کو غیرت، حمیت اور عورتوں کی شرم وحیا کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿پردے کے مختلف احکام﴾

عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نامحرم کے سلسلے میں تین باتوں کا خیال رکھے۔

مسئلہ ۱۔ اپنے آپ کو اس سے چھپائے۔ واضح رہے کہ بعض فقہاء نے چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جب کہ حضرت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے نزدیک چہرہ بھی واجبی پردہ میں شامل ہے۔ لہذا عورت پر واجب ہے کہ وہ ہر طرح کے زیب وزینت کو نامحرم پر ظاہر نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر چہرہ کو کھلا رکھنے کی اجازت دے دی جائے تو پھر پردہ کا فلسفہ اور مقصد ہی

کیا رہ جاتا ہے؟؟؟

مسئلہ۲۔نامحرم کیساتھ خلوت کے مقام پر جمع نہ ہو اگرچہ باپردہ ہو کیونکہ ایسے مقام پر تیسرا شیطان ہوتا ہے جو انہیں ورغلاتا ہے۔

مسئلہ۳۔نامحرم آدمی کے جسم کو نہ چھوئے۔واضح رہے کہ نامحرم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس سے عورت کا شرعاً عقد نکاح ہو سکتا ہے۔

وہ صورتیں جہاں عورت کے لئے پردہ کا حکم ساقط ہے

بعض صورتوں میں عورت کے لیے نامحرم سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے وہ یہ ہیں۔

ا۔بہت بوڑھی عورتیں۔جو نہ منہ میں دانت اور نہ پیٹ میں آنت کے مصداق ہوں۔

۲۔جس عورت سے نکاح کرنا ہے اسے ایک نظر دیکھنا جائز ہے۔

۳۔شرعی ضرورت کے تحت مثلاً ڈوبتی عورت کو بچانے کے لیے یا علاج کی غرض سے البتہ یہاں نیت کا پاک ہونا ضروری ہے۔

sibtain.com

نوٹ۔پردے کے موضوع پر بہت عمدہ انداز سے شرح وبسط کے ساتھ کتاب مستطاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ میں حضرت آیۃ اللہ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی نے پرمغز مقالہ تحریر فرمایا ہے شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع فرمائیں۔

ضمیمہ نمبر۲۔بعض جدید مسائل

یہاں بعض جدید مسائل کو انکی افادیت کے پیش نظر اختصاراً واجمالاً تحریر کیا جاتا ہے۔

الکحل کی نجاست وطہارت اور اسکی خرید وفروخت کا حکم؟

اگرچہ شراب بجمیع اقسامہ حرام بھی ہے اور نجس بھی اور اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے مگر الکحل میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ اسکی اصل حقیقت میں اختلاف ہے۔الغرض الکحل دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو لکڑی سے بنایا جاتا ہے۔مگر اس میں نشہ ہوتا ہے۔اسکی نجاست وطہارت کا دارومدار اس بات

پر ہے کہ آیا ہر مسکر نجس ہے یا نہ؟ اگر چہ اس کی طہارت والا قول قوت سے خالی نہیں مگر احوط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ دوم۔ وہ جسے شراب کا جوہر کہا جاتا ہے جو سم قاتل ہوتا ہے البتہ پانی ملانے سے پینے کے قابل ہو جاتا ہے اگر چہ بعض فقہاء اسکی طہارت کے قائل ہیں مگر احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ واللہ العالم۔

۲۔ قطبین پر رہنے والوں کی نماز روزہ کا حکم

جو لوگ قطبین میں رہتے ہوں جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے وہ کیا کریں؟ اور کس طرح نماز و روزہ کی پابندی کریں؟ اس سلسلہ میں گو علماء فقہاء میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے ۔سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اگر عسر و حرج لازم نہ آئے تو یہ لوگ وہاں سے ہجرت کر جائیں تا کہ باقاعدہ شرعی احکام پر عمل درآمد کر سکیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر جو علاقے انکی رہائش گاہ کے قریب ہیں اور معتدل بھی ہیں انکے حساب سے اپنے شب و روز کا تعین کر کے نماز و روزہ کی پابندی کریں یا پھر ان شہروں کے اوقات کو مدنظر رکھ کر نماز و روزہ کے اوقات کا اہتمام کریں جو حد اعتدال پر واقع ہیں۔ واللہ العالم۔

۳۔ لاٹری کا حکم

لاٹری کا ٹکٹ خریدنا جوا اور قمار میں داخل ہے یعنی حرام ہے۔ ہاں البتہ بانڈز کی خریداری کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ اس میں اصل زر محفوظ رہتی ہے۔

۴۔ مصنوعی نسل کشی کا حکم

مصنوعی طریقہ سے اگر اجنبی مرد کی منی کسی عورت کے رحم میں پہنچائی جائے تو نہ صرف یہ کہ یہ فعل فی نفسہ حرام ہے بلکہ اسکے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ بھی ولد الحرام کے حکم میں ہوگا۔ ہاں البتہ اگر شوہر کا نطفہ آلات جدیدہ کے ذریعہ اس کی بیوی کے رحم میں پہنچایا جائے اور اس کے نتیجہ میں استقرار حمل

ہوتو اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

﴿۵۔ برتھ کنٹرول کا شرعی حکم﴾

عارضی مانع حمل چیز کا استعمال جائز ہے یعنی میاں بیوی کی رضا مندی سے وقفہ جائز ہے مگر مستقل طور پر حمل کی استعداد کو ختم کرنا مرد و عورت ہر دو کے لیے حرام ہے۔ البتہ مستقر حمل کو ساقط کرنا بہر صورت حرام ہے۔

﴿۶۔ ریڈیو، ٹی وی، اور وی سی آر کی خرید وفروخت کا حکم؟﴾

چونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں جن میں خیر و شر دونوں کے پہلو پائے جاتے ہیں انکی خرید وفروخت کے جواز و عدم جواز کا دار و مدار بائع و مشتری کی نیت پر ہے پس اگر جائز مقاصد کے لیے انکی خرید و فروخت کی جائے تو جائز ہے ورنہ علی الاقوی حرام ہے اور اگر خریدار کی نیت معلوم نہ ہو تو علی الاظہر اسکی فروخت جائز ہے۔ واللہ العالم۔

sibtain.com

﴿۷۔ اعضا کی پیوند کاری کا شرعی حکم﴾

خون تو مجبوری کے تحت کسی کو دیا جا سکتا ہے لیکن احتیاط واجب اس میں ہے کہ مفت دیا جائے۔ اور خرید وفروخت سے اجتناب کیا جائے البتہ اعضا کا دینا حرام ہے۔ کیونکہ اللہ نے انسان کو ان میں تصرف کرنے کا حق دیا ہے۔ انہیں ہبہ کرنے یا فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔ بہر حال اگر کسی طرح مردہ انسان یا کسی کافر کا عضو جیسے آنکھ اگر زندہ اور مسلمان انسان کو لگ جائے تو علی الاظہر جب زندہ انسان اور مسلمان کا جزء بن جائے تو پاک متصور ہوگا اور اس طرح نماز پڑھنا جائز ہوگی۔ واللہ العالم۔

﴿۸۔ بیمہ زندگی کا شرعی حکم؟﴾

اگرچہ اس کے جواز و عدم جواز میں فقہاء میں فی الجملہ اختلاف ہے مگر علی الاظہر اس کا مروجہ طریقہ

جائز ہے۔ واللہ العالم۔

۹۔ ہوائی جہاز پر سفر کرنے کے بعض احکام؟

جب جہاز عموداً اوپر کو قصری سفر کے برابر طئے کرلے تو نماز قصر ہو جائیگی ۔۲۔ اگر کوئی شخص نماز مثلاً ظہر پڑھ کر جہاز میں سوار ہو کر کسی ایسے ملک میں پہنچ جائے جہاں ابھی ظہر نہیں ہوئی تو زوال کے بعد وہاں ظہر پڑھنا پڑے گی۔

۳۔ جب کوئی شخص قبل غروب جہاز کے ذریعہ سفر کا آغاز کرے اور جہاز اس طرح سفر کرے کہ اس جہاز کے لیے سورج غروب نہ ہوحتی کہ چوبیس گھنٹے گذر جائیں تو اس شخص پر نماز مغرب واجب نہ ہوگی۔

۴۔ ایک شخص نے بذریعہ جہاز جہاں سے سفر شروع کیا وہاں ماہ رمضان شروع ہو گیا تھا لیکن جہاں پہنچا تو وہاں ابھی ماہ رمضان شروع نہیں ہوا تھا تو اگرچہ سفر میں اس کا روزہ صحیح تھا مگر ظاہر یہ ہے کہ اس روزے کا وہاں پورا کرنا یا امساک کرنا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں ابھی ماہ رمضان کا آغاز ہی نہیں ہوا۔ واللہ العالم۔

sibtain.com

۱۰۔ مشینی ذبیحہ کا حکم۔

مشینی ذبیحہ میں اگر لوہے کے تیز دھار آلے اور مسلمان کے ہاتھ سے ذبح ہو سکے۔ چار رگیں بھی کٹ جائیں اور اللہ کا نام بھی لیا جاسکے اور حیوان قبلہ رخ بھی ہو تو جائز ہے اگرچہ پس گردن سے ذبح کیا جائے اور اگر ان بنیادی شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر جانور حرام متصور ہوگا اور اس کا گوشت کھانا جائز نہ ہوگا۔ واللہ العالم

۱۱۔ میت کے پوسٹ مارٹم کا حکم؟

مومن کا پوسٹ مارٹم اشد ضرورت کے علاوہ عام حالات میں جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مومن کی میت کا احترام زندہ مومن کے احترام کی طرح لازم ہے لہذا انسب یہ ہے کہ ڈاکٹری تجربات کسی غیر مسلم کی

میت پر کیے جائیں ہاں اشد ضرورت کے تحت اس کا جواز قوت سے خالی نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

۱۲۔ بنک میں رقم رکھنے اور اسکے منافع کا حکم؟

بنک جو رقم کھاتہ داروں کو دیتا ہے۔ وہ محض تشویق کے لیے دیتا ہے اس سے کسی کا ضرر وزیاں بھی نہیں ہوتا نیز از خود دیتا ہے زبردستی نہیں لیا جاتا اور اس میں کسی محتاج کی احتیاج سے ناجائز فائدہ بھی نہیں اٹھایا جاتا نیز روپیہ موزوں یا مکیل بھی نہیں ہے بلکہ معدود ہے لہذا دلائل کی رو سے اس رقم کا لینا جائز ہے۔ واللہ العالم۔

الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد و اهلبيته الطيبين الطاهرين۔

sibtain.com

اہل ایمان کے لیے عظیم خوشخبری

ہم انتہائی مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ حضرت آیت اللہ علامہ شیخ محمد حسین نجفی کی شہرۂ آفاق تصانیف بہترین طباعت کے ساتھ منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

- **قرآن مجید مترجم** اردو مع خلاصۃ التفسیر منصۂ شہود پر آگئی ہے جس کا ترجمہ اور تفسیر فیضان الرحمن کا روح رواں اور حاشیہ تفسیر کی دس جلدوں کا جامع خلاصہ ہے جو قرآن فہمی کے لیے بے حد مفید ہے۔ اور بہت سی تفسیروں سے بے نیاز کر دینے والا ہے۔
- **فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن** کی مکمل 10 جلدیں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ایک ایسی جامع تفسیر ہے جسے بڑے مباحات کے ساتھ برادران اسلامی کی تفاسیر کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے مکمل سیٹ کا ہدیہ صرف دو ہزار روپے۔
- **زاد العباد لیوم المعاد** اعمال وعبادات اور چہاردہ معصومین کے زیارات، سر سے لیکر پاؤں تک جملہ بدنی بیماریوں کے روحانی علاج پر مشتمل مستند کتاب منصۂ شہود پر آگئی ہے۔
- **سعادة الدارین فی مقتل الحسین** زیور طبع سے آراستہ ہو کر مومنین کے لیے آگئی ہے۔
- **اعتقادات امامیه** ترجمہ رسالہ لیلیہ سرکار علامہ مجلسیؒ جو کہ دو بابوں پر مشتمل ہے پہلے باب میں نہایت اختصار و ایجاز کے ساتھ تمام اسلامی عقائد و اصول کا تذکرہ ہے اور دوسرے باب میں مہد سے لیکر لحد تک زندگی کے کام انفرادی اور اجتماعی اعمال و عبادات کا تذکرہ ہے تیسری بار بڑی جاذب نظر اشاعت کے ساتھ مزین ہو کر منظر عام پر آگئی ہے ہدیہ صرف تیس روپے۔
- **اثبات الامامت** آئمہ اثنا عشری کی امامت وخلافت کے اثبات پر عقلی ونقلی نصوص پر مشتمل بے مثال کتاب کا پانچواں ایڈیشن
- **اصول الشریعه** کا نیا پانچواں ایڈیشن اشاعت کے ساتھ مارکیٹ میں آگیا ہے ہدیہ ڈیڑھ سو روپے۔
- **تحقیقات الفریقین اور اصلاح الرسوم** کے نئے ایڈیشن قوم کے سامنے آگئے ہیں۔
- **قوانین الشریعه فی فقه الجعفریه** (دو جلد)۔
- **وسائل الشیعه** کا ترجمہ تیرہویں جلد بہت جلد بڑی آب وتاب کے ساتھ قوم کے مشتاق ہاتھوں میں پہنچنے والا ہے۔
- **اسلامی نماز** کا نیا ایڈیشن بڑی شان وشکوہ کے ساتھ منظر عام پر آگیا ہے۔

مکتبة السبطین

296/9 بی، سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا